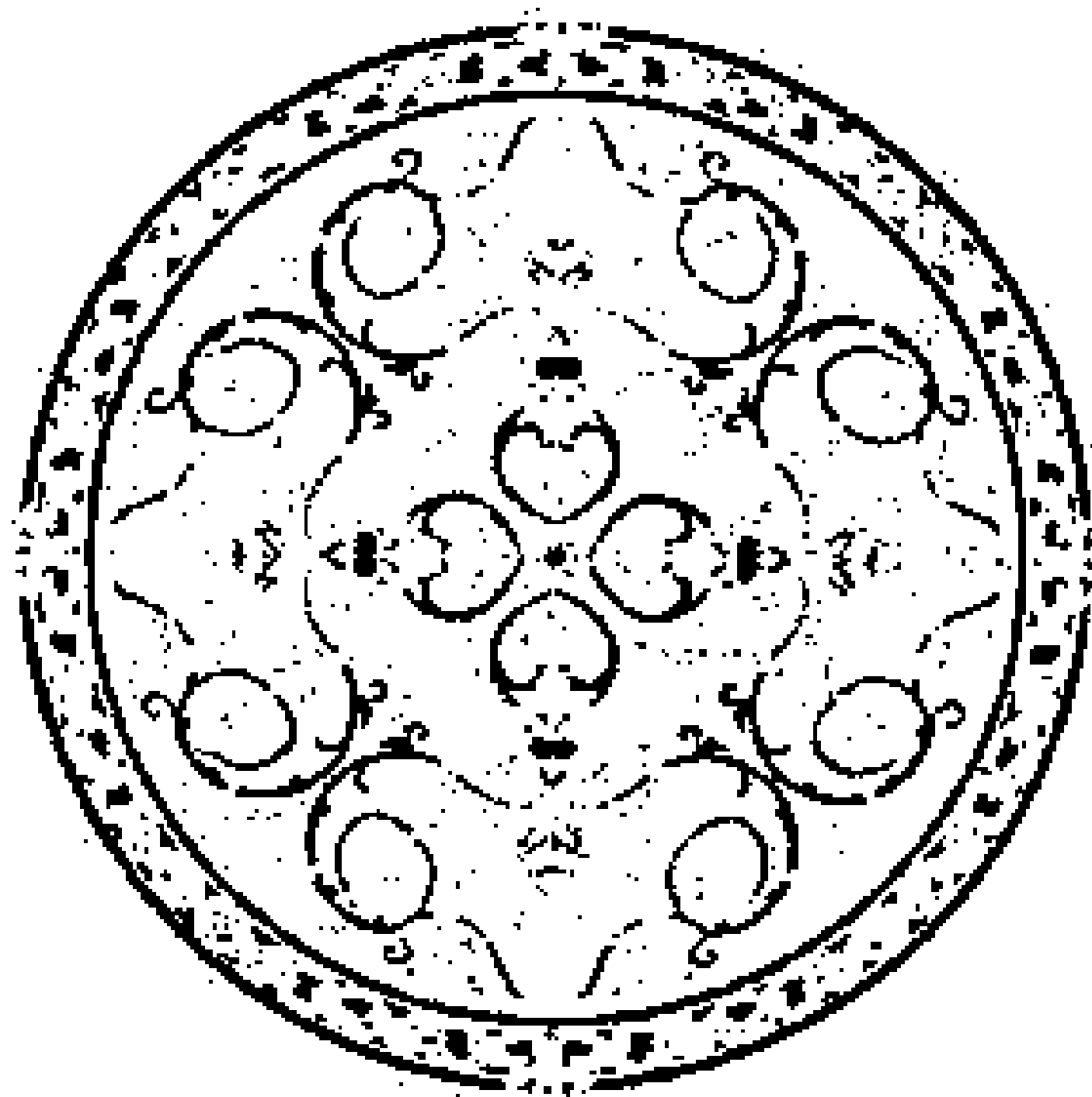


ہم علم حدیث کیسے پڑھیں؟



ناشر

الذکر للصلیٰ

ڈابھیل ضلع نوساری گجرات

تالیف

محمد ادریس بن محمد یوسف گونیا گودھسروی

جامعہ کبیر الیقاؤم مجاہد پور احمد آباد

Ham ilm-e-hadish kiase pdhe ?

Scanned & PDF = 25 - Safar - 1435 Hijri

Sunday - 29 - December - 2013

{ ۱ }

ہم علم حدیث کیسے پڑھیں؟

دعائیہ کلمات

سیدی و مرشدی

حضرت اقدس مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم العالیہ

شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل

باسمہ تعالیٰ

عزیز گرامی مولانا محمد ادریس صاحب حفظہم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ابھی ابھی آپ کا گرامی نامہ موصول ہو کر موجب مسرت ہوا اور یہ معلوم ہو کر مزید مسرت ہوئی کہ آپ نے "ہم علم حدیث کیسے پڑھیں؟" کے عنوان سے ایک اہم مضمون طلباء و مدرسین حدیث کی رہنمائی کے لئے ترتیب دیا ہے، آپ نے اپنے اس مضمون کے ذریعہ علم حدیث سے اشتغال رکھنے والے اہل علم کی ایک اہم ضرورت کی تکمیل فرمائی ہے، اللہ تعالیٰ اس کو حسن قبول عطا فرما کر علم حدیث سے اشتغال رکھنے والے تمام احباب کو اس سے بیش از بیش فائدہ پہنچائے اور آپ کو اس نوع کی مزید علمی خدمات انجام دینے کی توفیق اور سلیقہ عطا فرمائے، دل سے دعا کرتا ہوں۔

فقط والسلام

املاہ (حضرت اقدس مفتی) احمد (صاحب) خانپوری (دامت برکاتہم العالیہ)

رائے گرامی

محدث کبیر ناقد بصیر

حضرت اقدس مولانا زین العابدین صاحب اعظمی اطال اللہ بقاءہ بالصحة والعافية

صدر شعبہ تخصص فی الحدیث جامعہ مظاہر علوم سہارنپور

باسمہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عزیز گرامی سلمہ اللہ تعالیٰ

میں نے آپ کی کتاب جگہ جگہ سے پڑھ لی، مجھ کو بہت مفید معلوم ہوئی، دوسطریں اس کتاب کے متعلق لکھ دی ہیں جو بالکل شروع میں ہے، کہیں کہیں غلطی ملی اس کو صحیح کر دیا ہے، اور کہیں صرف تحقیق کا نشان لگا دیا ہے، اس کو دیکھ کر کتاب شائع کریں۔ والسلام۔

دوسطریں

یہ کتاب علم حدیث میں مشغول ہونے والے طلباء و اساتذہ دونوں کے لئے بہت مفید ہے،
ان شاء اللہ تعالیٰ۔

(حضرت مولانا زین العابدین صاحب اعظمی اطال اللہ بقاءہ بالصحة)

۱۳ شوال ۱۴۳۳ھ

رائے گرامی

نمونہ سلف

حضرت اقدس مفتی ابراہیم صاحب آچھودی مدظلہم العالی
 خلیفہ حضرت مولانا رابع صاحب ندوی دامت برکاتہم العالیہ
 باسمہ تعالیٰ

عزیز محترم مولانا حافظ ادریس سلمہ اللہ تعالیٰ

بعد سلام مسنون آپ کی تالیف ”ہم علم حدیث کیسے پڑھیں؟“ کو کہیں کہیں سے دیکھا، ماشاء اللہ کتاب اپنے موضوع میں خوب ہے، اور آپ کا یہ علمی کارنامہ ہم سب کے لئے باعث رشک بھی ہے، خدا تعالیٰ آپ کو ایسے علمی کارنامے انجام دینے کی مزید توفیق عطا فرمائیں، اور آپ کی عمر و علم میں خوب خوب برکت نصیب فرمائیں۔ (آمین)

تقریظ

مفتی عبداللہ صاحب معرونی دامت برکاتہم
استاذ شعبہ تخصص فی الحدیث دارالعلوم دیوبند

باسمہ تعالیٰ شانہ

الحمد للہ کفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ وبعد۔۔

اس میں شک نہیں کہ حدیث نبوی کی تعلیم اور تعلم بہت ہی بابرکت مشغلہ ہے، حدیث پاک درحقیقت قرآن کریم کی تفہیم و تشریح ہے، جس طرح قرآن کریم کلام معجز ہے، اسی طرح حدیث پاک بھی فصاحت و بلاغت کے اعلیٰ معیار پر ہے، چنانچہ نبی پاک ﷺ کا پاک ارشاد "اوتیت جوامع الکلم" اس کی بین دلیل ہے، نیز حدیث شریف کا علم اپنی جامعیت کی بناء پر بہت سے علوم کا جامع ہے، ان علوم سے مناسبت کے بغیر صحیح معنوں میں علم حدیث سے مناسبت پیدا نہیں ہو سکتی، اس حقیقت کو واضح کرنے کے لئے پیش نظر کتاب تالیف کی گئی ہے، اور اختصار کے ساتھ طلباء و مدرسین اور مشتغلین علم حدیث کے لئے اس فن کے متعلق کچھ رہنما اصول با خطوط پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے، کتاب پر بندہ نے متعدد مقامات سے نظر ڈالی، امید ہے کہ حضرات اہل علم خصوصاً فن حدیث شریف سے دلچسپی رکھنے والوں کے لئے مفید ہوگی، اللہ تعالیٰ اس کتاب کو اپنی بارگاہ میں پھر بندگان خدا کے درمیان حسن قبول عطا فرمائے۔
فقط والسلام۔

(مفتی) عبداللہ (صاحب) معرونی (دامت برکاتہم)

خادم التدریس دارالعلوم دیوبند

۱۱-۲۸-۱۴۳۳ھ

تقریظ

المحقق والمدقق

فضيلة الشيخ محمد طلحة بن بلال منيار سورتی حفظه الله تعالى

تلميذ الشيخ عبد الفتاح ابو غده رحمته الله

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على خير الخلق أجمعين، سيدنا محمد وعلى آله وأصحابه ومن تبعهم باحسان الى يوم الدين۔

أما بعد: فقد مضت على بلاد الهند عقود متطاولة، لم يكن لها دور في خدمة الحديث الشريف ولا نشاط بارز في الاشتغال به تعلماً وتعليماً، الى أن أطل القرن العاشر الهجري الذي يعد بداية النهضة الحديثة في الهند، ومن ضمن الأسباب التي كان لها دور واضح في قيام هذه النهضة، سببان اثنان:

أولهما: وفود جمهرة من علماء الحجاز ومصر واليمن ممن كان لهم اشتغال بهذا الفن، الى بلاد الهند، وتوطنهم بها، وخصوصاً بكجرات۔ وقيامهم بنشر علم الحديث بين أهلها۔
ثانيهما: ارتحال بعض علماء الهند الى بلاد الحرمين وتلقيهم عن علمائها، ثم سعيهم بعد العودة في خدمة الحديث تدريجاً وتصنيفاً۔

علی موصوف سورت شہر کے باشندے ہیں اور اپنی زندگی کا اکثر حصہ مدینہ منورہ میں گزارا ہے، موصوف عالم اسلام کے مشہور عالم شیخ عبد الفتاح ابو غده کے شاگرد رشید ہیں، موصوف نے شیخ عبد الفتاح کی نگرانی میں حافظ ابن حجر کی معرکہ الآراء کتاب "لسان المیزان" کی تحقیق کا گراں قدر کام انجام دیا ہے جو ان کے تحقیقی مزاج کے حامل ہونے کی واضح دلیل ہے، نیز نور الایضاح کے شروع میں ان کا تالیف کردہ مقدمہ بھی موصوف کی علمی گہرائی و گیرانی کی واضح دلیل ہے۔

الآن ازدهار هذا العلم في الهند واتساع رقعته ونفاق سوقه ونشوء نشاط بارز في تداوله
تدريسا وتصنيفا، يعود الفضل فيه الى الامام المحدث الشيخ عبد الحق الدهلوي (ت ١٠٥٢ هـ)
وتلامذته وأولاده۔

ثم جاء العصر الذهبي للحديث الشريف وعلومه حين قام الامام العلامة المحدث
أحمد بن عبد الرحيم الدهلوي (ت ١١٤٦ هـ) المعروف ب (الشاه ولي الله) بتلقي علوم
الحديث عن علماء الحجاز وبخاصة عن العلامة الشيخ أبي طاهر الكردي المدني
(١١٢٥ هـ)، ثم عاد الشيخ ولي الله الى الهند، وقصر همته على نشر الحديث وجد واجتهد،
حتى قامت دولة الحديث بالهند، وتهافت على طلبه وتلقيه عنه وعن تلاميذه جموع غفيرة من
رواد الحديث في طول بلاد الهند وعرضها، وأصبح الشاه ولي الله بهذا النشاط العلمي القوي هو
مرجع علوم الحديث ومدار أسانيده في بلاد الهند، انى وأعقبت جهود الشيخ
ولي الله وأبنائه وأحفاده سيلان الشروح والحواشي والتعانيق ومصنفات الحديثية، وانتشرت
حلقات تدريس كتب الحديث في كبرى المدن الرئيسية۔

وحين بدأ عصر طباعة الكتب، كانت بلاد الهند سباقة الى نشر أمهات الكتب الكبار
في شتى فنون علوم الحديث، مما ساعد في اشاعة هذا العلم، واقتناء نفائس الكتب النادرة
وسهولة الاستفادة منها۔

ثم جاء دور قيام المدارس والمعاهد الدينية، التي رسمت لنفسها منهجا دراسيا
يشتمل على تدريس أهم الكتب في مختلف العلوم، وقد خصصوا لهذا المنهاج الدراسي
السنة الأخيرة التي تسبق التخرج والتفرغ، خصصوها لعلم الحديث النبوي الشريف، فيتم في
هذه السنة الدراسية تدريس الكتب الستة الحديثية على وجه الخصوص، لذلك يسمونها سنة
الدورة الحديثية، ويتولى تدريس هذه الكتب في الدورة الحديثية كبراء المدرسين ممن حازوا

مكانة علمية عالية وأمضوا سنوات عديدة في تدريس العلوم والفنون۔

ونظرا الى أن الحديث الشريف هو المصدر الثاني بعد الكتاب العزيز لأحكام الشريعة المطهرة ، وأصل أصيل للفقہ الاسلامي وأصوله ، فانه لا يمكن فصل العلمين عن بعضهما البعض ، ولكن لكل منهما كيان خاص ومعالم وملامح بارزة ، لا تسمح لأحدهما أن يترك مجاله وميدانه ليتربع عليه الآخر ، كما هو المشاهد في تدريس الكتب الستة في المدارس والمعاهد اليوم ، حيث يغطي الجانب الفقهي في الشرح والافادة۔

ولعل هذه الظاهرة الراهنة هي التي دعت بعض المعاهد الى اقامة دورات تخصصية في علوم الحديث بعد تخرج الطالب من الدورة الحديثية السائدة ، ليتم فيها تناول فنون الحديث الأخرى بشكل مركز وبصورة أشمل وأوسع ، لسد الاعواز في تحصيل علوم الحديث التي يبني عليها الفهم الصحيح۔

وكان من بين الملتحقين بهذه الدورات الحديثية التخصصية الأخ الفاضل المولوي محمد ادریس الگودھروي سلمه اللہ ، مرتب هذه المذكرة بعنوان (كيف ندرس علم الحديث؟) فانه لمس هذا الأمر المذكور ، فأحب أن يكون له دور في تسديد هذه الظاهرة ، ووضع الأمور في نصابها ، ليكون الدرس الحديثي أكثر توازنا وأعمق فائدة وأوسع أفقا ، وخشية اندراس معالم هذا الفن بسبب التناول المجتزئ ، مع ما سبق لهذه البلاد من دور مشرق في العناية به وخدمته ونشره۔

وقد تناول الأخ المولوي ادریس في هذه المذكرة علوما أو مباحث أربعة من علوم الحديث ، رأى أن الاعتناء بها كفيل باقامة التوازن في الدرس الحديثي في مدارسنا وجامعاتنا الدينية ، وعقد لكل موضوع بابا مستقلا ، وهذه المباحث هي :

١۔ العناية بتصحيح أسماء الرواة في الأسانيد۔

۲۔ العناية بتصحيح ألفاظ متن الحديث۔

۳۔ تحقيق أحوال رجال الأسانيد۔

۴۔ فقه الحديث۔

وقد اعتنى المؤلف خلال تناوله لهذه المباحث الأربعة ، بالتعريف بأهم مصنفات علماء الحديث فيها ، وكيفية الاستفادة منها۔

ولعل أوسع الأبواب هو الباب الثالث الذي تناول موضوع تخريج الأحاديث من المصادر الحديثية ، وهو فن عملي لا يمكن فهمه بدون أمثلة تطبيقية ، كما أنه يتطلب المرور على كثير من أمهات كتب الحديث ، وله صلة وثيقة بسائر علوم الحديث على كثرتها وتنوعها۔
فالحاصل أن المؤلف قد وفق في تناول هذه المباحث ، وقد التمس مني أن أراجع له هذه المذكرة ، وأكتب لها تقديمًا موجزًا ، فكتبت هذه السطور نزولاً على رغبته ، سائلاً المولى عز وجل أن يبارك في جهد المؤلف ، وينفع به الفضلاء المعنيين بتدريس الحديث الشريف۔
وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين ، وصلوات الله وسلامه على خاتم النبيين ، وعلى آله وأصحابه أجمعين۔

وكتبه

الفقير إلى عفوره الغفار

محمد طلحة بلال أحمد منيار

تقریظ

مولانا احمد حسین پٹنی مظاہری دامت برکاتہم

بانی و مہتمم و شیخ الحدیث جامعہ کنز العلوم، جمالیپور، احمد آباد۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ بات روز روشن کی طرح عیاں اور ظاہر ہے کہ شریعت اسلامیہ کی بنیاد دو چیزوں پر رکھی گئی ہے۔۔۔ (۱) قرآن کریم (۲) احادیث مبارکہ، احادیث مبارکہ قرآن کی تشریح و تفسیر ہیں، اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی بعثت کے جو مقاصد بیان فرمائے، ان میں قرآن کریم کے معنی کی وضاحت اور مراد خداوندی کو بیان کرنا بھی شامل ہے، ارشاد باری ہے: **وَاَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ**، قرآن کریم نے رسول اللہ ﷺ کو مطاع کی حیثیت سے پیش کیا ہے: **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اطِيعُوا اللَّهَ وَاطِيعُوا الرَّسُولَ**، معلوم ہوا کہ قرآن کی طرح حضور ﷺ کے اقوال، افعال، احوال اور تقریرات کی بھی اتباع کرنا ضروری ہے، اللہ تعالیٰ نے مستقل طور سے اس کا حکم فرمایا ہے، صرف قرآن پر عمل کر لینا کافی نہیں ہے۔

احادیث مبارکہ کی حفاظت کے لئے سلف صالحین نے مختلف طریقے استعمال کئے، احادیث طیبہ کے حصول کے لئے محیر العقول کاوشیں، دور دراز ملکوں کا انتہائی بے سرو سامانی کی حالت میں سفر کرنا اور بعض مرتبہ ایک ایک حدیث کی تلاش میں ہزاروں میل کا مستقل سفر کرنا، احادیث طیبہ کو سینوں میں محفوظ کرنا، احادیث کے پیغام اور تعلیم کو فرد و قوم کی عملی زندگی میں جرب کرنا، احادیث سننے اور سنانے کی محفلیں منعقد کرنا، تدریس حدیث کے حلقے، حدیث کی کتابت، حدیث کی تدوین، فن اصول حدیث متعارف کرانا، احادیث کی سندوں کی چھان بین، احادیث کے متن کو پرکھنا، رواۃ حدیث کے حالات زندگی اور ان کے اخلاق و کردار کو فن اسماء الرجال کی شکل میں محفوظ کرنا، احادیث کے مختلف درجے متعین کرنا، ایسی کتابوں کی تیاری جن میں صرف صحیح احادیث کا بیان ہو، ہر حدیث کی فنی حیثیت متعین کرنا، ان

راویوں سے ملت کو آگاہ کرنا جو وضع حدیث کے لئے مشہور ہیں اور ایسی کتابیں مرتب کرنا، جنہیں تمام موضوع روایات کو جمع کر دیا جائے تاکہ لوگ ان موضوع روایات کو اقوال رسول ﷺ سمجھ کر دھوکا نہ کھائیں، یہ وہ مختلف طریقے تھے جو مسلمانوں نے حدیث رسول اللہ ﷺ کے بیش بہا خزانے کی حفاظت کے لئے استعمال کئے۔

خدمات حدیث کے اس سلسلۃ الذہب کی ایک کڑی برے صغیر ہندو پاک کے وہ مدارس عربیہ ہیں جہاں صحاح ستہ کو کہیں ایک سال میں "دورہ حدیث" کے نام سے اور کہیں دو تین سالوں میں تقسیم کر کے "تخصّص فی الحدیث" کے نام سے پڑھایا جاتا ہے، لیکن طرز تدریس جو اختیار کیا جاتا ہے وہ انتہائی افسوس ناک ہے، کہ ابتداء میں طویل تقریریں ہوتی ہیں، جسمیں زیادہ تر فقہی موشگافیاں اور مسلکی اختلافات ہی پر زیادہ تر توجہ مبذول ہوتی ہے، حالانکہ حدیث کو فن حدیث کے نقطہ نظر سے پڑھایا جانا چاہئے۔

اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے محترم مولانا ادریس صاحب گودھروی، استاذ جامعہ کنز العلوم احمد آباد کو جنہوں نے "ہم علم حدیث کیسے پڑھیں؟" کے نام سے یہ رسالہ مرتب کیا ہے، جسمیں انہوں نے اسماء الرجال کو صحیح ضبط کے ساتھ پڑھنے کی اہمیت پر روشنی ڈالی ہے، اور اس سلسلہ میں کن کتابوں سے استفادہ کیا جاسکتا ہے اس کو بھی بیان کیا ہے، نیز انہوں نے متن حدیث کے الفاظ کو درستگی کے ساتھ پڑھنے کی اہمیت کو بیان کیا ہے، اسی طرح سلسلہ سند میں واقع رجال کی بحیثیت جرح و تعدیل تحقیق کے طریقہ کار اور اس سے متعلق کتابوں کا ذکر کیا گیا ہے اور اخیر باب میں حدیث کے فوائد و آداب کے متعلق مختصر روشنی ڈالی ہے۔

اللہ تعالیٰ موصوف کو جزائے خیر عطا فرمائے، اور ان کی اس خدمت کو قبول فرمائے، اور طالبین علوم حدیث کے لئے اس کو نافع بنائے۔ آمین یا رب العالمین۔

(مولانا) احمد حسین پٹنی مظاہری

۱۶ اکتوبر - ۲۰۱۲ء

عرض حال

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمین والصلوة والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین وعلی الہ الطیبین

الطاہرین وصحابہ اجمعین۔

فن حدیث کی اہمیت کے لئے اتنی ہی بات کافی ہے کہ حامل قرآن حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی سیرت اور حیات طیبہ اور اخلاق و عادات مبارکہ اور آپ ﷺ کے اقوال و اعمال، آپ ﷺ کے سنن و مستحبات اور احکام و ارشادات اسی علم حدیث کے ذریعہ ہم تک پہنچتے ہیں، اسی طرح خود اسلامی تاریخ، صحابہ کرامؓ کے احوال اور ان کے اعمال و اقوال اور اجتہادات و استنباطات کا خزانہ بھی اسی کے ذریعہ ہم تک پہنچتا ہے، اس بناء پر اگر یہ کہا جائے تو صحیح ہے کہ کامل و مکمل اسلام اسی علم حدیث کی بدولت مسلمانوں میں ہمیشہ سے موجود و قائم ہے اور ان شاء اللہ تاقیامت قائم رہیگا۔

اسی اہمیت کے پیش نظر مسلمانوں نے آغاز اسلام ہی سے قرآن پاک کے بعد اس علم کو اپنے سینہ سے لگایا اور اپنی پوری محنت، قابلیت اور اخلاص و عقیدت کے ساتھ اس کی ایسی خدمت کی دنیا کی کوئی قوم اپنی قدیم روایات و اسناد کی حفاظت کی ایسی مثال پیش نہیں کر سکی، خدمات حدیث سے سلسلۃ الذہب کی ایک کڑی ہمارے ہندوستانی مدارس اسلامیہ ہے کہ درس نظامی کا آخری مکمل سال فن حدیث کے لئے خاص کر دیا جاتا ہے، تاکہ طالب علم اپنی پوری توجہ اس علم کی طرف مبذول کر سکے۔

لیکن افسوس صد افسوس! فن حدیث کا طرز تدریس کچھ اس طرح کا اختیار کیا جاتا ہے کہ طالب علم کو یہ محسوس ہونے لگتا ہے کہ فن حدیث صرف مسائل فقہیہ میں سیر حاصل بحث کرنے کا اور خفی و شافعی کے اختلاف کا نام ہے۔ ضرورت اس بات کی رہ جاتی ہے کہ مسائل فقہیہ کے ساتھ ساتھ حدیث کے دیگر ضروری امور کے بیان کی طرف بھی توجہ دی جائے تاکہ طالب علم کو معلوم ہو کہ فن حدیث میں اور کون کون سی چیزوں کی طرف توجہ دی جانی چاہیے۔

میرے ناقص خیال میں فن حدیث کے ضروری مباحث میں سے فن حدیث کو پڑھنے کے دوران کم از کم چار چیزوں کی طرف خاص توجہ دی جانی چاہیے۔ (۱) سلسلہ سند میں واقع اسماء کا صحیح ضبط (۲) الفاظ حدیث کو درستگی کے ساتھ پڑھنا (۳) سلسلہ سند میں واقع رجال کی بحیثیت جرح و تعدیل تحقیق کرنا (۴) حدیث سے ثابت شدہ فوائد و آداب کا بیان۔

پیش نظر کتاب میں "مقدمہ" کے عنوان کے ماتحت مشغولین بالحدیث کے متعلق وارد شدہ فضائل کی احادیث، فن حدیث کی اہمیت کے متعلق علماء کے اقوال، فن حدیث کی خدمت کے سلسلہ میں علماء متقدمین کی قربانیاں اور فن حدیث کے آداب وغیرہ کو ذکر کیا گیا ہے۔ اس کے بعد "باب اول" کے عنوان کے ماتحت سلسلہ سند میں واقع اسماء کو صحیح ضبط کے ساتھ پڑھنے کی اہمیت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس کے ضمن میں ضبط اسماء کی درستگی کے لئے کون کون سی کتابوں کی مراجعت کرنی چاہیے۔ ان کتابوں کا تعارف کروایا گیا ہے۔ "باب دوم" کے ماتحت متن حدیث کے الفاظ کو درستگی کے ساتھ پڑھنے کی اہمیت کو اجاگر کیا گیا ہے، نیز متن حدیث میں واقع کلمات غریبہ کے صحیح ضبط کے لئے کون کون سی کتابوں کی مراجعت کرنی چاہیے، ان کتابوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ "باب سوم" کے عنوان کے ماتحت سلسلہ سند میں واقع رجال کی بحیثیت جرح و تعدیل تحقیق کے طریقہ کار اور اس کے متعلق تالیف شدہ گراں قدر کتابوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ باب چہارم کے ماتحت فوائد و آداب حدیث کے بیان کے متعلق اجمالی بات پیش کر کے کتاب کو پایہ تکمیل تک پہنچایا گیا ہے۔

تشکر و امتنان : اولاً میں اس ذات وحدہ لا شریک لہ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جس نے مجھے اس کارِ خیر کی توفیق وسعادت بخشی۔

این سعادت بزورِ بازو نیست تانہ بخشد خدائے بخشندہ

اس کے بعد میں ان تمام حضرات اہل علم کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اپنے قیمتی اوقات فارغ کر کے کتاب کے متعلق اپنی گراں قدر آراء تحریر فرما کر بندہ کو دعاؤں سے نوازا، نیز

میں اپنے مشفق استاذ محترم مولانا خالد سعید صاحب اعظمی دامت برکاتہم (استاذ شعبہ تخصص فی الحدیث جامعہ مظاہر علوم، سہارنپور) کا تہ دل سے شکر گزار ہوں جنہوں نے اپنے قیمتی اوقات فارغ کر کے کتاب کے تقریباً نصف حصہ پر نظر ثانی فرما کر مفید اصلاحات فرمائی، اسی طرح شاگردوں میں مولوی محمد اسامہ احمد آبادی اور محمد یاسر احمد آبادی کا بھی شکر گزار ہوں کہ اول الذکر نے مسودہ کی تہیض میں اور ثانی الذکر نے پروف ریڈنگ میں تعاون کیا، اللہ تعالیٰ ان تمام حضرات اور جملہ معاونین کو دارین میں بہترین بدلہ نصیب فرمائیں۔ (آمین)

گزارش : حضرات اہل علم کی خدمت میں مؤدبانہ گزارش ہے بندہ کی یہ پہلی کاوش ہے اس لئے اغلاط کا رہ جانا عین ممکن ہے، کتاب کے مطالعہ کے دوران جن خامیوں پر اطلاع ہو بندہ کو مطلع فرما کر ممنون و مشکور فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی اصلاح کر لی جائے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

محمد ادریس گودھروی

جامعہ کنز العلوم، خان جہان دروازہ، جمالیپور، احمد آباد-۳۸۰۰۰۱۔

مقدمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله كفى وسلام على عباده الذين اصطفى

علوم قرآن اگر اسلامی علوم میں دل کی حیثیت رکھتا ہے تو علم حدیث شہ رگ کی۔ یہ شہ رگ اسلامی علوم کے تمام اعضاء و جوارح تک خون پہنچا کر ہر آن ان کے لئے تازہ زندگی کا سامان فراہم کرتی رہتی ہے۔ آیات کا شان نزول، ان کی تفسیر، احکام القرآن ان کی تشریح و تبیین، اجمال کی تفصیل، عموم کی تخصیص، مبہم کی تعیین سب علم حدیث کے ذریعہ معلوم ہوتا ہے، اسی طرح حامل قرآن حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی سیرت اور حیات طیبہ اور اخلاق و عادات مبارکہ اور آپ ﷺ کے اقوال و اعمال، آپ کے سنن و مستحبات اور احکام و ارشادات اسی علم حدیث کے ذریعہ ہم تک پہنچتے ہیں۔ اسی طرح خود اسلام کی تاریخ، صحابہ کرامؓ کے احوال اور ان کے اعمال و اقوال اور اجتہادات و استنباطات کا خزانہ بھی اسی کے ذریعہ ہم تک پہنچتا ہے۔ اس بنا پر اگر یہ کہا جائے تو صحیح ہے کہ کامل و مکمل اسلام اسی علم حدیث کی بدولت مسلمانوں میں ہمیشہ سے موجود قائم ہے اور ان شاء اللہ تاقیامت رہے گا۔

یہی وجہ ہے کہ علم حدیث کے پڑھنے پڑھانے اور اشتغال بالحدیث کے متعلق احادیث میں بہت سے فضائل وارد ہوئے ہیں، یہاں بعض احادیث کا ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

(۱) عن عبد الله بن مسعود رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول الله ﷺ يقول نضر الله امرأ سمع منا شيئاً فبلغه كما سمعه فرب مبلغ أوعى من سامع (رواه الترمذی۔ کتاب العلم باب ما جاء فی الحث علی تبلیغ السماع ۹۲/۲ وقال هذا حدیث حسن صحیح)

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اس شخص کو تروتازہ رکھے جس نے ہم سے کوئی بات سنی پھر اس کو جیسا سنا تھا ویسا ہی

پہنچا دیا پس بہت سارے وہ لوگ جنہیں بات پہنچائی جاتی ہے وہ (مجلس میں بیٹھ کر) سننے والوں سے زیادہ یاد رکھنے والے ہوتے ہیں۔

اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے علامہ قسطلانی (ابوالعباس احمد بن محمد الشافعی التونی ۹۲۳) تحریر فرماتے ہیں کہ آدمی حدیث یاد کر کے اور اس کو دوسروں تک پہنچا کر حدیث کو تروتازہ رکھنے کی کوشش کرتا ہے تو آپ ﷺ نے ایسے آدمی کو اس کے فعل کے مناسب دعا دی کہ اللہ تعالیٰ تجھے تروتازہ رکھے، جس طرح تو نے میری حدیث کو تروتازہ رکھا۔

(۲) عن عبد الله بن عباس رضي الله عنه قال سمعت رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يقول اللهم ارحم خلفاءنا قلنا يا رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وما خلفاءكم؟ قال الذين يأتون من بعدى يروون احاديثي وستی ويعلمونها للناس۔ (رواه الطبرانی فی الاوسط ۲۳۹/۲ رقم: ۵۸۲۶)

حضرت عبد اللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ یا اللہ! ہمارے خلفاء پر رحم فرما، صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کے خلفاء کون ہیں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا وہ لوگ جو میرے بعد آئیں گے اور میری احادیث و سنن کو روایت کریں گے اور لوگوں کو سکھائیں گے۔

فائدہ : اس حدیث کی سند میں ایک راوی احمد بن عیسیٰ بن عبد اللہ ہے جن کو دارقطنی نے کذاب کہا ہے لیکن حافظ ابن حجر عسقلانی نے اس قول کی تردید کی ہے، نیز ابن ابی حاتم نے ان کو اپنی کتاب ”المرح والتعدیل“ میں ذکر کر کے سکوت اختیار کیا ہے۔ (لسان المیزان ۲۶۲/۱)

(۳) عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه قال قال رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان اولی الناس بی يوم القيامة اکثرهم علی صلوة (رواه الترمذی ابواب الوتر باب ماجاء فی فضل الصلوة علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ۱۰/۱ وقال هذا حدیث حسن غریب

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن وہ

لوگ مجھ سے سب سے زیادہ قریب ہوں گے جو مجھ پر کثرت سے درود پڑھنے والے ہوں گے۔

علامہ قسطلانی اس حدیث کی شرح میں تحریر فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن رسول اللہ ﷺ سے سب سے زیادہ قریب اصحاب حدیث (محدثین عظام) ہوں گے، اس لئے کہ اس امت میں ان سے زیادہ درود شریف پڑھنے والا کوئی نہ ہوگا۔

علامہ خطیب بغدادیؒ (المتوفی ۷۳۳ھ) اپنی کتاب ”شرف اصحاب الحدیث“ میں تحریر فرماتے ہیں کہ مذکورہ حدیث میں اصحاب حدیث کی بہت بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے جس کے ساتھ صرف اصحاب حدیث ہی خاص ہیں، اس لئے کہ اس جماعت کے مقابلہ میں کوئی جماعت اس کثرت سے درود شریف نہیں پڑھتی ہے نہ زبان سے نہ قلم سے۔

علامہ ابن عساکرؒ فرماتے ہیں کہ مبارک باد ہو اصحاب حدیث کو۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو اس بشارت کا سب سے زیادہ مستحق بنایا۔ یہی لوگ قیامت کے دن نبی اکرم ﷺ سے سب سے زیادہ قریب ہوں گے۔ اس لئے کہ یہی لوگ اپنے درس کے دوران سب سے زیادہ درود شریف پڑھتے رہتے ہیں۔ ان شاء اللہ یہی لوگ فرقہ ناجیہ میں سے ہوں گے۔ (ارشاد الساری)

علماء کے اقوال :

حضرت سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں کہ لا اعلم علما افضل من علم الحديث لمن اراد به وجه الله تعالى لان الناس يحتاجون اليه حتى في طعامهم وشرابهم فهو افضل من التطوع بالصلوة والصيام۔

ایک مخلص آدمی جو محض اللہ کی خوشنودی حاصل کرنا چاہتا ہو اس کے لئے علم حدیث سے زیادہ بہتر کوئی علم نہیں ہے۔ اس لئے کہ لوگوں کو اپنی زندگی کے ہر شعبہ میں اس علم کی ضرورت پڑتی ہے، حتیٰ کہ کھانے پینے میں بھی وہ اس علم کے محتاج نظر آتے ہیں۔ اس علم میں مشغول ہونا نفل صوم و صلوٰۃ میں مشغول ہونے کے مقابلہ میں کئی گنا بہتر ہے۔

حضرت امام ابو حنیفہؒ علم حدیث کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں کہ لولا السنة
ما فهم القرآن احد منا اگر سنت نہ ہوتی تو ہم میں سے کوئی قرآن کو نہ سمجھ سکتا۔

امام شافعیؒ علم حدیث کے متعلق فرماتے ہیں جميع ما نقول الاثمة شرح السنة وجميع ما
تقوله السنة شرح القرآن حضرات ائمہ کرام جتنی بھی باتیں بیان کرتے ہیں وہ سب احادیث کی شرح
ہیں اور جو باتیں احادیث میں مذکور ہیں وہ قرآن کی شرح ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ علم حدیث کی اہمیت کو واضح کرتے ہوئے تحریر فرماتے
ہیں۔۔۔

ان عمدة العلوم اليقينية ورايتها ومبنى الفنون الدينية واساسها هو علم الحديث الذي
يذكر فيه ما صدر من افضل المرسلين ﷺ وعلى آله واصحابه اجمعين من قول او فعل او تقرير
فهو مصابيح الدجى ومعالم الهدى وبمنزلة البدر المنير من انقادها ووعى فقد رشد واهتدى
واوتى الخير الكثير ومن اعرض وتولى فقد غوى وهوى وما زاد نفسه الا التخصير فانه ﷺ نهى
وامر وانذر وبشر وضرب الامثال وذكر وانها المثل القرآن واكثر (حجة الله البالغة ۱/ ۲۹)

علوم یقینیہ کا معتمد علیہ سرمایہ و سر تاج اور فنون دینیہ کی اصل و اساس علم حدیث ہے، جس میں
افضل المرسلین ﷺ کے قول و فعل یا کسی بات پر آپ ﷺ کے سکوت و رضامندی کا ذکر خیر ہوتا
ہے۔ اس لئے یہ احادیث تاریکی میں روشن چراغ، رشد و ہدایت کا سنگ میل اور بدر کامل کا حکم رکھتی
ہے۔ جو شخص ان پر عمل پیرا ہوتا ہے اور ان کی نگہداشت کرتا ہے تو وہ ہدایت یاب اور خیر خیرت مند
یاب ہوتا ہے اور جو بد بخت اس سے اعراض و روگردانی کرتا ہے وہ گمراہ اور ہلاک ہو جاتا ہے اور اپنا ہی
نقصان کرتا ہے، اس لئے کہ آنحضرت ﷺ کی زندگی امر و نہی، انداز و تبشیر اور نصیحت و تذکیر سے معمور
ہے اور آپ ﷺ کی احادیث میں یہ چیزیں قرآن ہی کی طرح یا اس سے (مقدار میں) کچھ زیادہ ہی

ہیں۔ اہ

ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں اول چیزیں کہ عقل آں را بر خودش واجب می گردد آنست کہ تتبع اخبار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در بیان احکام الہی و پیروی آن اخبار بدل و جوارح باید نمود زیرا کہ کلام در شخصے است کہ تصدیق کردہ است بتکلیف اللہ تعالیٰ عباد خود را با حکام و قصد خروج از عہدہ تکلیف مصمم ساختہ۔

پہلی چیز جس کو عقل اپنے او پر واجب قرار دیتی ہے یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات و ارشادات کا تتبع کیا جائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے احکام الہی کے بارے میں کیا ارشاد فرمایا اور کس طرح ان پر عمل کیا پھر قلب و جوارح سے ان اقوال و احوال کی پیروی کی جائے اس لئے کہ ہماری گفتگو اس شخص کے بارے میں ہے جس نے یہ حقیقت تسلیم کر لی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اپنے احکام کا مکلف بنایا ہے اور اس شخص نے تکلیف شرعی کی اس ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے کا عزم مصمم کر لیا ہے۔
(تاریخ دعوت و عزیمت۔ ۵/ ۱۸۵ بحوالہ کلمات طیبہ ص ۱۷۲)

علم حدیث کی شرافت و افضلیت کے لئے یہ کافی ہے کہ اس کا موضوع ہی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی من حیث انہ رسول اللہ ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کون سی فضیلت ہوگی اور اہل علم جانتے ہیں کہ کسی علم کی شرافت و فضیلت کا مدار اس کے موضوع کی عظمت و شرافت پر ہے۔ جس علم کا موضوع جتنا افضل و اشرف ہوگا اسی قدر وہ علم بھی اشرف و افضل ہوگا اور اگر موضوع ادنیٰ و اخس ہوگا تو علم بھی ادنیٰ و خسیس ہوگا۔ اب علم حدیث ہی اشرف العلوم ہوگا۔ اس لئے کہ اس کا موضوع اشرف المخلوقات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے۔

علم حدیث کے اس قدر فضائل اور اہمیت کے پیش نظر مسلمانوں نے آغاز اسلام ہی سے قرآن پاک کے بعد اس علم کو اپنے سینے سے لگایا اور اپنی پوری محنت و قابلیت اور اخلاص و عقیدت کے ساتھ اس کی ایسی خدمت کی کہ دنیا کی کوئی قوم اپنی قدیم روایات و اسناد کی حفاظت کی ایسی مثال پیش نہیں کر سکتی۔ ایک دو مثالیں نمونہ کے طور پر ملاحظہ فرمائیں۔

ابو محمد عبد الرحمن بن یوسف بن خراش المروزی (المتوفی ۲۸۳) اپنے زمانہ کے حافظ حدیث

تھے اور علم حدیث کے حصول میں دور و دراز کے سفر میں معروف و مشہور، خود فرماتے ہیں کہ میں علم حدیث کی طلب میں دور و دراز کا سفر کرتا تھا راستہ میں ایسے جنگلات اور چٹیل میدان پڑتے تھے کہ کھانا تو درکنار پانی بھی میسر نہ آتا تھا۔ میں شدت بھوک اور پیاس کی وجہ سے جانکنی کی حالت میں ہو جاتا تھا، زندگی بچانے کے لئے اپنا پیشاب پی لیا کرتا تھا۔ اس طرح کا واقعہ زندگی میں ایک دو بار نہیں بلکہ پانچ مرتبہ پیش آیا۔ (صفحات من صبر العلماء ص ۲۳۰ رقم ۲۲۶)

ابن المقرئ فرماتے ہیں کہ میں، ابو الشیخ بن حیان اور طبرانی ایک زمانہ میں مدینہ طیبہ میں علم حاصل کرتے تھے ایک بار ہم پر ایسا وقت آیا کہ خرچ کی قلت نے بہت پریشان کیا اور یہاں تک نوبت پہنچی کہ روزے پر روزے رکھیں، بھوک نے جب بہت زیادہ مضطرب کیا تو سرور کائنات ﷺ کا وسیلہ تلاش کیا اور سب مل کر آستانہ پاک پر گدایانہ حاضر ہوئے اور صدادی یا رسول اللہ! الجوع! اس کے بعد طبرانی تو وہی بیٹھ گئے اور فرمایا! یا موت آئیگی یا روزی، ابن المقرئ اور ابو الشیخ لوٹ کر فردگاہ چلے گئے یہ صد اکب خالی جاتی، کچھ عرصہ کے بعد دروازہ مکان پر کسی نے دستک دی، دروازہ جو کھولا تو دیکھا کہ علوی کھڑا ہے اور کہہ رہا ہے کہ آپ لوگوں نے میری شکایت حضور نبوی ﷺ میں کر دی۔ خواب میں نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ تمہارے پاس کچھ پہنچا دوں چنانچہ یہ حاضر ہے۔ (صفحات من صبر العلماء ص ۲۲۲ رقم ۲۱۷)

فہن حدیث کے عالی مرتبہ امام ابو حاتم رازی اپنا قصہ خود بیان کرتے ہیں کہ میں زمانہ طالب علمی میں چودہ برس بصرہ میں رہا۔ ایک مرتبہ تنگ دستی کی نوبت یہاں تک پہنچی کہ کپڑے تک فروخت کر ڈالے جب کپڑے بھی نہ رہے تو دو دن بھوکا رہا آخر ایک رفیق سے اظہار حال کیا خوش قسمتی سے اس کے پاس صرف ایک اشرفی تھی، نصف اس نے مجھے دے دی۔

اس طرح کے واقعات کتابوں میں شرح و بسط کے ساتھ موجود ہیں، جن کو پڑھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ ہمارے علماء نے فہن حدیث کی اشاعت و حفاظت میں اپنا سب کچھ قربان کر دیا اور بڑی بڑی

مصیبتیں خندہ پیشانی کے ساتھ برداشت ہی نہیں کی بلکہ اس کو اپنی سعادت سمجھا۔

نوٹ: ان واقعات کے مطالعہ کے لئے شیخ عبدالفتاح ابو غدہ کی تالیف "صفحات من صبر العلماء علی شدائد العلم والتحصیل" کا مطالعہ مفید ہے۔ شیخ نے متفرق کتابوں سے ایسے واقعات جمع کر دیئے ہیں۔ فجزاہ اللہ خیرا عنی وعن المسلمین اجمعین

لیکن افسوس صد افسوس! کچھ ہی عرصہ کے بعد علم حدیث کی طلب و حرص میں نقص آنے لگا، ہمتیں پست ہو گئیں طبیعتوں میں علم حدیث سے بعد پیدا ہوتا گیا اور طلباء کی اعتناء و توجہ حدیث سے کم ہو گئی اسی کار و نا حافظ ابن صلاح نے رویا ہے، فرماتے ہیں

گذشتہ زمانے میں علم حدیث کی شان نزالی تھی، جہاں دیکھو وہاں علم حدیث کے حلقے لگے رہتے تھے ایک ایک وقت میں ایک شیخ کے پاس لاکھوں کا مجمع رہتا تھا، علم حدیث کے لئے دور و دراز کا سفر کرنا طلباء کا جزو زندگی بن گیا تھا، علوم حدیث ان کی زندگی کی وجہ سے زندہ تھا اور ان کی بقاء کی وجہ سے علوم حدیث کی شاخیں تر و تازہ تھیں۔ لیکن افسوس صد افسوس! کچھ عرصہ بعد علوم حدیث سے توجہ و اعتناء کی شعاعیں ماند پڑ گئیں۔ اب لاکھوں کے بجائے چند گنے چنے افراد اس کی طرف توجہ کرتے ہیں۔ اب اکثر طلباء کی علم حدیث سے توجہ کا محور صرف اتنا ہے کہ استاذ سے صرف احادیث غفلت کے ساتھ سن لیتے ہیں نہ سماع حدیث کے اصول و آداب سے واقف اور نہ اصول آداب کا پاس و لحاظ اور نہ علم حدیث کی کتابت کا کچھ اہتمام باقی رہا، اب وقت یہ آ گیا ہے کہ علم حدیث کے متعلق سوال کرنے والے کو کوئی ایسا آدمی نہیں ملتا جو اس کی مشکل حل کر دے اور اس کی تشنگی بجھا دے۔ (مقدمہ ابن الصلاح ص ۱۹)

غور فرمائیں یہ چھٹی سا توں صدی کا عالم اپنے زمانہ کا حال بیان کر رہا ہے۔ اسی پر بعد کے زمانہ کا حال قیاس کر لیا جائے۔ موجودہ زمانہ میں علم حدیث سے توجہ صرف اتنی ہے کہ بعض کتب حدیث کا سماع بین النوم والیقظہ کر لیا جاتا ہے اور قراءت حدیث بھی اتنی سرعت و تیزی کے ساتھ ہوتی ہے کہ نہ خود قاری کو معلوم ہوتا ہے کہ وہ کیا پڑھ رہا ہے اور نہ سامعین کو معلوم ہوتا ہے کہ ان کے سامنے کیا پڑھا

جار رہا ہے۔ نیز علوم حدیث میں سے صرف اتنا باقی رہ گیا ہے کہ مسائل خلافیہ پر طویل طویل بحثیں کی جاتی ہیں وہ بھی تمام مسائل خلافیہ پر نہیں بلکہ خاص خاص معرکۃ الآراء مسائل میں بحث کی جاتی ہے جیسے رفع یدین، آمین بالجہر اور قرأت خلف الامام وغیرہ کہ ان مسائل میں کئی کئی دنوں تک بحث کی جاتی ہے اس بات سے انکار نہیں کہ اس طرح کی طویل طویل بحثیں نہ کی جائیں بلکہ جس طرح مسائل خلافیہ کی طرف توجہ کی جاتی ہے اسی طرح حدیث کے دیگر متعلقہ مباحث کی طرف بھی توجہ دی جائے۔

ایک طرف علوم حدیث کی درسگاہوں کا یہ حال ہے تو دوسری طرف عوام کی مجالس کا یہ حال ہے کہ موضوع اور باطل احادیث کو ایسے انداز میں بیان کیا جاتا ہے جیسے کہ وہ اصح الاسانید کی قبیل سے ہو اور اس مرض میں عوام و خواص دونوں مبتلاء ہے حالانکہ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ”من کذب علی متعمدا فلیتبوا مقعده من النار“ جو شخص میری طرف جان بوجھ کر جھوٹی بات منسوب کرے اس کو چاہئے کہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنالے، فن حدیث سے بے توجہی ہی کے نتیجہ میں آدمی بلا تحقیق احادیث موضوعہ کو بیان کر دیتا ہے اور ایسی سخت وعید کا مستحق ہو جاتا ہے۔ اعاذ باللہ منہ۔

ایسی ایک دو حدیثیں ذکر کرنا فائدہ سے خالی نہ ہوگا جو آج کل تقاریر میں بر ملا بیان کی جاتی ہیں۔

(۱) علماء امتی کا نبیاء بنی اسرائیل۔

اس حدیث کے متعلق علامہ سخاویؒ فرماتے ہیں کہ ہمارے شیخ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ اور ان سے پہلے علامہ دیرمیؒ اور علامہ زرکشی وغیرہ کی رائے یہ ہے کہ اس حدیث کی اصل نہیں ہے۔ یہ حدیث مندرجہ ذیل کتابوں میں بھی دیکھی جاسکتی ہے۔

(۱) المقاصد الحسنۃ فی بیان کثیر من الاحادیث المشترکہ علی السنۃ۔ ص ۳۴۰ رقم: ۷۰۲

(۲) الغماز علی المماز فی الموضوعات والمشہورات۔ ص ۱۴۵ رقم: ۱۵۷

(۳) الاسرار المرفوعة فی اخبار الموضوعۃ۔ ص ۲۴۷ رقم: ۲۹۸

(۴) کشف الخفاء ومزیل الالباس عما شہر علی السنۃ الناس۔ ۲/۶۴ رقم: ۱۷۴۴

(۵) تذکرۃ الموضوعات، کتاب العلم ص ۲۰

(۲) کنت کثر امخفیا لا اعرف فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق۔

حافظ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام نہیں ہے اس کی نہ کوئی صحیح سند ہے اور نہ ضعیف سند ہے، علامہ زرکشیؒ اور حافظ ابن حجر عسقلانیؒ کی بھی رائے یہی ہے۔ ملا علی قاریؒ کی رائے یہ ہے کہ یہ حدیث معنأ درست ہے اس لئے کہ یہ حدیث باری تعالیٰ کے قول وما خلقت الجن والانس الا ليعبدون سے مستفاد ہے اس لئے کہ ليعبدون کی تفسیر ليعرفونی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے۔ لیکن ملا علی قاریؒ کی اس بات کو رد کرتے ہوئے محقق محمد بن لطفیؒ فرماتے ہیں کہ ملا علی قاریؒ اس حدیث کو معنأ صحیح ثابت کرنے کی کوشش کیوں کرتے ہیں؟ حالانکہ یہ حدیث باری تعالیٰ کی ان صفات کے بالکل متعارض ہے جو قرآن وحدیث میں وارد ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات کیسے کنز مخفی ہو سکتی تھی کہ اسے مخلوقات کو پیدا کرنے کی ضرورت پیش آئی؟ تعالیٰ اللہ عن ذلک علوا کثیرا۔ (الاسرار المرفوعة: ص ۲۷۰ رقم ۲۵۳)

اس حدیث کو مندرجہ ذیل کتابوں میں دیکھا جاسکتا ہے۔

(۱) المقاصد الحسنة: ص ۲۷۶ رقم: ۸۳۸ (۲) تذکرۃ الموضوعات کتاب التوحید باب الايمان بالله وبالقدر: ص ۱۱ (۳) كشف الخفاء: ۲/۱۳۲ (۴) تنزيه الشريعة المرفوعة عن الاحاديث الشنيعة المرفوعة: ۱/۱۴۸

اس لئے علماء پر ضروری ہے کہ کسی بھی بات کو بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کر کے بیان کرنے سے پہلے اس کی پوری تحقیق کر لیں۔ اس سلسلہ میں خاص طور پر جو کتابیں احادیث موضوعہ کے متعلق لکھی گئیں ہیں ان کتابوں کو مطالعہ میں رکھیں۔

فن حدیث سے بے اعتنائی کی واضح دلیل یہ بھی ہے کہ اگر لوگوں کو اس فن کی طرف اپنی خصوصی توجہ مبذول کرنے کی طرف آمادہ کیا جاتا ہے تو یہ اشکال کرتے ہیں کہ اب فن حدیث کو مدون و مرتب

کیا جا چکا ہے۔ اب اس کی طرف توجہ کرنے کی ضرورت نہیں رہی۔ حالانکہ ان کا یہ اشکال کرنا سراسر غلط ہے۔ جبکہ اس زمانہ میں تو اس فن کی طرف خاص توجہ کرنے کی ضرورت ہے۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ آج کل فن حدیث پر نئے نئے فتنوں کی مسلسل یلغاریں ہو رہی ہیں، کبھی مستشرقین کا فتنہ، تو کبھی منکرین حدیث کا فتنہ، تو کبھی غیر مقلدین کا فتنہ سربھارتا ہے ان فتنوں کے سربھارتا کرنے کی وجہ سے سادہ دل مسلمانوں کے عقائد متزلزل ہو رہے ہیں، اور شکوک و شبہات کی آہنی دیواریں کھڑی ہو رہی ہیں، جہاں تک فن حدیث کے مدون و مرتب کر لئے جانے کی بات ہے تو یہ معاملہ (مدون و ترتیب) تو ہر فن کے ساتھ ہو چکا ہے، ہر فن مدون و مرتب کر لیا گیا ہے پھر ان کی بات کے مطابق تو کسی بھی فن کی طرف توجہ کرنے کی ضرورت باقی نہ رہے گی!

مثال کے طور پر فن فقہ ہی کو لے لیا جائے فقہ بھی تو مدون و مرتب ہو چکا ہے اور رد المحتار (شامی) جیسی مستح کتاب کی تصنیف کی جا چکی ہے جس سے بڑے بڑے مسائل حل کر لئے جاتے ہیں، اس کے باوجود فن فقہ کی طرف توجہ کی جاتی ہے اس کے بالمقابل فن حدیث میں اب تک کوئی ایسی کتاب نہیں لکھی گئی ہے جس پر احادیث موضوعہ کے سلسلہ میں بلا توقف یقین کر لیا جائے اور جسے حرف آخر مان لیا جائے ابھی جو کتابیں احادیث موضوعہ پر تصنیف شدہ ہیں اولاً ان میں تمام احادیث موضوعہ کا احاطہ نہیں کیا گیا ہے اور پھر بعض کتابوں میں تشدد یا تساہل بھی پایا جاتا ہے اسی طرح احادیث ضعیفہ کے متعلق بھی کوئی قابل اعتماد کتاب تصنیف نہیں کی گئی ہے سوائے شیخ ناصر الدین البانی کی کتاب جو سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ کے نام سے موسوم ہے لیکن یہ کتاب بہت زیادہ تسامحات کی شکار ہے جس کی وجہ سے اس کتاب سے اعتماد و اطمینان اٹھ گیا ہے جیسا کہ حسن بن علی سقاف کی کتاب ”تناقضات الالبانی الواضحات فیما وقع له فی تصحیح الاحادیث وتضعیفها من اخطاء واغلاط“ سے اندازہ ہوتا ہے۔

یہاں تک کہ وہ کتابیں جن کے مؤلفین نے احادیث صحیحہ ذکر کرنے کا التزام کیا ہے ان

کتابوں کی بھی بعض احادیث پر نقد کیا گیا ہے حتیٰ کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم بھی اس سے محفوظ نہ رہ سکیں والکمال للہ سبحانہ و تعالیٰ ولکتابہ، جب فن حدیث کی یہ حالت ہے تو یہ کیسے کہا جاسکتا ہے کہ اب فن حدیث کی طرف توجہ کرنے کی ضرورت نہیں رہی جب کہ فن حدیث میں کامل مہارت حاصل کئے بغیر صحیح و ضعیف احادیث میں امتیاز نہیں کیا جاسکتا ہے اور مواضع منقذہ اور ان کے دفاع میں دیئے گئے جوابات کو نہیں سمجھا جاسکتا۔

ایک بات یہ بھی ہے کہ ائمہ جرح و تعدیل نے تمام رواۃ پر باعتبار ثقہ و ضعیف کہ کلام نہیں کیا ہے، اب جن رواۃ پر کلام نہیں کیا گیا ہے ان کے متعلق کیا رائے قائم کی جائے اس کا علم فنون حدیث میں مہارت حاصل کئے بغیر نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح جن رواۃ پر کلام کیا گیا ہے۔ ان میں بھی ائمہ جرح و تعدیل کے درمیان کافی اختلاف ہوتا ہے نیز کلام کرنے کی اصطلاحات بھی الگ الگ ہوتی ہیں اب ان کی اصطلاحات کو سمجھے بغیر کسی راوی کے متعلق کیسے فیصلہ کیا جاسکتا ہے؟ اسی طرح امام ترمذی، امام ابو داؤد، امام نسائی اور دیگر ائمہ کے اسانید پر کئے گئے کلام کو سمجھنے کے لئے بھی ائمہ جرح و تعدیل کی اصطلاحات کو سمجھنا بہت زیادہ ضروری ہے، اس کے بغیر ان ائمہ کا کلام کا حلقہ سمجھ میں نہیں آسکتا ہے۔ لغوی معنی جان لینا کوئی کمال کی بات نہیں ہے، یہ چیز تو مبتدی طلباء بھی کر سکتے ہیں۔ نیز یہ بات تو معلوم ہی ہے کہ یہ علم پہلے لوگوں کے سینوں میں تھا پھر سفینوں میں منتقل ہوا۔ پہلے یہ علم نفوس میں تھا پھر نقوش میں منتقل ہوا اور کتابی علم بغیر اساتذہ کے حاصل کرنا مشکل ہے جیسا کہ خود حدیث میں اس بات کو طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

ایہا الناس تعلموا انما العلم بالتعلم والفقہ بالتفقہ

خلاصہ کلام یہ ہے کہ کتب احادیث کے بدون ہو جانے کا عذر کر کے اس فن سے بے اعتنائی

برتنا دشمنی کی بات نہیں۔ واللہ هو الہادی الی الطریق المستقیم برحمۃ و فضلہ

اب اختصار کے ساتھ علم حدیث کے آداب ذکر کئے جاتے ہیں

آداب علم الحدیث :

طالب حدیث کے لئے چند آداب کی رعایت ضروری ہے، جو مندرجہ ذیل ہیں۔۔

(۱) صحیح نیت اور اخلاص سے محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اس کو طلب کرے نہ کسی دنیوی غرض کے خاطر۔

ابوداؤد اور ابن ماجہ میں حضرت ابوہریرہؓ سے مرفوعاً روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: من تعلم علما مما يتغنى به وجه الله لا يتعلمه الا ليصيب به عرضا من الدنيا لم يجد عرف الجنة يوم القيامة یعنی ریحہا۔ (رواہ احمد و ابوداؤد و ابن ماجہ)

جس نے اس علم کو جس سے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کی جاسکتی ہے اس غرض سے سیکھا کہ وہ اس کے ذریعہ دنیا کی متاع حاصل کر لے تو قیامت کے دن اسے جنت کی خوشبو بھی میسر نہیں ہوگی

(۲) اللہ تعالیٰ سے توفیق و اعانت، تسہیل و تیسیر کی دعا کرتا رہے۔

(۳) اخلاق حمیدہ اور آداب پسندیدہ کو اختیار کرے۔

قال ابو عاصم النبيل من طلب هذا الحديث فقد طلب اعلی امور الدين فيجب ان يكون خیر الناس۔

ابو عاصم النبیل نے فرمایا جس نے اس حدیث کو طلب کیا تو اس نے اعلیٰ امور دینیہ کو طلب کیا پس ایسے آدمی پر واجب ہے کہ وہ لوگوں میں سب سے بہتر ہو۔

(۴) علم کے حصول میں تمام تر قوت صرف کرے اور وقت کو ضائع کرنے کے بجائے اسے غنیمت جانے، یحییٰ ابن کثیرؒ کا ارشاد ہے لا ینال العلم براحة الجسم علم جسم کی راحت و آرام سے حاصل نہیں ہو سکتا۔

وقال الشافعی رحمہ اللہ لا یفلح من طلب هذا العلم بالتامل و غنی النفس ولكن من طلبه بذلة النفس و ضيق العیش و خدمة العلم افلح۔

جو شخص اکتاہٹ اور بے نیازی کے ساتھ طالب علمی کرے گا ناکام رہے گا، البتہ جس نے خاکساری، تنگدستی اور احترامِ علم کے ساتھ طالب علمی کی وہ کامیاب ہوگا۔

اور مشہور ہے۔ من طلب العلی سهر الليالی جو اونچا مرتبہ چاہتا ہے وہ راتیں بیداری میں گزارتا ہے۔

(۵) علم حدیث شروع کرنے سے پہلے نحو و لغت وغیرہ ضرور پڑھے۔ امام اصمعی نے فرمایا۔۔۔ مجھے اس بات کا اندیشہ ہے کہ اگر طالب علم نخونہ جانتا ہو تو کہیں ”من کذب علی متعمدا“ کی وعید میں داخل نہ ہو جائے۔

(۶) آنحضرت ﷺ کے اسم گرامی کے ساتھ درود شریف، صحابہ کرامؓ کے نام کے ساتھ رضی اللہ عنہم اور دیگر ائمہ کے نام کے ساتھ رحمۃ اللہ علیہم کہے۔

(۷) جو حدیث پڑھے اس پر عمل کرتا جائے، یہ حدیث کی زکوٰۃ بھی ہے اور احادیث یاد رکھنے کا ذریعہ بھی ہے۔

(۸) جن اساتذہ سے علم کا استفادہ کرے ان کے ادب کا لحاظ رکھے ان کے ذریعے سے حاصل شدہ علم سے فائدہ ہوگا۔ وفي الحديث ”تواضعوا لمن تعلمون منه“ (جن سے سیکھتے ہو ان سے تواضع سے پیش آؤ) بیہقی نے اس حدیث کے حضرت عمرؓ پر موقوف ہونے کو ترجیح دی ہے۔

(۹) اپنے شیخ (استاذ) کو سب سے بڑا سمجھے، اسے راضی رکھنے کی کوشش کرے۔ اس کی ناراضگی سے بچے، اسے تنگ نہ کرے، جتنا بیان کر دے اس پر قناعت کرے، اپنے شیخ سے دینی اور دنیوی امور میں مشورہ کرتا رہے۔

(۱۰) اپنے علم میں بخل نہ کرے، دوسرے ساتھی استفادہ کرنا چاہیں یا کتاب وغیرہ مانگیں تو خوشی سے عاریہ دے دیں۔ (ہاں اگر ضائع ہونے کا خوف ہو تو نہ دے)

(۱۱) علم سیکھنے میں تکبر اور شرم سے بچے۔ حضرت مجاہدؒ نے فرمایا کہ شرم اور تکبر کرنے والے کو علم حاصل نہیں ہوتا۔

(۱۲) اپنے شیخ کی ڈانٹ ڈپٹ پر صبر کر لے اور اسے برانہ مانے۔

(۱۳) با وضو رہے۔ دینی کتب کو بے وضو ہاتھ لگانا مکروہ ہے۔

(۱۴) کتاب دائیں ہاتھ میں پکڑے۔

(۱۵) کتاب پر ٹیک نہ لگائے۔

(۱۶) زیادہ کھانے سے پرہیز کرے۔

سحون کا قول ہے، ”علم اسے راس نہیں آسکتا جو پیٹ بھر کر کھانا کھائے۔“
(اوجز المسالک)

ان تمہیدی کلمات کے بعد مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اب اصل مقصد یعنی ”ہم علم حدیث کیسے پڑھیں؟“ کو ذکر کیا جائے۔

باب اول

تصحیح اسماء السند

یعنی سند میں آنے والے ناموں کو درستگی کے ساتھ پڑھنا

آج کل اسماء الرجال کے ضبط کے متعلق یہ حال ہے کہ جس طرح سمجھ میں آتا ہے اس طرح پڑھ لیا جاتا ہے، صحیح ضبط کی طرف کوئی خاص توجہ نہیں کی جاتی، حالانکہ فن ضبط اسماء رجال بھی بہت اہمیت کا حامل ہے۔ اس کا اندازہ اسی سے لگایا جاسکتا ہے کہ بعض محدثین نے اپنے شیوخ سے احادیث لینا محض اسی وجہ سے ترک کر دیا کہ وہ ضبط میں تساہل سے کام لیتے تھے۔ نیز علماء متقدمین نے بھی اپنی خصوصی توجہ اس فن کی طرف مرکوز کر رکھی تھی، اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ شروع میں اسماء رجال حدیث کے صحیح ضبط کے لئے مستقل قواعد وضع کئے گئے۔ جیسا کہ الفاظ مشککہ کا اہمیت کے ساتھ ضبط کیا جائے۔ بایں طور کہ پہلے کتاب کے متن میں ضبط کے ساتھ لکھا جائے پھر اس کے بالمقابل حاشیہ میں الگ سے ضبط کے ساتھ تحریر کیا جائے۔ اسی وجہ سے ابن دینق العید اپنی کتاب ”الاقتراح“ میں تحریر فرماتے ہیں کہ محدثین کی عادت یہ تھی وہ مشکل اسماء کے ضبط میں مبالغہ سے کام لیتے تھے، اس طور پر کہ حاشیہ میں کلمہ کے ایک ایک حرف کو الگ الگ کر کے ضبط کے ساتھ لکھتے تھے، تاکہ کوئی اشکال باقی نہ رہ جائے، اس طرح دوسرے قواعد وضع کئے گئے، جس کا ذکر علامہ محمد بن طاہر پٹنی نے اپنی کتاب ”المغنی“ کے آخر میں کیا ہے۔ لیکن مرور زمانہ کے ساتھ ساتھ لوگ ضبط اسماء و کلمات میں کوتاہی کرنے لگے اور احادیث بغیر شیوخ سے سماع کے سیدھے ہی کتابوں سے اخذ کرنے لگے۔ اس کوتاہی کو دور کرنے اور ضبط اسماء کی طرف خصوصی توجہ دلانے کے لئے محدثین نے ضبط بالحروف (جیسے ثمامة بمضومة وخفة میمین) کا طریقہ ایجاد کیا۔ لیکن یہ طریقہ متقدمین کے یہاں بہت کم رائج تھا۔ البتہ متاخرین نے کافی

اس طریقہ کو رواج دیا۔ جیسا کہ قاضی عیاض کی مشارق الانوار، ابن خلکان کی وفیات الاعیان، منذری کی تکریم، ابن اثیر کی الکامل، صفدی کی الوافی بالوفیات اور حافظ ابن حجر کی اصابہ اور تقریب التہذیب سے اندازہ ہوتا ہے، متقدمین نے ضبط اسماء رجال میں ہونے والی کوتاہی کا مداوا اس طرح کیا تھا کہ جن جن محدثین سے اسماء رجال کے ضبط میں تصحیفات واقع ہوئی تھیں ان کو کتابوں میں مرتب کر دیا تھا، تاکہ بعد والے خاص طور پر ان اسماء میں تصحیف کا شکار نہ ہوں۔

لیکن کتابوں کے تعارف سے پہلے تصحیف و تحریف کا معنی بیان کر دینا فائدہ سے خالی نہ ہوگا۔ چنانچہ تصحیف و تحریف کے معنی و مفہوم کا جو بنیادی محور ہے وہ کسی کلمہ میں تبدیلی کا ہونا ہے، البتہ اس کی تعبیر و تعریف میں قدرے اختلاف پایا جاتا ہے کچھ اہل علم کا خیال ہے کہ حروف کے نقطوں یا حرکات میں تبدیلی خط کی شکل باقی رکھتے ہوئے کی جائے تو اس کو تصحیف کہتے ہیں۔

کسی چیز کو اس کی حقیقت سے بدل دیا جائے، خواہ یہ تبدیلی کمی و زیادتی کی وجہ سے ہو یا غیر مراد پر محمول کر کے ہو تو اس کو تحریف کہتے ہیں، لہذا تحریف عام ہے تصحیف خاص ہے۔

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ کسی لفظ میں مخالفت یا چند حروف میں نقطہ کی تبدیلی سے کی جائے اور خط کی شکل و صورت باقی رہے تو اس کو تصحیف کہتے ہیں۔

اور اگر حرکت کی تبدیلی سے کی جائے خط کی شکل باقی رکھتے ہوئے تو اس کو تحریف کہتے ہیں۔

(نزهة النظر شرح نخبة الفكر)

لہذا ان کے قول کے مطابق تصحیف حروف کے نقطوں کی تبدیلی کا نام ہے، مثلاً یزید کو برید اور برید کو یزید پڑھنا اور تحریف حروف کے حرکات کی تبدیلی کا نام ہے جیسے اُسید کو اُسید اور اُسید کو اُسید پڑھنا۔

(۱) نصحیفات المحدثین: تالیف: ابوالحسن بن عبداللہ بن سعید عسکری (م ۳۸۲)

علامہ عسکری کے ترجمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اس فن میں تین کتابیں تالیف کی

ہیں۔ (۱) شرح مایقع فیہ التصحیف والتحریف (۲) تصحیفات المحدثین (۳) المؤلف والمختلف

امام سخاوی کے قول کے مطابق آپ نے سب سے پہلے بڑی کتاب "سائر مایقع فیہ التصحیف من الاسماء والالفاظ" تالیف کی پھر اسی سے ایک اور کتاب "مایقع فی التصحیف من الفاظ اللغۃ والشعر واسماء الشعراء والفرسان واخبار العرب وایامہا ووقائعہا واماکنہا وانسابہا" تیار کی پھر ایک اور کتاب تیار کی جو محدثین کے ساتھ خاص ہے، یہی تیسری کتاب تصحیفات المحدثین ہے۔ (فتح المغیث ۶۴/۳)

اس کتاب کو مؤلف نے تین قسموں میں تقسیم کیا ہے۔

- (۱) پہلی قسم میں تصحیف اور اہل تصحیف کی مذمت، اتقان اور متقنین کی مدحت، مصحفین سے پڑھنے میں قباحت، مضحکہ خیز تصحیفات کے چند نمونے اور بعض اہل علم کے اوہام کا ذکر کیا ہے۔
 - (۲) دوسری قسم میں قرآن و سنت رسول اللہ ﷺ میں جو تصحیفات ہوئی ہیں ان کا ذکر ہے، تصحیفات قرآنی تو برائے نام صرف تین صفحات میں ہیں، البتہ تصحیفات حدیث پر کافی گفتگو کی ہے۔
 - (۳) تیسری قسم جو اصل کتاب ہے اور جو یہاں مطلوب ہے، اس میں ان اسماء کا ذکر کیا ہے جو تصحیف کے قابل ہیں، لیکن اس میں کسی خاص ترتیب کا لحاظ نہیں کیا ہے۔ اس لئے پہلا کلمہ جناب، حنات، جناب اور جناب ہے جو نام مشہور اور کثیر الاستعمال ہیں صرف ان ہی کو ذکر کیا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ باب الافراد میں بہت سارے غریب نام بھی ذکر کئے ہیں۔ بعض تراجم مطول، بعض متوسط اور بعض بہت مختصر ہیں، عموماً تراجم کسی حدیث یا واقعہ کے ذکر کرنے اور اس پر اضافی معلومات کی وجہ سے طویل ہو گئے ہیں ورنہ عموماً راوی کے حالات سے متعلق اس کے استاذ اور شاگرد ہی کا ذکر رہتا ہے۔
- (تصحیفات المحدثین ۳۰/۱)

یہ کتاب اس فن کی اہم اور بنیادی کتابوں میں سے ہے، مؤلف نے اپنی فنی مہارت کے جوہر

دکھاتے ہوئے گراں قدر معلومات فراہم کی ہیں، کتاب کی تحقیق ڈاکٹر محمود احمد میسرہ نے کی ہے، جو قاہرہ سے تین جلدوں میں چھپی ہے۔ کتاب کے آخر میں فہرست لگا دی ہے جس کی وجہ سے استفادہ آسان ہو گیا ہے۔ مابقیہ کتابیں مندرجہ ذیل ہیں۔

(۲) تصحیف العلماء: ابو محمد عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ دینوری (م: ۲۷۶)

(۳) تلخیص المتشابه فی الرسم وحماۃ ما شکل منه عن بواہر التصحیف والوہم:

ابو بکر احمد بن علی خطیب بغدادی (م: ۴۶۳)

(۴) تصحیح التصحیف وتحریر التحریف: خلیل ایک صفدی (م: ۷۶۴)

(۵) التنبیہ علی حدوث التصحیف: حمزہ بن حسن اصہبانی (م: ۳۶۰)

اور متاخرین نے ضبط اسماء رجال میں ہونے والی کوتاہی کو دور کرنے کے لئے مؤلف و مختلف اور مشتبه باللقاب والانساب کے نام سے مستقل فن ایجاد کیا۔

* مؤلف و مختلف یہ دونوں کلمے اسم فاعل ہیں جو معنی کے اعتبار سے ایک دوسرے کے ضد ہیں۔ مؤلف: یہ کلمہ "اختلاف" سے ماخوذ ہے، جس کے لغوی معنی ملنا اور مجتمع ہونا ہے اور اصطلاح میں مؤلف ان کلمات کو کہا جاتا ہے جن کے حروف کی شکل یکساں ہوں۔

مختلف: کلمہ "اختلاف" سے ماخوذ ہے، جس کے لغوی معنی متفرق اور جدا ہونا ہے۔ مختلف اصطلاحی تعریف کے اعتبار سے ان کلموں کو کہتے ہیں جن کا تلفظ جدا جدا ہو (مقدمہ ابن الصلاح ص ۳۴۰) مؤلف و مختلف ان کلمات کو کہا جاتا ہے جو تحریر میں یکساں ہوں لیکن تلفظ میں جدا جدا ہوں، اس کی مختلف صورتیں ہوتی ہیں۔

(۱) حروف کی شکل یکساں ہو لیکن حرکات جدا جدا ہوں۔ مثلاً سلام، سلام

(۲) حروف کی شکل یکساں ہو لیکن نقطے جدا جدا ہوں۔ جیسے بزاز، بزار

(۳) حروف کی شکل تحریر میں یکساں ہو لیکن حقیقت میں جدا ہوں۔ جیسے زئیر، زئین

(جس زمانہ میں کتابوں کی طباعت نہیں ہوتی تھی بلکہ قلمی تحریر پر ہی اکتفا کیا جاتا تھا، جس میں نقطوں کا بھی اہتمام نہیں کیا جاتا تھا، اس وقت ان دونوں آخرا لفظوں کی تحریر میں کوئی خاص فرق نہیں ہوتا تھا البتہ جدید طباعت کے دور میں دونوں کے خط میں فرق واضح ہوتا ہے۔)

فن مؤلف و مختلف ایک ایسا علم ہے جس کے محتاج شعراء، مؤرخین، مفسرین سب ہی ہوتے ہیں لیکن محدثین اس کے زیادہ محتاج ہوتے ہیں، اسی وجہ سے انہوں نے ضبط پر سب سے زیادہ توجہ دی ہے اور یہ فرمایا کہ اولی الاشیاء بالضبط اسماء الناس لانه شیء لا یدخلہ القیاس ولا قبلہ شیء ولا بعدہ شیء یدل علیہ

سب سے زیادہ قابل ضبط لوگوں کے نام ہیں اس لئے کہ یہ ایسی چیز ہے، جس میں قیاس کا کوئی دخل نہیں ہوتا اور نہ ہی اس کے ماقبل و مابعد میں کوئی قرینہ ہوتا ہے، جو ضبط دلالت کرتا ہو۔ اس فن میں بھی بہت سی کتابیں تالیف کی گئی ہیں۔ محمد بن جعفر کتانی نے اس فن کی کتابوں کی ایک طویل فہرست اپنی کتاب الرسالة المستطرفة ص ۱۴ میں ذکر کی ہے اور دکتور عبدالقیوم عبد رب النبی نے ابن حجر کے زمانہ تک لکھی گئی کتابوں کی تعداد اکتیس ذکر کی ہے۔

چند اہم کتابیں حسب ذیل ہیں۔

(۱) المؤلف والمختلف فی اسماء نقلة الحدیث

یہ کتاب حافظ عبدالغنی بن سعید ازدی (م: ۴۰۹) کی تالیف ہے، جس کو مشتبہ الاسماء بھی کہا جاتا ہے، اس کتاب میں ان اسماء کا تذکرہ ہے۔ جن میں تشابہ و تصحیف کا امکان ہوتا ہے، ان ناموں کو حروف معجم کی ترتیب پر مرتب کر دیا ہے اور یہ وضاحت کر دی ہے کہ مذکورہ ناموں کے افراد کون کون ہیں؟ عموماً ان کا مختصر تعارف بھی کروایا ہے، اس لئے یہ کتاب مختصر ہونے کے باوجود انتہائی مفید ہے، اس کتاب کی تالیف کے بعد مؤلف نے اس فن سے متعلق ایک اور کتاب تحریر کی جس کا نام ”مشتبہ النسب“ رکھا۔ اس کتاب میں آپ نے ان نسبتوں کا ذکر کیا ہے جو مشکل اور متشابہ ہیں اس کتاب کی تالیف

سابقہ کتاب کے بعد کی ہے، جس کا اظہار ان الفاظ میں کیا ہے۔

"مؤتلف ومختلف" اسماء محدثین کے سلسلہ میں تالیف کرنے کے بعد جب اس طرف توجہ گئی کہ بہت سارے لوگ قبیلہ و وطن، صنعت و حرفت کی جانب منسوب ہوتے ہیں، ان میں بعض نسبتیں ایسی ہیں جن میں تصحیف کا امکان ہے لہذا مناسب معلوم ہوا کہ ایسی کتاب تالیف کی جائے جس میں مشتبہ نسبتوں کا ذکر کر دیا جائے تاکہ ان نسبتوں میں تصحیف کا امکان ختم ہو جائے۔ "مشتبہ النسبہ" بھی حروف مجملہ کی ترتیب پر مرتب ہے۔ دونوں کتابوں کا منہج تحریر بالکل یکساں ہے۔ مشتبہ ناموں و نسبتوں کی وضاحت کے ساتھ ساتھ ان سے روایت کرنے والے اور جن سے انہوں نے روایت کی ہے ان کا بھی تذکرہ عموماً کر دیا ہے۔ کلمات جرح و تعدیل کا بھی کہیں کہیں استعمال کیا ہے۔ مثلاً ضعیف، ثقہ، قلیل الحدیث وغیرہ۔ اکثر تو راوی، مروی عنہ ہی پر اکتفاء کیا ہے، البتہ صحابی کی صحبت کی صراحت کر دی ہے، کسی خاص واقعہ، نیز منصب کا بھی کہیں کہیں ذکر کر دیا ہے۔

مؤلف نے اس کتاب کی تالیف میں اپنے استاذ امام دارقطنی سے بھرپور استفادہ کیا ہے۔ کتاب کی تالیف ہو جانے کے بعد جب امام دارقطنی نے اس کو بطور تشجیع و ہمت افزائی اپنے شاگرد سے سننا چاہا تو انہوں نے جواب دیا کہ زیادہ تر تو آپ ہی کی بتائی ہوئی باتیں ہیں۔ آپ اس کو کیا سنیں گے؟ امام دارقطنی نے جواب دیا کہ آپ نے مجھ سے متفرق طور پر معلومات حاصل کی ہے۔ اس میں ایسی بہت ساری باتیں ہوں گی جو آپ نے دیگر مشائخ سے سنی ہوگی۔ لہذا میں سننا چاہتا ہوں۔ چنانچہ انہوں نے اپنے استاذ کو پڑھ کر سنا دیا، اس طرح ایک امام وقت کی تائید اس کتاب کو حاصل ہے۔ (جرح و تعدیل، ص ۵۴۴ بحوالہ تذکرۃ الحفاظ ۱/ ۱۰۴۹ اور مقدمہ المؤلف والمختلف ص ۷۲)

(۲) المؤلف والمختلف تالیف: امام دارقطنی (م: ۳۸۵)

امام دارقطنی کی یہ کتاب اس فن کی انتہائی اہم اور وسیع کتاب ہے، جس میں محدثین کرام اور راویان حدیث کے مشتبہ اسماء و کنی اور القاب کا ذکر کیا گیا ہے، ان کے علاوہ دیگر اشخاص فقہاء، ادباء،

شعراء وغیرہ نیز اسماء قبائل و مقامات کا بھی ذکر کیا ہے، حتیٰ کہ بعض لغوی مشتبہ کلمات کو بھی شامل کر لیا ہے۔ کتاب کا ابتدائی حصہ اب تک مفقود ہے، اس لئے مطبوعہ نسخہ حرف باء کے باب بحیر سے شروع ہوتا ہے، چونکہ کتاب کا مقدمہ بھی دستیاب نہیں، جس سے پتہ چلتا کہ امام دارقطنی نے طریقہ تالیف کیا اختیار کیا ہے۔ البتہ کتاب کے مطالعہ سے مندرجہ ذیل خاکہ سامنے آتا ہے۔

کتاب کی ترتیب بنیادی طور پر حروف مجتم پر ہے، ان حروف کو ابواب پر مرتب کیا ہے، جب کہ بعض کلمات کے لئے بھی باب کا استعمال کیا ہے۔ اس ترتیب میں صرف پہلے کلمہ کا اعتبار کیا ہے، دوسرا کلمہ جو اس کے مشابہ ہے اس کا خیال نہیں کیا اور نہ ہی اس فن میں یہ آسان ہے۔ مثلاً کلمہ بدیل کے ساتھ بذیل، تذیل، یدیل سب کا ذکر کرنا پڑتا ہے۔ ایسے ہی کلمہ برید کے ساتھ برید، برند، یزید، تیزید کا ذکر کیا جاتا ہے۔ کہیں کہیں باب کے تحت کوئی ایسا نام ذکر کر دیا ہے جو مشتبہ ہے پھر اس نام کے جتنے افراد پائے جاتے ہیں یا حسب نسب میں جہاں وہ مستعمل ہیں ان کا ذکر کر دیا ہے، مثلاً مطبوعہ نسخہ کا پہلا باب جو باب بحیر سے شروع ہوا ہے، اس کے ماتحت اس نام کے جتنے افراد یا ان کے نام و نسب میں یہ کلمہ موجود ہے ان سب کا ذکر کر دیا ہے، باب کے ماتحت ذکر کئے جانے والے اسماء، کنی، القاب وغیرہ کے ذکر میں کوئی خاص ترتیب ملحوظ نہیں رکھی، کہیں نام مقدم ہے کہیں لقب تو کہیں کنیت بلکہ بعض جگہوں پر عورتوں کے نام مقدم کر دیتے ہیں، ہر حرف کے ماتحت جو داخلی ابواب ہیں ان میں بھی کوئی خاص ترتیب نہیں۔

اس کتاب کے لئے مختلف فنون کی کتابوں خاص طور سے جرح و تعدیل کی مختلف انواع کی کتابوں سے مدد لی ہے، ساتھ ساتھ ذاتی معلومات جو بذریعہ مشائخ حاصل ہوئی انہیں بھی شامل کتاب کر لیا ہے۔

صاحب ترجمہ کے استاذ، شاگرد اور کہیں کہیں بطور مثال حدیث بھی ذکر کی گئی ہے، جس میں اس اسناد کا اہتمام کیا گیا ہے جس سند میں صاحب ترجمہ کا نام مذکور ہوتا ہے، اس کتاب میں امام دارقطنی نے رواۃ پر جرحاً و تعدیلاً کلام بھی کیا ہے، محقق کتاب کے اعداد و شمار کے مطابق اس طرح کہ کل ۱۳۲

رواۃ ہیں۔ ایک خاص بات یہ ہے کہ اس کتاب میں امام دارقطنی نے ائمہ حدیث کے اوہام و اغلاط کو ذکر کرتے ہوئے اس کی تصحیح فرمادی ہے۔ (جرح و تعدیل ص ۷۵۴ بحوالہ المؤتلف والمختلف مقدمہ محقق

(۹۴۹۱/۱)

چونکہ یہ فن انتہائی غامض ہے جو کسی قانون و قاعدہ کے تحت نہیں آتا ہے بلکہ مجرد سماع پر اس کا دار و مدار ہوتا ہے، اس لئے اس میں وہم اور غلطی کا امکان زیادہ ہوتا ہے، بنا بریں امام دارقطنی سے بھی غلطیاں ہوئی ہیں جس کی تصحیح خطیب بغدادی اور ابن ماکولانے کی ہے، نیز ان کی غلطیوں کی اصلاح ان کے بعد کے حضرات نے کی ہے۔

چونکہ یہ کتاب انتہائی اہم تھی جس پر امام دارقطنی کی مہارت اور فنی ترتیب کا اثر تھا اس وجہ سے اہل علم نے اس پر بھرپور اعتماد کیا ہے اور جن لوگوں نے اس کے بعد رجال حدیث اور اس فن سے متعلق کتابیں تحریر کی انہوں نے اس کتاب سے بھرپور استفادہ کیا بلکہ علامہ ابن ماکولانے اپنی کتاب "الاکمال" میں اور امام سمعانی نے "الانساب" میں زیادہ تر معلومات کو اسی کتاب سے تحریر کر لیا ہے۔ امام دارقطنی کی اس کتاب کے بارے میں امام سخاوی فرماتے ہیں "وہو کتاب حافل" وہ بڑی عظیم کتاب ہے۔

خطیب بغدادی نے امام دارقطنی اور ابوسعید ازدی کی کتاب پر ذیل تحریر کیا ہے پھر حافظ ابن ماکولانے ان سب کو جمع کرتے ہوئے اور کچھ اضافہ کے ساتھ ایک جامع کتاب تیار کی ہے جو "الاکمال" کے نام سے مشہور ہے۔

(۳) الاکمال : تالیف حافظ ابن ماکولا (م: ۷۵: ۴)

یہ کتاب فن مؤتلف و مختلف کی انتہائی مشہور اور جامع کتاب ہے، جس کا مکمل نام "الاکمال فی رفع الارنیاب عن المؤتلف والمختلف فی الاسماء والکنی والانساب" ہے۔ اس میں امام

دارقطنی، حافظ عبدالغنی ازدی، خطیب بغدادی جیسی نامور شخصیات کے ساتھ ساتھ ابن ماکولا کا کمال بھی شامل ہے۔ امام دارقطنی، خطیب بغدادی وغیرہ کی کتابوں کے دیکھنے کے بعد مؤلف کتاب کو خیال آیا کہ اس فن میں ایک ایسی کتاب تحریر کی جائے جو ان کتابوں کو شامل ہونے کے ساتھ ساتھ مزید معلومات پر مشتمل ہو۔ چنانچہ اس کتاب کو جامع اور مفید تر بنانے کی نیت سے تالیف شروع کی جس میں پوری طرح کامیاب رہے۔

یہ کتاب حروف معجم کی ترتیب پر مرتب ہے طریقہ تحریر یہ ہے کہ باب کے ماتحت مشتبہ نام ذکر کر کے مختلف صورتوں میں جو فرق ہوتا ہے، اس کو واضح کیا ہے اور یہ نشاندہی کی ہے کہ اس میں سے ہر ایک نام سے کون کون حضرات مراد ہیں۔ مثلاً احمد، احمد، احمد، احمد میں یہ واضح کر دیا ہے کہ احمد بن عجمان ہیں اور احمد (بحرف الجائی) اس نام کے بہت سے لوگ مشہور ہیں اور احمد (آخر میں رائی) سے مراد احمد بن جزء سدوسی صحابی ہیں۔ (جرح و تعدیل ص ۵۴۸ بحوالہ تملکۃ الکمال الاکمال مقدمہ محقق ص ۱۵)

کتاب علماء کی نگاہ میں:

ابن خلکان فرماتے ہیں کہ یہ کتاب التباس کے ختم کرنے، ضبط اور تحریر و تدقیق میں کیا ہی خوب تر ہے۔ اسی پر پر محدثین اور علماء فن نے اعتماد کیا ہے اس لئے کہ اس جیسی کوئی کتاب اس فن میں تحریر نہیں کی گئی۔ (شذرات الذہب ۸۷/۴)

ابن کثیر فرماتے ہیں کہ ابن ماکولا نے الکمال کے نام سے ایک کتاب تحریر کی ہے جو انتہائی مفید ہے اس طرح کی کتاب اس فن میں نہ تو اس سے پہلے تحریر کی گئی اور نہ اس کے بعد سوائے ابن نقطہ کے استدراک کہ جو اس کتاب پر کیا گیا ہے۔ (جرح و تعدیل ص ۵۴۹ بحوالہ بدایہ ۱۲/۱۳۳)

علامہ سخاوی فرماتے ہیں کہ بعد کے تمام محدثین نے اس کتاب پر اعتماد کیا ہے۔ (فتح المغیث

(۴) اکمال الاکمال : تالیف ابو بکر محمد بن نقطہ (م: ۶۴۹)

یہ کتاب علامہ ابن ماکولا کی کتاب "الاکمال" پر بحیثیت ذیل تحریر کی گئی، جو ذیل کے ساتھ ساتھ استدراک بھی ہے۔ جس میں ابن نقطہ نے ابن ماکولا سے رہ جانے والی چیزوں کو پورا کیا اور ان کے بعد جوئی چیزیں سامنے آئی تھیں انہیں بھی شامل کتاب کیا یہ ایک مفید ذیل ہے جس کی مقدار اصل کتاب سے دو تہائی ہے ذہبی فرماتے ہیں کہ یہ کتاب ابن نقطہ کی اعلیٰ فنی مہارت اور حافظہ کی بہترین دلیل ہے۔

(۵) تکملة اکمال الاکمال فی الانساب والاسماء والالقباب تالیف: ابو حامد محمد بن علی صابونی (م: ۶۸۰)

یہ کتاب ابن نقطہ کی سابقہ تالیف پر ذیل و استدراک ہے۔ جو تراجم ابن نقطہ سے فوت ہو گئے تھے یا ان کی وفات کے بعد ظاہر ہوئے تھے، ان کا اضافہ کیا ہے۔ کتاب میں روایان حدیث کے علاوہ دیگر مختلف اصناف کے افراد مثلاً شعراء، ادباء، مؤرخین، اطباء، وزراء، امراء وغیرہ کا بھی تذکرہ کیا ہے، البتہ محدثین کے تراجم کا زیادہ اہتمام کیا ہے، کتاب حروف معجم کی ترتیب پر مرتب ہے۔ (جرح و تعدیل ص ۵۵۰ بحوالہ تکملة اکمال الاکمال مقدمہ محقق ص ۴۵، ۴۷)

(۶) المشتبه فی اسماء الرجال و انسابہم۔ تالیف: ابو عبد اللہ محمد بن احمد ذہبی (م: ۷۴۸)

یہ کتاب بنیادی اعتبار سے حافظ عبد الغنی ازدی، ابن ماکولا، ابن نقطہ اور امام ذہبی کے استاذ ابن فرضی کی کتابوں کا خلاصہ ہے، کچھ معلومات کا اضافہ مؤلف نے اپنی طرف سے بھی کیا ہے، یہ کتاب حروف معجم پر مرتب ہے، اس کتاب میں مشتبه اسماء و انساب کو حروف کے بجائے حرکت سے ضبط کیا ہے۔ کسی بھی قسم کے ناموں کا ذکر مکمل نہیں ہے بلکہ وغیرہم کہہ کر کام چلانے کی کوشش کی ہے۔ اس وجہ سے اس کتاب سے استفادہ کرنے والا شخص اس وقت حیران ہو کر رہ جاتا ہے جب کسی مشتبه نام کی معرفت حاصل کرنا چاہتا ہے اور وہ نام اس میں نہیں ہوتا ہے کہ آخر اس مطلوبہ نام کو وہ کس میں شمار کریں، جب کہ

دونوں قسموں میں وغیرہم موجود ہوتا ہے۔ (فتح المغیث ۲/۱۸۳)

(۷) تبصیر المنتبه بتحریر المشتبه تالیف: حافظ ابن حجر عسقلانی (م: ۸۵۲)

یہ کتاب جیسا کہ نام سے واضح ہے کہ امام ذہبیؒ کی کتاب المشتبه سے متعلق ہے، جب حافظ ابن حجر نے اس کتاب کو دیکھا تو اس میں تین بنیادی خامیاں نظر آئیں۔

(۱) مشکل اسماء کو حروف کے بجائے حرکات سے ضبط کیا تھا حالانکہ حرکات کے بدلنے کا بہت

زیادہ امکان ہوتا ہے۔

(۲) دوسری خامی یہ تھی کہ کتاب بالکل مختصر ہو گئی تھی، مشکل ناموں کو ذکر کرنے کے بعد ہر قسم میں چند مثالیں دے کر وغیرہم کہہ کر کام چلایا تھا، جس سے التباس ہو جاتا تھا۔

(۳) بہت سارے وہ تراجم جو ان کی معتمد علیہ چاروں کتابوں میں سے کسی نہ کسی کتاب میں

موجود تھے، ان سے فوت ہو گئے۔ (جرح و تعدیل ص ۵۵۱، بحوالہ تبصیر المنتبه ۱/۱-۲)

حافظ ابن حجر نے اس کتاب میں مذکورہ خامیاں دور کرنے کی کوشش کی ہے، مشکل کلمات کو حروف کے ذریعہ ضبط کیا ہے وہ اسماء جو مشتبہات کے ضمن میں آتے تھے، ان کی بڑی اچھی تفصیل کر دی ہے۔ بنیادی کتابوں کے فوت شدہ تراجم کا اضافہ کیا ہے اور اپنی طرف سے بہت سے تراجم کا اضافہ کیا ہے خاص طور سے زمانہ جاہلیت کے شعراء، فرسان وغیرہ جن کا ذکر سیرت و تاریخ کی کتابوں میں پایا جاتا ہے، ان کا بھی ذکر کر دیا ہے، یہ سارا کام بڑے ہی اچھوتے انداز سے کر دیا ہے۔

حافظ ابن حجرؒ نے اپنے طریقہ تالیف کی طرف یوں اشارہ کیا ہے۔ ابتداء ان ناموں سے کی ہے جو مشہور ہیں اور ان کے ضبط کی ضرورت نہیں ہوتی اور ان ہی کلمات کو ضبط کیا ہے جن کے ضبط کی ضرورت پڑتی ہے۔ جن کے بارے میں کچھ نہیں لکھا وہ اپنے ماقبل کے مانند سمجھے جائیں، اپنی طرف سے جن تراجم کا اضافہ کیا ہے، ان کی ابتداء "قلت" سے کی ہے اور آخر میں "انتہی" تحریر کر دیا ہے۔

(جرح و تعدیل ص ۵۵۲، بحوالہ تبصیر المنتبه ۱/۲)

اس ضبط تحریر، کامل تحقیق، با بصیرت نقد اور جستجوئے کثیر کی وجہ سے یہ کتاب اس فن کی انتہائی جامع اور مفید کتاب بن گئی ہے۔ جس کے مطالعہ سے قلبی راحت ملتی ہے، مشتبہات کی تاریکی روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے۔ اس کتاب کی موجودگی میں بظاہر کسی دوسری کتاب کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی یہ کتاب چار جلدوں میں علی محمد بجاوی کی تحقیق سے طبع ہوئی ہے۔

(۸) المغنی فی ضبط اسماء الرجال تالیف: محمد بن طاہر پٹنی ہندی (م: ۹۸۶)۔

یہ کتاب خطہ گجرات کے مشہور و معروف عالم دین صاحب مجمع بحار الانوار علامہ محمد بن طاہر پٹنی کی ہے۔ مؤلف نے اس کتاب میں کتب سابقہ میں موجود اسماء، انساب اور القاب سے متعلق منتشر مواد کو نہایت ہی سلیقہ مندی سے جمع کر دیا ہے۔ گویا یہ کتاب سب کتابوں کا لب لباب کی حیثیت رکھتی ہے اور یہ کتاب دریا بکوزہ یا بہ قامت کہتر بہ قیمت بہتر کی صحیح مصداق ہے۔ اس کتاب کا مقام و مرتبہ اہل علم سے مخفی نہیں ہے یہ کتاب مشرق و مغرب میں ہاتھوں ہاتھ لی گئی اور علماء فن نے اسے خوب سراہا، خود مصنف کتاب اپنی شہرہ آفاق کتاب مجمع بحار الانوار کے آخر میں تحریر فرماتے ہیں۔

هذا كله من مسودی المسمى بالمغنی وهو كتاب جلیل تلقته الفضلاء بالقبول ولا بد منه لمن يريد التبحر فی هذا الشأن۔

شارح مشکوٰۃ شیخ محدث عبدالحق دہلوی اپنی کتاب اخبار الاخبار میں کتاب کی تعریف کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں۔

ورسالہ دیگر مسمیٰ بمغنی کہ تصحیح اسماء الرجال کردہ بے تعرض بہ بیان احوال بغایت مختصر و مفید اب یہ کتاب محدث کبیر، ناقد بصیر استاذ محترم مولانا زین العابدین صاحب اعظمی اطلال اللہ بقاءہ بالصحة والعافية (صدر شعبہ تخصص فی الحدیث، مظاہر علوم سہارنپور) کی تحقیق و تعلیق اور مفید استدراک کے ساتھ زیور طبع سے آراستہ ہو کر منظر عام پر آ چکی ہے۔

کتاب کی ترتیب :

کتاب کی ابتداء میں مفتی عبداللہ صاحب معروفی مدظلہ العالی (استاذ شعبہ تخصص فی الحدیث دارالعلوم دیوبند) نے ضبط اسماء الرجال کی اہمیت، ضبط میں کوتاہی کے برے نتائج، علماء حدیث کی ضبط کی طرف توجہ، ضبط کے قواعد کا استعمال، کتب تصنیفات، کتب مؤلف و مختلف، کتاب المغنی کا تعارف اور محقق کتاب حضرت مولانا کی سوانح زندگی وغیرہ امور پر سیر حاصل بحث کی ہے، اس کے بعد محقق کتاب حضرت مولانا نے ”مقدمۃ التحقیق“ کے عنوان سے مقدمہ تحریر فرمایا ہے، اس کے بعد کتاب میں مؤلف کتاب علامہ محمد بن طاہر پٹنیؒ کے حالات زندگی مذکور ہے۔

مقدمین نے کتب مؤلف و مختلف کو اس طرح مرتب کیا تھا کہ کسی راوی کے نام کا عنوان قائم کر کے اس نام کے جتنے رواۃ ہوتے ان سب کو ذکر کر دیتے تھے، اس میں والد، جد، لقب اور کنیت وغیرہ کا ذکر کر دیتے تھے، جیسے ”بدیل“ کا عنوان قائم کر کے اس کے مشابہ جتنے بھی رواۃ ہوتے ان کو ذکر کر دیتے تھے۔ لیکن مؤلف مغنی نے کتاب کو حروف ہجائیہ کی ترتیب پر اس طرح مرتب کیا ہے کہ اگر کسی راوی کے والد کا نام محتاج ضبط ہوتا ہے اور راوی کا نام محتاج ضبط نہیں ہوتا تو راوی کا نام چھوٹے حروف میں اور والد کا نام بڑے حروف میں تحریر فرما کر اپنی جگہ یعنی اپنے حرف میں ذکر کرتے ہیں، اسی طرح جد، کنیت اور لقب کو ذکر کرتے ہیں، والد کی مثال: جیسے حکیم بن اثرم، اس نام کو حرف الحاء میں ذکر نہیں کیا ہے، بلکہ حرف الهمزہ میں ذکر کیا ہے، کیونکہ ”اثرم“ کے ضبط کو واضح کرنا مقصود تھا۔

جد کی مثال : صفیہ بنت جی بن اخطب۔ اس نام کو حرف الهمزہ میں ذکر کیا ہے، اس لئے کہ

جد اخطب کا ضبط تحریر کرنا مقصود تھا۔

لقب کی مثال : الأشج۔ یہ منذر بن عائد کا لقب ہے۔ اس لقب کو حرف الهمزہ کے ماتحت

ذکر کیا ہے۔ کیونکہ الأشج کا ضبط بیان کرنا مقصود تھا۔

کنیت کی مثال : ابورطاة۔ یہ حصن بن زمرہ کی کنیت ہے، اس نام کو بجائے حرف الحاء میں

ذکر کرنے کے حرف الھمزہ میں ذکر کیا ہے، کیونکہ ابوارطاة کا ضبط واضح کرنا مقصود تھا۔

اسی طرح ہر حرف میں اسماء رواۃ کو ذکر کرنے کے بعد اسی حرف سے شروع ہونے والی نسبتوں کا ضبط ”النسب“ کے عنوان کے ماتحت تحریر کیا ہے، کتاب میں اسماء رواۃ کے ضبط کو تحریر کرنے کے ساتھ ساتھ کبھی شہروں کے ناموں اور بعض جگہ غریب الحدیث کلمات کا ضبط بھی تحریر کر دیا ہے۔

اسماء رجال اور نسبتوں کے ضبط کے بعد ”خاتمة فی رسم الکتاب“ کے عنوان کے ماتحت رسم کتابت کے قواعد ذکر کئے ہیں، اس کے بعد ”فصل فی التوارخ“ کے عنوان کے ماتحت مختصر سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور مشہور ائمہ کرام کی سنین ولادت و وفات کا ذکر کیا ہے، نیز کتاب کے ساتھ امام سیوطیؒ کی صحیح بخاری کی شرح ”التوضیح“ سے چند فصلوں کا الحاق کیا گیا ہے، اس کے بعد محقق حضرت مولانا مدظلہ العالی نے ”ملحق مفید“ کے عنوان کے ماتحت مشہور ائمہ حدیث کی سنین وفات تحریر کی ہے۔

ان مذکورہ بالا کتابوں کے علاوہ چند اور کتابیں بھی تالیف کی گئی ہیں جن کا اجمالی ذکر حسب ذیل

ہے۔

(۹) المؤلف والمختلف۔ تالیف ابوالولید عبداللہ بن محمد فرضی۔ (م: ۴۰۳)

(۱۰) المؤلف والمختلف۔ تالیف ابوسعید احمد بن محمد مالینی۔ (م: ۴۱۲)

(۱۱) المؤلف والمختلف۔ تالیف یحییٰ بن علی بن طحان۔ (م: ۴۱۶)

(۱۲) الزیادات فی کتاب المؤلف والمختلف للأزدی۔ تالیف جعفر بن محمد مستغفری

(۱۳) المؤلف والمختلف فی الاسماء۔ تالیف ابو حامد احمد بن ماما المامانی (م: ۴۳۶)

(۱۴) المعجم فی أسامی المحدثین۔ تالیف ابو عبیدہ اللہ ہروی۔ (م: بعد ۴۳۸)

(۱۵) الزیادات الموجودات من کتاب المعجم فی مشتبہ أسامی المحدثین۔

تالیف ابو عبیدہ اللہ ہروی۔

(۱۶) المؤلف والمختلف۔ تالیف ابونصر عبید اللہ بن سعید بن حاتم۔ (م: ۴۴۴)

- (۱۷) المؤلف في تكملة المؤلف والمختلف تالیف: خطیب بغدادی۔ (م: ۴۳۳)
- (۱۸) المعجم في المشتبه۔ تالیف: ابو محمد عبد اللہ بن یوسف جرجانی۔ (م: ۴۸۹)
- (۱۹) المؤلف والمختلف۔ تالیف: ابوالمنظر محمد بن احمد۔ (م: ۵۰۷)
- (۲۰) مختلفي الأسماء۔ تالیف: ابوالغنائم محمد بن علی۔ (م: ۵۱۰)
- (۲۱) متشابه أسامي الرواة أو متشبه النسبة۔ تالیف: جابر اللہ زنجشیری۔ (م: ۵۳۸)
- (۲۲) المؤلف والمختلف۔ تالیف: ابو عبید اللہ محمد بن محمود ابن نجار۔ (م: ۶۲۳)
- (۲۳) هداية المتعسف في المؤلف۔ تالیف: ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ قضائی۔ (م: ۶۵۸)
- (۲۴) مشتبه النسب۔ تالیف: ابوالعلاء محمود بن ابی بکر فرضی۔ (م: ۷۰۰)
- (۲۵) المؤلف والمختلف۔ تالیف: کمال الدین عبدالرزاق بن احمد ابن القوطی۔ (م: ۷۳۳)
- (۲۶) ذیل علی المشتبه فی الرجال۔ تالیف: حافظ مغلطائی بن قلیچ۔ (م: ۷۶۲)
- (۲۷) الأعلام بما فی مشتبه الذہبی من الأوهام۔ تالیف: ابو عبد اللہ محمد بن ابی بکر عبد اللہ (م: ۸۴۲) (تکملة الاكمال)

طالب حدیث کو سند میں واقع اسماء رجال کے صحیح ضبط کو معلوم کرنے کے لئے مذکورہ بالا کتابوں کی حسب موقع و حسب ضرورت مراجعت کرنی چاہئے۔

باب دوم

تصحیح الفاظ متن الحدیث

یعنی الفاظ حدیث کو درستگی کے ساتھ پڑھنا

الفاظ حدیث کے ضبط میں غلطی سے اجتناب کرنا یہ طبعاً، عقلاً اور شرعاً مطلوب ہے، جس کا کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ اس لئے کہ الفاظ حدیث میں غلطی کرنے والے پر اس بات کا اندیشہ ہے کہ وہ من کذب علی متعمداً فلیتبوا مقعده من النار کی سخت وعید میں داخل ہو جائے جیسا کہ امام اصبغیؒ نے فرمایا ہے کہ ان اخوف ما اخاف علی طالب العلم اذا لم یکن یعرف النحو ان یدخل فی جملة قوله وَاللّٰهُ سَمِیعٌ عَلِیْمٌ من کذب علی متعمداً فلیتبوا مقعده من النار سب سے زیادہ طالب حدیث پر اس بات کا اندیشہ ہے کہ وہ نحو سے ناواقفیت کی بناء پر الفاظ حدیث کو غلط سسلط پڑھ دے اور من کذب۔۔۔ کی شدید وعید میں داخل ہو جائے۔ وجہ یہ ہے کہ بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم و غلطی سے پاک صاف تھے، اب کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث بیان کرے اور لحن و غلطی کا شکار ہو جائے تو گویا اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جھوٹی بات منسوب کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نعوذ باللہ لحن تھے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح لحن کے ساتھ بیان فرمایا تھا۔ (تدریب الراوی : ۹۸/۲)

خطیب بغدادیؒ سے یہ بات نقل کی گئی ہے کہ امام شعبہؒ نے فرمایا کہ من طلب الحدیث ولم یبصر العربیة کمثل رجل علیہ برنس ولبس له رأس کہ جو شخص علم حدیث کو طلب کرے لیکن عربی زبان میں مہارت نہ ہو تو وہ آدمی ایسا ہے کہ ٹوپی تو ہو لیکن سر ہی نہ ہو۔

حماد بن سلمہ فرماتے ہیں مثل الذی یطلب الحدیث ولا یعرف النحو مثل الحمار علیہ مخلاة ولا شعیر فیہ اس آدمی کی مثال جو حدیث کو طلب کرتا ہو لیکن نحو سے جاہل ہو وہ اس گدھے کی طرح ہے جس کی پشت پر تھیلا تو رکھا ہوا ہو لیکن اس میں اتانج نہ ہو۔

کبھی الفاظ حدیث صحیح نہ پڑھنے کی وجہ سے معنی بدل کر کچھ کا کچھ ہو جاتا ہے اور انتہائی تعجب خیز اور مضحکہ خیز نتائج رونما ہوتے ہیں جیسے نصاریٰ نے ایک لفظ کے تلفظ میں غلطی کی اور مطلب غلط سمجھ کر کافر ہو گئے، اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انجیل میں حضرت عیسیٰؑ کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا انت نبی و لدتک من البتول کہ آپ میرے نبی ہے میں نے آپ کو حضرت مریم سے پیدا کیا ہے۔ نصاریٰ اس میں زبردست تصحیف کے شکار ہو گئے اور انہوں نے پڑھانت بُنی و لدتک من البتول نبی کے بجائے بنی اور ولد تک بتشدید اللام کے بجائے ولد تک تخفیف اللام پڑھ دیا، مطلب یہ ہو گا کہ آپ میرے بیٹے ہیں میں نے آپ کو بتول سے جنا ہے۔

اسی طرح سب سے پہلے جو فتنہ اسلام میں وقوع پذیر ہوا اس کا سبب بھی یہی تصحیف ہے کہ حضرت عثمانؓ نے اس آدمی کے متعلق اہل مصر کو لکھا جس کو آپ نے امیر بنا کر بھیجا تھا۔ اذا جاء کم فاقبلوہ کہ جب امیر تمہارے پاس آجائے تو قبول کر لینا۔ اہل مصر نے غلط پڑھ دیا اور بجائے فاقبلوا کہ فاقتلوا پڑھ دیا، اس کے بعد جو کچھ واقع ہوا وہ کسی سے مخفی نہیں ہے۔ (تدریب ۲/ ۶۳)

ایک اور مثال ملاحظہ فرمائیں، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا : یحمل هذا العلم من کل خلف عدولہ ینفون عنہ تحریف الغالین وانتحال المبطلین وتاویل الجاہلین آئندہ آنے والے لوگوں میں سے اچھے لوگ (معمدا اور ثقہ) اس کتاب کے علم کو حاصل کریں گے اور پھر اس علم کے ذریعے غلو کرنے والوں کی تحریف ختم کریں گے اور غلط کاروں کی غلطیوں کو رفع کریں گے اور آیات قرآنی و احادیث میں کی گئی جاہلوں کی تاویلوں کو رد کریں گے۔

حدیث میں لفظ خلف بفتح اللام ہے جس کے معنی اچھے جانشین کے ہے لیکن بعض لوگوں نے اس لفظ کو بسکون اللام خلف پڑھ دیا، جس کے معنی برے جانشین کے ہے اس معمولی غلطی کی وجہ سے معنی کچھ کا کچھ ہو گیا اور منشاء نبوی ﷺ فوت ہو گیا۔ اس لئے کہ آپ کا منشاء حاملین علم کی تعریف کرنا تھا نہ کہ ان کی مذمت! لیکن خلف بسکون اللام پڑھنے کی وجہ سے حاملین علم کی مذمت ہو گئی۔

ایک اور دلچسپ مثال ملاحظہ فرمائیں کسی خلیفہ نے اپنے عامل کو لکھ بھیجا حص المخنثین کہ اپنے شہر کے مخنثین کو شمار کر لو لیکن اس عامل نے بجائے حص (بالحاء المہملہ) کہ اخص (بالحاء المعجمہ) پڑھ دیا اور غلط مطلب سمجھ کر سارے مخنثین کو خسی کر دیا۔ (تدریب ۶۵/۲)

علماء متقدمین کے نزدیک تصحیح الفاظ کی بہت زیادہ اہمیت تھی وہ حضرات ان لوگوں سے سخت ناراض ہوتے تھے جو تصحیح الفاظ میں گڑبڑ کرتے تھے۔

علامہ خطابیؒ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ کچھ لوگوں کے پاس سے گزرے وہ لوگ تیر اندازی کی مشق کر رہے تھے لیکن اچھی طرح تیر اندازی نہیں کر رہے تھے، ان لوگوں نے حضرت عمرؓ کو دیکھ کر عرض کیا یا امیر المؤمنین نحن قوم متعلمین۔ بجائے نحن قوم متعلمون کہنے کے نحن قوم متعلمین کہہ دیا کہ ہم تو ابھی تیر اندازی سیکھ رہے ہیں ماہر فن نہیں ہے، اس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ تمہارا دوران گفتگو غلطی کرتا یہ تیر اندازی میں غلطی کرنے کے مقابلہ میں خطرناک ہے، اللہ تعالیٰ اس آدمی پر رحم کرے جس نے اپنی زبان کی اصلاح کر لی۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے بارے میں منقول ہے کہ وہ اپنے صاحبزادہ کو الفاظ میں غلطی کا ارتکاب کرنے پر مارا کرتے تھے۔

حضرت حسن بصریؒ سے کسی نے عرض کیا کہ ہمارا امام پڑھنے میں غلطی کرتا ہے کیا کیا جائے؟ حضرت حسنؒ نے فرمایا کہ اسے امامت سے الگ کر دو۔

حماد بن سلمہؒ فرماتے ہیں کہ جو آدمی مجھ سے احادیث بیان کرنے میں غلطی کریں وہ مجھ سے حدیث بیان نہ کریں۔ (غریب الحدیث للخطابی : ۶۰/۱)

نیز علامہ خطابیؒ فرماتے ہیں کہ جب شریعت کے علوم کا دار و مدار عربی زبان پر ہے اور شریعت کے علوم پر مہارت بغیر عربی زبان کے حاصل نہیں ہو سکتی تو طالب حدیث پر ضروری ہے کہ ابتداء میں اپنی تمام تر توجہ عربی زبان کی اصلاح و درستگی کی طرف مرکوز کریں پھر عربی زبان میں بھی بہت سارے فنون

ہیں ان سب میں کمال حاصل کرنا دشوار بھی ہے اس لئے کم از کم تین باتوں کو جاننا بہت ضروری ہے، اس میں
افعال اور اعراب کی وجوہات

نیز اس کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے احادیث مبارکہ
یاد رکھنے اور اس کی تبلیغ و اشاعت کرنے والے کے حق میں جو دعا فرمائی ہے اس میں وادھا کما
سمعہا کی قید لگائی، کہ جیسا سنا من و عن ویسا ہی پہنچا دیا، اب جو آدمی عربی زبان میں ماہر نہ ہوگا تو بات کو
من و عن کیسے پہنچائیگا؟ بجائے دعا کے مستحق ہونے کے من کذب علی کی بددعا کا مصداق بن جائیگا۔
الفاظ حدیث کی تصحیح کے لئے طالب علم حدیث کے لئے نحو و صرف کے ساتھ ساتھ کتب غریب
الحدیث کی مراجعت نہایت ضروری ہے، غریب الحدیث متن میں پائے جانے والے ان مشکل الفاظ کو
کہتے ہیں جن کا معنی و مراد لفظ کے قلیل الاستعمال ہونے یا مختلف معانی کا احتمال رکھنے کی وجہ سے واضح نہ
ہو، کتب غریب الحدیث میں الفاظ کے معانی بیان کرنے کے ساتھ ساتھ محتاج ضبط الفاظ کا ضبط بھی بیان
کر دیا جاتا ہے، اس فن میں لکھی گئی چند کتابوں کا تعارف پیش خدمت ہے۔

(۱) غریب الحدیث تالیف : ابو عبیدہ قاسم بن سلام مروی المتوفی ۲۲۴ھ

اس موضوع پر یہ نہایت اہم اور رفیع الشان کتاب ہے، اس کتاب میں طریقہ یہ اختیار کیا ہے
کہ اولاً وہ قلیل الاستعمال، غریب، غامض اور بعید عن الفہم الفاظ بیان کئے ہیں جو احادیث رسول اللہ
ﷺ اور آثار صحابہؓ اور اقوال تابعین عظامؓ میں وارد ہوئے ہیں۔

مؤلف نے حدیث و آثار کا بکثرت تتبع کیا ہے، متقدمین کی کتابوں میں جو کچھ بیان ہوا تھا
انہیں جمع بھی کیا ہے اور ان کی تشریح بھی کی ہے، صحابہ کرامؓ سے مروی احادیث کو الگ اور تابعین عظامؓ
سے وارد آثار کو الگ بیان کیا ہے۔ اولاً مرفوع اور متصل السند احادیث کو بیان کیا ہے، ان کی تعداد پانچ
سو چالیس (۵۴۰) ہے۔ ثانیاً آثار صحابہؓ کو ذکر کیا ہے۔ ثالثاً تابعین سے مروی اقوال کو بیان کیا ہے۔

رابعاً ایسی روایات کا ذکر ہے، جن کے اصحاب و ناقلین غیر معروف ہیں یہ بہت کم ہیں، پانچ تک تعداد ہے۔ اس طرح پوری کتاب میں بیان کردہ احادیث و آثار کی تعداد گیارہ سو کے قریب ہیں۔

طریقہ کار:-

- ابو عبید نے غریب الحدیث کی وضاحت کے لئے مندرجہ ذیل طریقہ اختیار کیا ہے۔
- (۱) اولاً آپ ﷺ کی طرف منسوب کر کے حدیث ذکر کرتے ہیں، پھر حدیث کی سند ذکر کرتے ہیں، اس کے بعد غریب الحدیث کی وضاحت کرتے ہیں۔
- (۲) کبھی سند ذکر کرنے کے بعد حدیث کا اعادہ کرتے ہیں اور کبھی حدیث کا اعادہ کئے بغیر غریب الحدیث کی وضاحت کرتے ہیں۔
- (۳) کبھی حدیث کو مرفوعاً اور کبھی مرسللاً ذکر کرتے ہیں۔
- (۴) کبھی اختلاف روایت کی وجہ سے حدیث کو ایک سے زائد اسانید سے ذکر کرتے ہیں۔
- (۵) کبھی حدیث ذکر کرتے ہیں لیکن سند کو ذکر کرنا چھوڑ دیتے ہیں، اگرچہ ایسی احادیث کی تعداد بہت کم ہے۔
- (۶) اگر حدیث بیان کرنے میں کسی راوی سے غلطی ہوئی ہوتی ہے تو اس پر تنبیہ کر کے اس غلطی کی تصحیح کر دیتے ہیں۔
- (۷) اگر حدیث طویل ہوتی ہے تو صرف غریب الحدیث کے ذکر پر اکتفاء کرتے ہیں۔
- (۸) کبھی حدیث کے معنی عام کی وضاحت کے لئے حدیث ذکر کرتے ہیں، اگرچہ اس حدیث میں کوئی لفظ محتاج تشریح نہیں ہوتا۔
- (۹) ابو عبید غریب الحدیث کی وضاحت کے لئے کھل کوشش کرتے ہیں اور اس کے لئے قرآن، حدیث، اشعار عرب، امثال اور علماء حقہ میں کی آراء سے مدد لیتے ہیں، اور غریب الحدیث کی وضاحت کے بعد احکام فقہیہ بھی بیان کرتے ہیں۔

(۱۰) ابو عبید نے اپنی اس کتاب میں صرف غریب الحدیث کی وضاحت ہی نہیں کی ہے بلکہ قواعد نحو و صرفیہ، علوم حدیث، فقہ اور عقائد وغیرہ امور پر بھی روشنی ڈالی ہے۔

☆ کتاب علماء کی نگاہ میں :-

ابن قتیبہ: ابو عبید نے غریب الحدیث کی وضاحت میں ایک ایسی کتاب تصنیف فرمائی ہے کہ اس کو دیکھنے والا دوسری کتابوں سے مستغنی ہو جاتا ہے۔

ابن درستیہ : ابو عبید نے غریب الحدیث کے نام سے ایک کتاب تصنیف کی ہے، کیا ہی عمدہ یہ تصنیف ہے، محدثین، فقہاء اور اہل لغت اپنے اپنے مقصد کی تمام چیزوں کے اس میں جمع ہونے کی وجہ سے اس کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

خطابی: ابو عبید نے اپنی اس کتاب میں اکثر غریب الحدیث کی وضاحت کر دی ہے، ان کی یہ کتاب کتب غریب الحدیث میں امام کی حیثیت رکھتی ہے، یہ کتاب علماء کی نگاہ میں مقبول ہے، اور علماء اختلاف کے وقت اسی کتاب کو فیصلہ بناتے ہیں۔

حاکم نیشاپوری : اللہ تعالیٰ نے اس امت پر چار لوگوں کے ذریعہ انعام کیا ہے۔

(۱) امام شافعی کے فقہ کے ذریعہ۔

(۲) ابو عبید کے ذریعہ کہ انہوں نے غریب الحدیث کی وضاحت کی۔

(۳) یحییٰ بن معین کے ذریعہ کہ انہوں نے احادیث رسول ﷺ سے کذب کو نکال باہر کیا۔

(۴) امام احمد بن حنبل کے ذریعہ کہ وہ خلق قرآن کے مسئلہ میں ثابت قدم رہے۔

امام ابو عبید کے طریقہ تالیف کی وضاحت کے لئے مثال ذکر کرنا فائدہ سے خالی نہ ہوگا۔

قال ابو عبید فی حدیث النبی ﷺ أنه قال : خیر الناس رجل ممسک بعنان فرسه

فی سبیل اللہ کلما سمع هیعة طار البها و یروی من خیر معاش رجل ممسک بعنان فرسه فی

سبیل اللہ۔

قال حدثنا عبد الله بن جعفر عن ابي حازم عن بهجة بن عبد الله بن بدر عن ابي هريرة
عن النبي ﷺ

قال ابو عبيد: الهيعة الصوت الذي تفرغ منه وتخافه من عدو وقال واصل هذا من
الجزع يقال رجل هاع لاع وهائع لائع اذا كان جباناً ضعيفاً وقد هاع يهيع هيو غاً وهيعاناً۔
قال ابو عبيد وقال الطرماح بن حكيم

انا ابن حماة المجد من آل مالک اذا جعلت خور الرجال تهيع
ای تجبن والخور: الصنعاف والواحد خوار

قال ابو عبيد وفي الحديث اور رجل في شعفة في غنيمته حتى يأتبه الموت قوله شعفة:
يعنى رأس الجبل

اس کتاب کی تصنیف میں امام ابو عبید نے اپنی عمر کا بڑا حصہ صرف کیا یعنی چالیس سال کی
مدت میں مکمل کی۔ یہ وہ مہتمم بالشان کتاب ہے، جس کی تصنیف سے فراغت کے بعد خود فرماتے ہیں کہ
میں اسے عبد اللہ بن طاہر کے پاس لے گیا تو انہوں نے تحسین کی اور متاثر ہو کر دس ہزار درہم ماہانہ وظیفہ
مقرر کیا۔ خلاصہ یہ ہے کہ بیان الفاظ، صحت معنی، وجوہ استنباط اور بکثرت فقہی معلومات کے اعتبار سے یہ
ایک اچھوتی کتاب بن گئی ہے۔

بعد کے علماء کبار نے اس کتاب کے ساتھ خصوصی اعتناء کا معاملہ کیا اور اس کی متعدد شروح اور
مختصرات و تعلیقات لکھیں۔ (غریب الحدیث ۱/ ۵۷)

(۲) غریب الحدیث تالیف: ابو محمد عبد اللہ بن مسلم بن قتیبہ دینوری المتوفی ۲۷۶ھ

اس کتاب میں مؤلف ابو عبید قاسم بن سلام کے نقش قدم پر چلے ہیں اور انہی احادیث اور
الفاظ کو ذکر کیا ہے جن کو قاسم بن سلام نے ذکر کیا تھا، البتہ بعض الفاظ کے شرح و بیان میں اپنی طرف سے
اضافہ کیا ہے اور بعض جگہ استدراک بھی کیا ہے، نیز بعض جگہ اعتراض و تنقید سے کام لیا ہے۔

(۳) غریب الحدیث تالیف : ابواسحاق ابراہیم بن اسحاق الحرابی البغدادی المتوفی ۲۸۵ھ

یہ کتاب بہت زیادہ طویل ہے اور طوالت کی وجہ یہ ہے کہ الفاظ کے شرح و بیان میں طوالت سے کام لیا ہے، ساتھ ساتھ احادیث مع اسانید مختلفہ ذکر کی ہیں، عام طور پر مکمل احادیث کو ذکر کیا ہے، اگرچہ اس میں ایک ہی لفظ غریب ہو اسی طوالت کی وجہ سے لوگوں نے اس کتاب کی طرف خاص توجہ نہیں کی ہے۔ فی نفسہ یہ کتاب بہت زیادہ فوائد پر مشتمل ہے، اس لئے صاحب کتاب خود فن حدیث کے امام مانے جاتے ہیں۔

(۴) غریب الحدیث تالیف : ابوسلیمان حمد بن محمد خطابی المتوفی ۳۸۸ھ

علامہ خطابی نے اس کتاب کی تالیف میں وہی طریقہ اختیار کیا ہے جو ابوعبید قاسم بن سلام اور ابن قتیبہ دینوری نے اختیار کیا تھا کہ پہلے احادیث رسول ﷺ کو پھر آثار صحابہؓ کو پھر اقوال تابعینؒ کو بیان کیا ہے۔ پھر ایسی احادیث کے اجزاء بیان کیے ہیں جن کی کتابوں میں کوئی سند نہیں ملتی، لیکن اہل علم کی زبانی ان احادیث کو سنا تھا۔ آخر میں ایسی احادیث کے ضبط کو بیان کیا ہے جس میں عامۃً لوگ تصحیف و تحریف کا شکار ہوتے ہیں۔

علامہ خطابی نے ایسے کسی لفظ کی شرح بیان نہیں کی ہے جسے ابوعبید اور ابن قتیبہ نے بیان کر دیا ہو الا یہ کہ کسی لفظ کے ضمن میں اس کا ذکر آ گیا ہو، البتہ ان سے جو چوک ہوئی تھی تو اس کو بیان کر دیا ہے۔ اوپر ذکر کردہ ترتیب کے مطابق پہلے احادیث کو عامۃً سند کے ساتھ ذکر کرتے ہیں پھر کلمات غریبہ کی تفسیر کرتے ہیں اور ان کلمات غریبہ کی تفسیر کی تائید کے طور پر دوسری احادیث اور احادیث کے اجزاء یا قرآن کریم کی آیات یا اشعار ذکر کرتے ہیں۔ نیز فقہ حدیث سے متعلق کوئی بات ہوتی ہے تو اس کو بھی ذکر کر دیتے ہیں۔

مثال:

قال أبو سليمان في حديث النبي صلى الله عليه وسلم: إنهم كانوا معه في سفر فأصابهم بغيش

فنادی منادیہ من شاء أن يصلى في رحله فليفعل - أخبرنا ابن الأعرابي نا الحسن بن علي بن عفان العامري نا أبو أسامة عن عامر بن عبيدة الباهلي نا أبو المريح الهذلي عن أبيه :

قوله : بغيش تصغير بغش وهو المطر الخفيف قال الأصمعي أخف المطر وأضعفه الطل ثم - الرذاذ ثم البغش يقال بغزت الأرض إذا نديت بالمطر فهي مبعوشة قال رؤبة :

سَيْدًا كَسَيْدَ الرِّذْهَةِ الْمَبْعُوشِ

قال ويقال أرض مبعوشة من البغش وأرض مرذ عليها من الرذاذ ولا يقال مرذة ولا مردوذة قال الكسائي يقال أرض مرذة من الرذاذ ومطلولة من الطل وموبولة من الوابل ومجودة من الجود - ومن هذا الباب أيضا حديثه الآخر أنهم كانوا معه في بعض المغاز فأصابهم رك أي مطر ضعيف يقال مطر رك وركبك وجمعه ركاك قال ذو الرمة : ترشفن درات الذهاب الركاك ومنه قيل للرجل إذا كان ضعيف العقل ركيك -

(۵) الفائق في غريب الحديث تأليف : جابر اللہ محمود بن عمر بن مخشري التتوني ۵۳۸ھ

یہ کتاب غریب الحدیث میں لکھی گئی کتابوں کا لب لباب شمار کی جاتی ہے، احادیث و آثار کے کلمات غریبہ کو حروف معجم کی ترتیب پر مرتب کیا ہے، پھر ان حروف میں بھی ترتیب کو ملحوظ رکھا ہے، جیسے باب الهمزة مع الباء پھر الهمزة مع التاء پھر الهمزة مع الثاء الی آخرہ، لیکن باب کے دو حروف کے بعد الف بائی ترتیب کو باقی رکھنے کا التزام نہیں کیا ہے، مثلاً مادہ "علو" کو "مادہ علم" سے پہلے ذکر کیا ہے، اسی طرح مادہ "اکل" کو مادہ "اکد" سے پہلے ذکر کیا ہے۔ نیز کبھی کبھی ایسا بھی کیا ہے ایک معین لفظ کو شروع کیا پھر اس کو چھوڑ کر دوسرا لفظ شروع کر دیا ہے پھر واپس وہی پہلے والے لفظ کو بیان کیا ہے، مثلاً لفظ "ابو" کو ذکر کیا پھر "ابد" پھر "ابن" کو بیان کیا اس کے بعد مادہ ابو کو ذکر کیا ہے۔

اس انوکھی ترتیب کی وجہ سے کتاب سے استفادہ مشکل ہو گیا تھا، لیکن محقق ابراہیم شمس الدین نے کتاب کے آخر میں تمام الفاظ کو الف بائی ترتیب پر مرتب کر کے ایک فہرست ملحق کر دی ہے، ساتھ

ساتھ احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم، اعلام، اماکن، قبائل، جماعات، قافیات اور آیات قرآنیہ وغیرہ کی بھی فہرست ملحق کر دی ہے۔

(۶) النہایۃ فی غریب الحدیث تالیف : ابوالسعادات مبارک بن محمد بن محمد ابن اشیر جزری (م: ۶۰۶)

یہ کتاب غریب الحدیث کی کتابوں میں سب سے زیادہ اہم کتاب ہے اور سب سے زیادہ معتبر و پر مغز کتاب ہے۔

امام سیوطی فرماتے ہیں کہ یہ کتاب غریب الحدیث کی کتابوں میں سب سے عمدہ کتاب ہے اور سب سے زیادہ مشہور اور سب سے زیادہ رائج ہے۔ مؤلف نے اس کتاب کو بڑی جانفشانی سے بڑے ہی اچھے انداز میں الف بائی ترتیب پر مرتب کیا ہے۔ واقعہً یہ کتاب فن غریب الحدیث میں نہایت بہت کم احادیث ان سے چھوٹ گئی ہیں، جس کو امام سیوطی نے التذیل والتذیب میں ذکر کیا ہے۔ امام جزری نے اس کتاب کی ترتیب میں خاص طور سے دو کتابوں سے استفادہ کیا ہے۔

(۱) غریب الحدیث ہروی کی کتاب سے جس کی طرف حرف "ھ" سے اشارہ کیا ہے۔

(۲) ابوموسیٰ محمد بن ابی بکر المدینی کی کتاب "المغیث فی غریب القرآن والحدیث" سے جس کی طرف لفظ "س" سے اشارہ کیا ہے۔

اور دیگر کتابوں سے جن اشیاء کا استفادہ کیا ہے ان کی طرف کسی بھی حرف سے اشارہ نہیں کیا

ہے۔

مثال:

قال رافع بن خدیج: أصبنا نهب إبل فند منها بعير فرماه رجل بسهم فحبسه، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: (إن لهذه الإبل أوابد كأوابد الوحش، فإذا غلبكم منها شيء فافعلوا به هكذا)

الأبد جمع أبدۃ وہی التی قد تأبدت أى تو حشت ونفرت من الإنس۔ وقد أبدت تأبد وتأبد۔
 ومنہ حدیث أم زرع (فأراح علی من کل سائمة زوجین، ومن کل ابدۃ اثنتین) ترید أنواعا من
 ضروب الوحش۔ ومنہ قولہم: جاء بأبدۃ: أى بأمر عظیم ینفر منه ویستوحش۔ وفی حدیث الحج
 (قال له سراقۃ بن مالک: أ رأیت متعتنا هذه العامنا أم للأبد؟ فقال: بل هی للأبد) وفی روایۃ
 (العامنا هذا أم لأبد؟ فقال: بل لأبد أبداً) وفی أخرى (لا بد الأبد)
 والأبد: الدهر، أى هی لآخر الدهر۔

(۷) مجمع بحار الانوار: مؤلف علامہ محمد بن طاہر پٹنی (م: ۹۸۶)

اس کتاب کا اصل اور مکمل نام "مجمع بحار الانوار فی غرائب التنزیل والاکبار" ہے،
 مگر اختصار اور عرف کی بناء پر عموماً لوگوں نے پورا نام لکھنے کے بجائے صرف "مجمع البحار" لکھا
 ہے، یہ مصنف کی سب سے اہم اور مہتمم بالشان کتاب ہے۔ ان کا بیان ہے کہ اس کی بنیاد نہایہ ابن اثیر اور
 ناظرین الغریبین پر رکھی ہے۔ یہ ایک جامع لغت ہے، جس میں کلام مجید اور حدیث کے شکل الفاظ کی
 لغوی تحقیق کی گئی ہے۔ یہ کتاب اگرچہ مشکل اور غریب الفاظ حدیث کی توضیح کے لئے لکھی گئی ہے اور اس
 لحاظ سے یہ واقعۃً عدیم المثال ہے، مگر مصنف نے چونکہ ان حدیثوں کو بھی نقل کر دیا ہے، جن میں یہ الفاظ
 مذکور ہیں، اس طرح یہ حل لغات کے علاوہ حدیثوں کی عمدہ شرح و تفسیر بھی ہے، اسی لئے علماء فن نے اس کو
 صحاح ستہ کی شرح بھی کہا ہے، حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ فرماتے ہیں،

از آنجملہ کتابے است کہ متکفل شرح صحاح ستہ است مسمی مجمع البحار۔ (ان کی تصنیفات میں
 ایک کتاب ہے جو صحاح ستہ کی شرح کی ضامن ہے، اس کا نام مجمع البحار ہے)

ڈاکٹر زبیر احمد صاحب رقمطراز ہیں،

شیخ محمد طاہر پٹنی کی تصنیف لطیف ہے۔ اس کو اپنے مرشد کامل شیخ علی متقی کے نام گرامی سے
 معنون کیا ہے، یہ تصنیف قرآن و حدیث کی جامع لغت ہے، الفاظ کی ترتیب مادہ کے حروف پر ہے، ایک

مادہ کے جس قدر حروف قرآن و حدیث میں آئے ہیں ان سب کو ایک جگہ بیان کرتے ہیں اور جن احادیث میں وہ الفاظ آئے ہیں ان کو بھی نقل کرتے ہیں، اس سے پہلے غرائب قرآن و حدیث پر کئی کتابیں لکھی جا چکی ہیں لیکن میری ناقص رائے میں یہ سب سے بہتر اور جامع تر ہے۔

کتاب کی اس عظمت و اہمیت کی بنا پر اسے اہل علم میں بڑا حسن قبول حاصل ہے، خود مصنف کی زندگی ہی میں اسے بڑی شہرت و مقبولیت حاصل ہو گئی تھی اور اس کی نقلیں اور نسخے دور دراز شہروں میں پھیل گئے تھے۔ اسے مرتب کر کے مصنف نے دراصل علماء پر بہت بڑا احسان کیا ہے، مولانا حبیب الرحمن اعظمیؒ لکھتے ہیں۔

علماء اعلام نے اس کی جانب غیر معمولی اعتناء کیا، یہی وجہ ہے کہ مصنف کی زندگی ہی میں یہ کتاب پورے طور پر مقبول ہو گئی اور اس کی نقلیں دور دراز شہروں میں پھیل گئیں، انہوں نے اس کی نقل میں ایسی رغبت دکھائی کہ ہندوستان کے شہروں کا شاید ہی کوئی قابل ذکر کتب خانہ ایسا ہو جس میں اس کا نسخہ موجود نہ ہو۔ یہ کتاب علوم دینیہ سے شغف رکھنے والے تمام اصحاب علم کے پیش نظر رہتی ہے۔ ان کے حوالہ و ماخذ کا کام دیتی ہے اور وہ اس سے مشکلات میں استفادہ کرتے ہیں۔

کتاب کے مقدمہ میں مصنف نے علم حدیث کی اہمیت بیان کی ہے اور غرائب پر قدیم مصنفین اور علمائے اسلام کے اعتناء اور کتابیں لکھنے کا ذکر کیا ہے، پھر خود اس موضوع پر یہ کتاب لکھنے کی وجہ، اس کی نوعیت اور وہ اصول تحریر کئے ہیں جن کو اس کتاب میں مد نظر رکھا ہے، کتاب کے آخر میں مصطلحات حدیث کی وضاحت اور سادات کی تاریخ درج ہے۔ ذیل میں اس کی چند نمایاں خصوصیات پیش کی جاتی ہیں۔

(۱) یہ اپنے موضوع پر اہم اور حاوی ہونے کے علاوہ احادیث کی تشریح و تفسیر کے لحاظ سے بھی نہایت مفید کارآمد اور بلند پایہ کتاب ہے۔

(۲) ابن اثیر کی نہایت اس موضوع پر بے نظیر کتاب خیال کی جاتی ہے، مجمع البحار میں اس کے تمام مباحث

سمیٹ لئے گئے ہیں، اس کی کوئی اہم بحث شاذ و نادر ہی اس میں شامل ہونے سے رہ گئی ہو البتہ جو باتیں زیادہ مشہور ہیں انہیں اس میں قلم انداز کر دیا گیا ہے۔ النہایہ کے علاوہ بھی اس فن کی اہم تصانیف کے مندرجات اور مفید بحثوں کو بھی اس میں نقل کیا گیا ہے۔

(۳) اس موضوع پر اس سے پہلے جو کتابیں لکھی گئی ہیں یہ ان سب کی جامع بھی ہے اور ان پر اضافہ بھی ہے، کیونکہ اس میں متعدد ایسے امور سے بھی تعرض کیا گیا ہے جن کے ذکر سے اس فن کی دوسری کتابیں خالی ہیں۔

(۴) اوپر ذکر آچکا ہے کہ ابن اثیر کی النہایہ اس فن کی مہتمم بالشان تصنیف ہے، جس کے مباحث کو مجمع البحار میں سمیٹ لیا گیا ہے، اس کے علاوہ اس کی یہ بھی خصوصیت ہے کہ اس میں اس پر متعدد اضافے بھی کئے ہیں جیسے ابن اثیر نے عموماً کلمات کو ضبط نہیں کیا ہے، مگر علامہ بیہقی ان کے ضبط کا بڑا اہتمام کرتے ہیں اور طلبہ کی سہولت کے خیال سے لفظوں کو اسی ہیئت میں نقل کرتے ہیں، جس میں وہ حدیث میں آئے ہیں، اسی طرح صاحب النہایہ مادہ کے ذکر میں حدیث میں اس کے دوسرے صیغوں اور مشتقات کو چھوڑ کر آگے بڑھ جاتے ہیں مگر صاحب مجمع البحار صیغوں اور مشتقات کا بھی ذکر کرتے ہیں، انہوں نے بعض شارحین کے حوالہ سے بھی ابن اثیر کے بیان پر اضافے کئے ہیں۔

(۵) یہ کتاب شرحوں کی کتابوں کے مباحث کی جامع بھی ہے، اس موضوع کی کتابوں میں لفظوں کے جو وضعی معنی بیان کئے گئے ہیں ان سے واقفیت کے بعد بھی حدیث کے مفہوم میں اشکال باقی رہتا ہے۔ جس کے حل کے لئے کتب شروح کی احتیاج رہ جاتی ہے، لیکن اس کتاب کا مطالعہ شروح سے بے نیاز کر دیتا ہے، کیونکہ مصنف ان امور کو بھی بیان کرتے ہیں جو شرحوں میں مذکور ہیں۔

(۶) غریب الحدیث کے مصنفین نے ان لفظوں کے معنی نہیں لکھے ہیں جن کے وضعی معنی معلوم و مشہور ہیں، لیکن مجمع البحار میں اسے اس لیے نقل کیا گیا ہے کہ زیر بحث حدیث میں اس لفظ کی تاویل کسی خاص نوعیت کی ہوتی ہے۔

(۷) معنی حدیث کی شرح بیان کرتے ہوئے وہ شارحین کے بیان پر اضافہ بھی کرتے ہیں، اس لحاظ سے بھی عام شرحوں پر بھی یک گونہ اضافہ ہے۔ (تذکرۃ المحدثین، مقدمہ مجمع بحار الانوار)

رموز :

- | | | | |
|------|--------|---|----------------------------|
| (۱) | نہ | - | نہایہ لابن الاثیر |
| (۲) | مغبادر | - | الدر النیر مختصر نہایہ |
| (۳) | قس باق | - | ارشاد السادی للقسط لانی |
| (۴) | ک | - | شرح بخاری لکرمانی |
| (۵) | مق | - | المقاصد شرح البخاری |
| (۶) | ن | - | شرح مسلم للنووی |
| (۷) | ابی | - | شرح مسلم للابی |
| (۸) | ط | - | شرح مشکوٰۃ للطیبی |
| (۹) | ج | - | شرح جامع الأصول للابن اثیر |
| (۱۰) | غ | - | ناظر عین الغریبین |
| (۱۱) | مف | - | مفاتیح شرح المصابیح |
| (۱۲) | زر | - | حاشیۃ البخاری للزرکشی |
| (۱۳) | تو | - | توسط شرح سنن ابی داؤد |
| (۱۴) | مد | - | مدارک التنزیل |
| (۱۵) | قا | - | تفسیر قاضی بیضاوی |
| (۱۶) | ش | - | زبدہ شرح الشفا |
| (۱۷) | شم | - | شرح الشفا للشمی |
| (۱۸) | شا | - | شفا کی دو شرحیں |

الفاظ "غریبہ" کی وضاحت کے بعد مؤلف نے کتاب کے آخر میں چند فصلوں کا اضافہ کیا ہے، جو مندرجہ ذیل ہیں۔۔۔

- (۱) فصل فی علومہ واصطلاحہ
 - (۲) فصل فی تعیین بعض الأحادیث المشتهرة علی اللسان والصواب خلافہا۔
 - (۳) نوع فی ضبط بعض اسامی الرواة علی وجه الكلية علی ما فی کتاب المغنی۔
 - (۴) فصل فی آداب الكتابة۔
 - (۵) فصل فی السير من سيدنا المختصر فی سبب قدوم الحبشة فی اليمن وتعرض ابرهة للكعبة المشرفة ووقوعه تحت ولاية كسرى۔
 - (۶) فصل فیما يتصل بالصحابة۔
 - (۷) نوع فی العشرة المبشرة۔
 - (۸) نوع فی بعض الصحابة والتابعين وتبعهم وبعض المحدثين المصنفين والفقهاء المشهورين فی الامة وبعض الفقهاء من طبقات الحنفية وبعض المتكلمين وغير ذلك۔
- ان امور کو ذکر کرنے کے بعد مؤلف نے کتاب مجمع بحار الانوار کا تکرار تحریر فرمایا ہے، جو مطبوعہ کتاب کی پانچویں جلد کے ساتھ ملحق ہے۔

کتاب سے ایک مثال :

(أبد) وفيه: ان لهذه الإبل اوابد جمع ابدة وهي التي تأبدت أي توحشت ونفرت من الإنس ومنه: ومن كل أبدة اثنين - تريد انواعا من ضروب الوحش: ومنه قولهم: جاء بأبدة أي أمر عظيم ينفر منه ويستوحش وتأبدت الديار: خلت من سكانها، ن: من نصر وضرب - نه: والأبد: الدهر - ومنه ح: ألعامنا ام لأبد؟ فقال: بل للأبد أي: آخر الدهر۔

(۸) کتاب الدلائل تالیف : ابو محمد قاسم بن ثابت بن حزم سر قسطلی (م: ۲۷۳)

اندلس میں کتب غریب الحدیث میں کتاب الدلائل کو بلند مقام حاصل ہوا، اس لئے کہ اس کے مصنف قاسم بن ثابت نے اس کی تصنیف میں بڑی کاوش اور اہتمام سے کام لیا تھا، لغت کے معانی و شواہد پر عبور، زبان کی نزاکتوں اور باریکیوں کے شعور اور حدیث کی وسیع معلومات اور اس کے مشکل مباحث پر گہری نظر کی وجہ سے اس کام میں انہیں بڑی سہولت ہوئی، یہی وجہ ہے کہ کتاب الدلائل میں بعض ایسے لغوی مباحث ملتے ہیں جو غریب الحدیث پر لکھنے والے ابو عبید اور ابن قتیبہ کی کتابوں میں بھی نہیں ملتے۔

یا قوت حموی فرماتے ہیں کہ قاسم بن ثابت نے اپنی کتاب 'کتاب الدلائل' میں شرح حدیث سے متعلق وہ باتیں نقل کی ہیں جو ابو عبید اور ابن قتیبہ کی کتابوں میں بھی نہیں ہیں۔

کتاب الدلائل کی اہمیت اور اس کے محاسن کے بارے میں ابو علی قالی کا بیان نقل کرنا مناسب ہوگا، ابو بکر محمد بن الحسین (م: ۳۷۹) مصنف طبقات النخوعین واللغوین نے لکھا ہے کہ میں نے اسماعیل بن قاسم بغدادی (ابو علی قالی) کو فرماتے ہوئے سنا کہ حدیث کی شرح میں قاسم بن ثابت کی کتاب سے زیادہ مکمل کوئی کتاب اندلس میں تصنیف نہیں کی گئی، آپ کے یہاں جو کتابیں لکھی گئیں میں نے ان کا مطالعہ کیا ہے، شرح حدیث میں انہی کی کتاب بھی میری نظر سے گذری ہے، میں نے اس کا مطالعہ کیا تو کوئی خاص چیز نظر نہیں آئی، ایسے ہی عبد الملک بن حبیب کی کتاب بھی میری نظر سے گذری ہے، اس میں بھی کوئی خاص چیز نظر نہیں آئی۔

زبیدی نے اپنے استاذ ابو علی قالی کے قول پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے: اگر اسماعیلی (ابو علی قالی) نے یہ کہا ہوتا کہ انہوں نے قاسم بن ثابت کی کتاب سے زیادہ مکمل کوئی کتاب مشرق میں بھی نہیں دیکھی تو بھی میں ان کی بات کی تردید نہ کرتا، البتہ ابو عبید کو اس موضوع پر تقدم کی فضیلت حاصل ہوئی۔

ابو محمد بن احمد بن حزم نے بھی کتاب الدلائل کی تعریف کی ہے اور لکھا ہے کہ ابو عبید کو کتاب الدلائل کے مصنف پر صرف زمانی تقدم کی وجہ سے فوقیت حاصل ہے۔

طریقہ تالیف:

- (۱) قاسم بن ثابت نے اپنی اس کتاب میں وہی طریقہ اختیار کیا ہے جو طریقہ ابو عبید نے اپنی کتاب میں اختیار کیا تھا، یعنی اولاً نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کو ذکر کیا ہے، پھر خلفاء راشدین سے مروی روایات کو ذکر کیا ہے، پھر بقیہ عشرہ مبشرہ کی احادیث کو ذکر کیا ہے، پھر دیگر صحابہ کی مرویات کو ذکر کیا ہے، پھر تابعین اور تبع تابعین کے آثار کو ذکر کیا ہے۔
- (۲) اولاً حدیث ذکر کرتے ہیں پھر سند ذکر کرتے ہیں، اگر حدیث طویل ہوتی ہے تو صرف غریب الحدیث ذکر کرتے ہیں، اور بقیہ حدیث کی طرف ذکر الحدیث، ذکر حدیثا طویلا، الحدیث بطولہ، فی الحدیث طول ھذا فیہ وغیرہ الفاظ کے ذریعہ اشارہ کرتے ہیں۔
- (۳) احادیث کی اسانید کو عام طور پر احادیث کے فوراً بعد ذکر کرتے ہیں، البتہ بعض جگہ متعلق سند ذکر کرتے ہیں، اور بیرونیہ فلان یا بیرونیہ عن فلان جیسے الفاظ تحریر کرتے ہیں اور کبھی کبھی سند ذکر نہیں کرتے۔
- (۴) مؤلف نے احادیث مرفوعہ میں موقوف اور مقطوع احادیث کو بھی داخل کر لیا ہے۔
- (۵) مؤلف غریب الحدیث کی توضیح میں اپنے شیوخ سے باتیں نقل کرتے ہیں، کبھی ان کا تعاقب بھی کرتے ہیں، نیز اپنی طرف سے ایسی باتوں کا اضافہ کرتے ہیں جن کا نص احتمال رکھتی ہوں۔
- (۶) مؤلف نے روایات مختلفہ کے درمیان حتی الامکان جمع و تطبیق کی کوشش کی ہے، اور روایات مختلفہ کے ذریعہ وضاحت مراد اور توضیح مقصود میں مدد حاصل کی ہے۔
- (۷) مؤلف نے اکثر حدیث کی تفسیر حدیث سے اور اقوال صحابہ سے کی ہے، نیز صحابہ کے اقوال اور بعد والوں کے اقوال کی تفسیر ایک دوسرے کے کلام سے کی ہے، اس کے بعد لفظ کی مزید

وضاحت کے لئے لغت عرب وغیرہ سے مدد حاصل کی ہے۔

(۸) ان الفاظ کی وضاحت کے سلسلہ میں تفصیلی کلام کیا ہے، جو چند معانی کا احتمال رکھتے ہیں اور ان کے ماخذ لغویہ کو بھی بیان کیا ہے۔

(۹) بظاہر متعارض احادیث کے درمیان تطبیق دے کر تعارض کو ختم کیا ہے، اسی طرح ان آثار کی بھی مناسب تاویل کی ہے جو بظاہر احادیث کے مخالف معلوم ہوتے ہیں۔

(۱۰) مؤلف نے روایت میں وارد شدہ ایسے الفاظ کی بھی وضاحت کی ہے جن کے متعلق گمان کیا جاتا ہے کہ لغت عرب میں ان کی کوئی مناسب توجیہ ذکر نہیں کی گئی ہے۔

(۱۱) مؤلف نے اپنی کتاب میں مسائل فقہیہ کو بیان کر کے ان کے طریق استنباط کی وضاحت کر دی ہے۔

(۱۲) مؤلف نے اپنی کتاب میں محدثین کے اوہام اور ان کی تصحیفات کو بھی بیان کرنے کا اہتمام کیا ہے۔

(۱۳) مؤلف نے الفاظ غریب کی وضاحت کے لئے آیات قرآنیہ، احادیث، آثار، امثال، قصص، اخبار، اشعار اور اراجیز سے مدد لی ہے۔

(۱۴) کلمات غریبہ کا ضبط حروف کے ذریعہ بیان کرتے ہیں، جیسے المدفربالذال وتسکین الفاء (مقدمہ)۔

مثال:

فی حدیث النبی ﷺ انه اتی بعلاۃ شاة فاکل منها ثم صلی ولم يتوضأ یرویه سفیان عن عبد اللہ بن محمد بن عقیل عن جابر۔

قوله بعلاۃ شاة یرید بشیء یرکان قد فضل منها

وقال الراجز أحمل امی وہی الجمالہ

ترضعنی الدرۃ والعلالہ

ولا یجازی والد فعالہ

قال ابو زید العلالہ اللبن بعد حلب الدرۃ تنزلہ الناقۃ والام تعلل حبیبہا بشئ من المرق

واللبن وانشد۔

وقال الذی یرجو العلالۃ ورعوا عن الماء لا یطرق وھن طوارقہ

فما زلن حتی عاد طرقا و شبنہ بأصفر تذرہ سجالا ایانقہ

واخبرنا ابو الحسن عن احمد بن یحی عن ابن الاعرابی قال التعلہ والتعلل واللہو

واحد وانشد

غنینا فأفنینا النھار تعلقہ یارقاص مرقال تخب تعنق

لھا من ردیف کان لدنا ردافہ وذو رقع من خمر عانہ متأق

لھا ای من اللہو وذو رقع یریدزقا والھاہ ذو رقع ایضا

وقال الاسود بن یعفر

الاهل لهذا الدھر من متعلل علی الناس مھما شاء بالناس یفعل

وهذا ردائی عنده یستعیرہ لیسلبنی نفسی أمال بن حنظل

(۹) المجموع المفیث فی غریبی القرآن والحديث

تالیف: حافظ ابو موئی محمد بن ابی بکر بن ابی عیسیٰ المدینی اصفھانی (م: ۵۸۱)

یہ کتاب ابو عبید ہروی کی کتاب الغریبین کا تتمہ ہے، ابو موئی المدینی نے اس کتاب میں ان ہی کلمات کی وضاحت کی ہے جو ابو عبید ہروی سے غریب القرآن والحديث میں چھوٹ گئے تھے، ایسے کسی لفظ کو ذکر نہیں کیا ہے جو ہروی کی کتاب میں موجود تھا، اگر کسی لفظ کو ذکر کیا ہے تو وہ بدرجہ مجبوری ذکر کیا

ہے، یا تو اس وجہ سے کہ اس کے معنی میں کوئی خلل واقع ہو گیا تھا، یا اس لفظ کی مزید وضاحت مقصود تھی یا اس لفظ کے مزید معانی ذکر کرنے مقصود تھے۔

طریقہ تالیف:

(۱) یہ کتاب حروف مجملہ کی ترتیب پر مرتب ہے، ہر حرف کے لئے الگ الگ کتاب کا عنوان قائم کیا ہے، جیسے کتاب الالف کتاب الباء وغیرہ پھر اس کے ماتحت ابواب ذکر کئے ہیں، جیسے باب الالف مع الباء باب الالف مع التاء وغیرہ۔

(۲) قرآن کی آیت یا حدیث کا وہی کلمہ ذکر کیا ہے جو محتاج شرح ہے، اکثر لفظ کی وضاحت میں خطابی کی غریب الحدیث سے مدد لیتے ہیں۔

(۳) اگر کسی حدیث میں ایک سے زائد غریب الفاظ ہوتے ہیں تو ہر لفظ کو اپنے مقام پر ہی ذکر کرتے ہیں۔

(۴) کبھی کبھی لفظ کو اپنے اصلی مقام کے بجائے دوسرے مقام پر ذکر کرتے ہیں، لیکن اس پر تنبیہ کر دیتے ہیں، جیسے کلمہ ابردة کو ابرد میں ذکر کیا ہے، اور لکھا ہے کہ ہمزہ زائد ہے، حالانکہ اس لفظ کا اصلی مقام مادہ ابرد ہے، اسی طرح "اخوة الاسلام" کو خوة کے مادہ میں ذکر کیا ہے، حالانکہ اس کا اصلی مقام اخو ہے، لیکن ظاہری لفظ کا اعتبار کرتے ہوئے اس مادہ میں ذکر کر دیا۔

کتاب علماء کی نگاہ میں:

ابن اثیر جزری: میں نے اس کتاب کو انتہائی بہتر اور انتہائی کامل پایا۔

ابن خلکان: ابو موسیٰ المدینی نے المجموع المفیث فی غریبی القرآن والحدیث کے نام سے کتاب الغریبین ہرودی کی کتاب کا تتمہ تالیف کیا ہے، اور اس کتاب کا استدراک کیا ہے، یہ کتاب بہت مفید ہے۔

امام ڈھبی: ابوموسیٰ المدینی کی کتاب المجموع زبان عرب میں ان کے کمال کی واضح دلیل ہے۔
یہ کتاب تین جلدوں میں ہے اور عبدالکریم الخرباوی کی تحقیق و تعلیق کے ساتھ مرکز احیاء التراث
العلمی مکہ مکرمہ سے شائع ہوئی ہے، چوتھی جلد فہرست پر مشتمل ہے۔

مثال: فی الحدیث أن النبی ﷺ بال فائمالعلة بما بضیہ

المأبص: باطن الركبة هاهنا وقد يكون باطن المرفق أيضا وهذا عام لكل ذي روح لا فرق في
شيء منهم ولعله اخذ من الإباح وهو حبل يشد به رسغ البحر الى عضده والرسغ موصل الكف
في الذراع والقدم في الساق ففعل المأبص مفعل منه أي موضع الإباح وشبه باطن الركبة بذلك
الموضع أيضا۔

والعرب تقول ان البول قائما يشع من تلك العلة دائما لم نورد هذه الكلمة في اللغة كلمة

اولها ميم كم باء۔

(۱۰) غریب الحدیث . تالیف : ابواسحاق حربیؒ

یہ کتاب بھی فن غریب الحدیث کی اہم کتاب مانی جاتی ہے، اس کتاب کے ابتدائی چار حصے اب تک
مفقود ہیں جس میں مقدمہ بھی مفقود ہے، جس کی وجہ سے یہ جاننا مشکل ہے کہ انہوں نے اس کتاب کو کن
امور کو پیش نظر رکھتے ہوئے تالیف کیا ہے؟ نیز تالیف کا کیا طریقہ اختیار کیا ہے؟ البتہ استقراء اور تتبع سے
چند باتیں معلوم ہوتی ہیں، مؤلف نے اس کتاب کو کتب مسانید کے طریقہ پر مرتب کیا ہے، یعنی ہر صحابی
کی احادیث کو الگ الگ بیان کیا ہے، احادیث رسول ﷺ کے ساتھ ساتھ صحابہ کے فتاویٰ اور اقوال کو
بھی ذکر کیا ہے، مؤلف نے اس کتاب میں الفاظ غریبہ کی وضاحت کے ساتھ ساتھ قرآن کے مشکل الفاظ کی
وضاحت، مسائل فقہیہ، قواعد نحویہ و صرفیہ، علماء متقدمین کی تصنیفات و ادعائے وغیرہ امور پر بھی روشنی ڈالی ہے۔

طریقہ تالیف کی وضاحت کے لئے کتاب سے ایک مثال ذکر کی جاتی ہے۔۔۔

قال حدثنا حسين بن حريث، حدثنا الفضل بن موسى، عن حسين بن واقد، عن الربيع بن أنس،

عن أبي العالية، حدثن أبي في قوله تعالى: {وَإِذَا الْبَحَارُ سُجِّرَتْ} [التكوير: ۶] "قالت الجن للإنس: نحن نأتيكم بالخبر فانطلقوا إلى البحر، فإذا هو نار تأجج" قال إبراهيم: قال المفسرون في قوله تعالى: {سُجِّرَتْ} [التكوير: ۶]: أوقدت، وقال آخرون: ملئت نارا، وقال آخرون: فاضت، وقال آخرون: يبست والسجر: إلقاؤك الحطب في التنور قال الله تعالى: {وَالْبَحْرُ الْمَسْجُورُ} [الطور: ۶] حدثنا يحيى بن خلف، عن أبي عاصم، عن موسى عن ابن أبي نجيح، عن مجاهد: "وَالْبَحْرُ الْمَسْجُورُ" [الطور: ۶] الموقد حدثنا يحيى بن خلف، عن أبي عاصم، عن موسى عن ابن أبي نجيح، عن مجاهد: "وَالْبَحْرُ الْمَسْجُورُ" [الطور: ۶]: الموقد حدثنا أحمد بن نيزك، عن الخفاف، عن سعيد، عن قتادة: "وَالْمَسْجُورُ" [الطور: ۶] الممتلئ، حدثنا سلمة عن الفراء: {وَالْمَسْجُورُ} [الطور: ۶] المملوء قال أبو عمرو: المسجور: المملوء، سجر السيل الفرات أو النهر يسجره: إذا ملاءه، وهذا ماء سجر: إذا كانت بئرا قد ملاءها الماء، وأوردوا ماء سجر أخبرنا الأثرم عن أبي عبيدة: المسجور بعضه في بعض من الماء.

ان مذکورہ بالا کتابوں کے علاوہ اور بھی بہت سی کتابیں اس فن میں تالیف کی گئی ہیں ان میں سے چند کتابوں کا ذکر اجمالاً کیا جاتا ہے۔

- (۱) غریب الحدیث : ابو عمرو بن حمدویہ (م: ۲۵۶)
 - (۱۲) کتاب الغریبین : تالیف : ابو عبیدہ احمد بن محمد بن محمد عبدی (م: ۴۰۱)
 - (۱۳) مجمع الفرائد : تالیف : عبد الغافر فارسی (م: ۵۲۹)
 - (۱۴) مشارق الانوار : تالیف : قاضی عیاض مالکی (م: ۵۴۴)
 - (۱۵) مطالع الانوار علی صحاح الآثار: تالیف : ابن قرقول (م: ۵۶۹)
 - (۱۶) التقریب : تالیف : محمود بن احمد قاضی ابوالثناء ابن خطیب (م: ۸۳۴)
- احادیث میں مذکور کلمات غریبہ کے صحیح ضبط اور معانی کے لئے طالب علم حدیث کو شروحات کے ساتھ ساتھ مذکورہ بالا کتابوں کی مراجعت کرنی چاہئے۔

باب سوم

تحقیق احوال رجال اسناد : یا نقد حدیث کا روایتی معیار

اس سے مراد ان اصول و قواعد کی تطبیق و تفہیم ہے، جن کی روشنی میں حضرات محدثین کرام رحمہم اللہ احادیث کے متعلق صحیح، حسن، ضعیف یا موضوع ہونے کا فیصلہ کرتے ہیں۔

اگرچہ ذخیرہ حدیث مدون ہو چکا، لیکن اس میں شبہ نہیں کہ اس ذخیرہ میں جہاں ایک بڑی مقدار ثابت و صحیح احادیث کی ہے، وہیں ایک بھاری مقدار غیر ثابت یا ضعیف احادیث کی بھی ہیں، اسی طرح اس میں بھی شبہ نہیں کہ محدثین کرام نے بہت سی احادیث کو اپنے اصول روایت کی کسوٹی پر پرکھ کر ان کا صحیح و غیر صحیح ہونا واضح کر دیا ہے، تاہم ایک بڑی مقدار ان احادیث کی بھی ہے جن کی اسنادی حیثیت سے متعلق ائمہ حدیث نے کوئی صراحت نہیں فرمائی ہے جن کا درجہ جاننا ہر اس فاضل یا عالم دین کی ضرورت ہے جو تدریسی، تصنیفی یا دعوتی مشاغل میں لگا ہو۔

اس میں بھی شک نہیں کہ اسنادی پہلو سے کسی حدیث کا مقام و مرتبہ جاننے کے لئے سب سے پہلے یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ مطلوب حدیث ذخیرہ حدیث میں کہاں کہاں ہے؟ اور کن کن سندوں سے مروی ہے جب تک ممکنہ حد تک پورے ذخیرہ حدیث سے حدیث کو کھنگال کر حدیث کے اطراف و الفاظ سامنے نہیں لائے جائینگے تب تک اس حدیث کی صحت یا عدم صحت کا فیصلہ نہیں ہو سکتا اور یہ امر واقعہ ہے کہ فضلاء مدارس و جامعات کو احادیث تلاش کرنے میں بڑی دقتیں پیش آتی ہیں اور اس کی وجہ مصادِر حدیث کے موضوع نہج اور انداز ترتیب سے ناواقفیت ہوتی ہے۔ اس لئے سب سے پہلے تخریج حدیث کے اصول کو ذکر کیا جاتا ہے نیز اس کے ضمن میں فن حدیث میں تالیف شدہ کتابوں کا بھی ذکر دیا جائے گا۔

تخریج حدیث:

تخریج کے لغوی معنی کسی چیز کو ظاہر کرنا، واضح کرنا۔ اصطلاحاً تخریج کا لفظ دو معنوں میں استعمال کیا جاتا ہے۔ (۱) کسی محدث کا احادیث کو اپنی کتاب میں اپنی سند سے ذکر کر دینا جیسے محدثین کا قول اخرجہ البخاری فی صحیحہ کا معنی یہ ہوتا ہے کہ امام بخاری نے اس حدیث کو اپنی صحیح بخاری میں اپنی سند سے ذکر کیا ہے۔

(۲) ائمہ حدیث میں سے کسی امام کی کتاب کی طرف حدیث کے درجہ کی تعیین کے ساتھ منسوب کر دینا جیسا کہ امام زیلعی نے احادیث ہدایہ کے ساتھ کیا ہے۔ آج کل تخریج کا لفظ بول کر زیادہ تر معنی ثانی مراد لیا جاتا ہے۔

لیکن ائمہ حدیث نے جو کتابیں تصنیف کی ہیں ان کی تین قسمیں ہیں۔ بالفاظ دیگر مصادر حدیث کی تین قسمیں ہیں اور حدیث کو ان کتابوں کی طرف منسوب کرنے کے لئے جو صیغے استعمال کئے جاتے ہیں وہ بھی مختلف ہیں۔

(۱) کتب اصلیہ : وہ کتابیں ہیں جن کے مؤلفین نے احادیث اپنی سند سے ذکر کی ہے، چاہے وہ کتابیں مندرجہ ذیل موضوعات میں سے جس موضوع پر ہوں۔

(۱) حدیث: جیسے کتب ستہ، مؤطا امام مالک، مسند احمد بن حنبل وغیرہ

(۲) عقیدہ: جیسے الایمان (ابو بکر بن ابی شیبہ)، الایمان (ابن مندہ) وغیرہ

(۳) تفسیر: جیسے تفسیر طبری اور تفسیر ابن ابی حاتم وغیرہ

(۴) فقہ: جیسے کتاب الام (امام شافعی)، المحلی (ابن حزم)

(۵) اصول فقہ: جیسے الرسائل (امام شافعی)، الاحکام فی اصول الاحکام ابن حزم ظاہری

(۶) تاریخ: جیسے تاریخ طبری، تاریخ بغداد (خطیب بغدادی) وغیرہ

یہ وہ کتابیں ہیں جن کے مؤلفین نے احادیث اپنی سند سے ذکر کی ہے۔

(۲) کتب شبہ اصلیه : وہ کتابیں ہیں جن کے مؤلفین نے احادیث اپنی اسانید سے ذکر نہیں کی ہیں بلکہ کتب اصلیه میں وہ احادیث جن اسانید سے مذکور تھیں ان احادیث کو انہیں اسانید کے ساتھ ذکر کر دیا۔ جیسے تفسیر ابن کثیر، تحفۃ الاشراف، نصب الراية اور امام سیوطی کی اکثر تصانیف وغیرہ

نوٹ : کتب شبہ اصلیه سے احادیث نقل کرنے کے بجائے کتب شبہ اصلیه میں جن کتب اصلیه کا حوالہ دیا گیا ہو ان کتب اصلیه کی طرف مراجعت کر کے حدیث نقل کرنا چاہئے۔ ہاں اگر کتب شبہ اصلیه میں جن کتب اصلیه کا حوالہ دیا گیا ہو وہ کتابیں مفقود ہوں یا مخطوط یا مطبوع ہوں مگر ان تک رسائی ناممکن یا مشکل ہو تو کتب شبہ اصلیه کی طرف حدیث کو منسوب کر کے تحریر کرنا درست ہے۔

جیسے کوئی حدیث تفسیر ابن کثیر میں ہو اور اس میں بخاری کا حوالہ دیا ہو تو اس حدیث کو بخاری شریف کی مراجعت کئے بغیر ابن کثیر پر اعتماد کر کے لکھنا نہیں چاہئے، اور ابن کثیر کے حوالہ کے بغیر سیدھے ہی بخاری کا حوالہ دینا نہیں چاہئے تا آنکہ خود بخاری میں وہ حدیث نہ دیکھ لی جائے۔ ہاں اگر بخاری شریف مفقود ہو جائے یا اس کا ملنا مشکل ہو جائے تو ابن کثیر پر اعتماد کر کے بخاری کا حوالہ دیا جاسکتا ہے۔ لیکن اس میں بھی اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ سیدھے ہی بخاری کا حوالہ نہ دیا جائے بلکہ اس طرح تحریر کیا جائے کہ اس حدیث کو ابن کثیر نے بخاری کے حوالہ سے اپنی تفسیر میں ذکر کیا ہے۔

(۳) کتب غیر اصلیه : وہ کتابیں ہیں جن کے مؤلفین نے کتب اصلیه سے احادیث بدون سند ذکر کر دی ہوں جیسے ریاض الصالحین (نودی) بلوغ المرام من ادلة الاحکام (ابن حجر)، جامع مغیر (سیوطی) الدر المنثور (سیوطی) جمع الفوائد (محمد مغربی) مشکوٰۃ (خطیب تبریزی) وغیرہ

کتب غیر اصلیه کی احادیث کو منسوب کرتے ہوئے تحریر کرنے کا وہی حکم ہے جو کتب شبہ اصلیه کے ضمن میں بیان کیا گیا۔

❖ کتب ثلاثہ کی طرف حدیث کو منسوب کرنے کے صیغے:

(۱) اگر حدیث کتب اصلیه میں سے کسی کتاب کی ہو تو لکھنے کا طریقہ یہ ہے، اخرجه البخاری اور رواہ

البخاری فی صحیحہ

(۲) اگر حدیث کتب شبہ اصلہ میں سے کسی کتاب کی ہو تو اس طرح لکھا جائے، آخر جہ ابن مردویہ فی تفسیرہ کما فی تفسیر ابن کثیر یا ذکرہ او اور دہ ابن کثیر فی تفسیرہ و عزاء الی ابن مردویہ اور جلد، صفحہ کتاب شبہ اصلی کے فوراً بعد لکھنا چاہئے۔

(۳) کتب غیر اصلہ میں سے کسی کتاب کی حدیث ہو تو اس کے لکھنے کا طریقہ اس طرح ہے آخر جہ او رواہ احمد فی زہدہ کما فی الجامع الصغیر یا ذکرہ او اور دہ السیوطی فی الجامع الصغیر و عزاء الی الزہد لأحمد اور جلد، صفحہ کتاب غیر اصلی کے فوراً بعد لکھنا چاہئے۔

آخر جہ او رواہ کے صیغہ کا استعمال کتب شبہ اصلہ اور کتب غیر اصلہ کے لئے کرنا درست نہیں ہے، اسی وجہ سے تخریج پر ضروری ہے کہ وہ کتب حدیث، ان کی تالیف کے طریقے اور کتب حدیث کے طبقات کے ساتھ ساتھ ان میں سے کون سی کتابیں اصلہ، کون سی شبہ اصلہ اور کون سی غیر اصلہ ہیں ان باتوں سے واقف ہو۔

✽ تخریج کے فوائد:

تخریج کے بعض فوائد سند سے متعلق ہیں، بعض متن سے اور بعض سند و متن دونوں سے متعلق ہیں۔

(۱) سند سے متعلق فوائد:

(۱) حدیث کی بہت سی مختلف اسانید پر واقفیت حاصل ہوتی ہے، جس کے نتیجہ میں سند کا متصل، منقطع، مرسل، معضل، مرفوع، موقوف، متواتر، غریب، عزیز، مشہور وغیرہ ہونا معلوم ہوتا ہے۔

(۲) حدیث کی سند کو تخریج کی وجہ سے تقویت حاصل ہوتی ہے اس طرح کہ ہمارے پاس ایک حدیث جو ضعیف سند سے مروی ہے اب اس حدیث کی تخریج مختلف کتب حدیث سے کی جائیگی تو ہو سکتا ہے کہ ہم اس حدیث کی ایسی سند پر مطلع ہو جائیں جو موجودہ سند سے بہتر ہو۔ اب یہ سند ضعیف سے ترقی کر کے حسن درجہ کی ہو جائیگی۔

(۳) حدیث کا درجہ معلوم ہو جاتا ہے اس طور پر کہ جس حدیث کی تخریج مطلوب ہے اگر وہ حدیث صحیحین میں ہوگی یا ان دونوں میں سے کسی ایک میں ہوگی یا ایسی کتاب میں ہوگی جس کے مؤلف نے صحیح احادیث ذکر کرنے کا التزام کیا ہوگا جیسے صحیح ابن خزمہ یا ایسی کتاب میں ہوگی جس کے مؤلف نے حدیث ذکر کرنے کے بعد حدیث پر صحت، حسن یا ضعف کا حکم لگانے کا التزام کیا ہوگا جیسے ترمذی، مستدرک حاکم، شرح السنہ وغیرہ۔ اس طرح حدیث کا درجہ بآسانی متعین ہو جائے گا۔

(۴) مہمل کی تمیز ہو جاتی ہے، (مہمل راوی وہ ہے جس کے نام کو ذکر کیا گیا ہو لیکن ماہہ الاتیاز وصف جیسے نسب، نسبت، کنیت، لقب وغیرہ میں سے کچھ بھی ذکر نہ کیا گیا ہو) مثال کے طور پر ایک حدیث کی سند میں عن الولید یا عن محمد یا عن سفیان ہو جب ہم مختلف کتابوں سے اس حدیث کی تخریج کریں گے تو ہو سکتا ہے کہ ہم ایسی سند پر مطلع ہو جائیں جس میں یہ نام ماہہ الاتیاز وصف کے ساتھ مذکور ہو جس کے نتیجہ میں اس مہمل کی تمیز ہو جائیگی۔

(۵) مبہم کی تعیین ہو جاتی ہے (مبہم وہ ہے کہ سرے سے جس کے نام، نسب، نسبت، کنیت وغیرہ میں سے کچھ بھی ذکر نہ کیا گیا ہو) مثال کے طور پر ایک حدیث کی سند میں حدیثی ثقہ یا عن رجل یا عن شیخ جیسا کوئی مبہم لفظ ہے، جب ہم اس حدیث کی تخریج کریں گے تو ہو سکتا ہے کہ ہم کسی ایسی سند پر مطلع ہو جائیں جس میں اس راوی کا نام، نسب، نسبت، کنیت وغیرہ میں سے کسی کو ذکر کیا ہو جس سے اس مبہم راوی کی تعیین ہو جائیگی۔

(۶) مدلس کے عنعنہ میں تدلیس کا احتمال ختم ہو جاتا ہے، مثال کے طور پر ایک حدیث کی سند میں کسی مدلس نے عنعنہ کے ساتھ سند ذکر کی ہے جس کی وجہ سے تدلیس کا احتمال ہوتا ہے جب ہم اس حدیث کی تخریج کریں گے تو ہو سکتا ہے کہ ہم ایسی سند پر مطلع ہو جائیں جس میں اس مدلس نے ایسا صیغہ ادا استعمال کیا ہو جو سماع پر دلالت کرنے والا ہو جیسے حدثنا، خبرنا یا سمعت وغیرہ جس سے اس روایت میں تدلیس کا احتمال ختم ہو جائیگا۔

(۷) راوی نے اگر اپنے شیخ سے حدیث شیخ کے اختلاط کے بعد سنی ہوتی ہے تو اس روایت میں وہم کا احتمال ہوتا ہے، تخریج کے نتیجہ میں کبھی وہ وہم کا احتمال دور ہو جاتا ہے، اس طور پر کہ کبھی تخریج کرنے کی وجہ سے بعض ایسی اسانید پر اطلاع ہو جاتی ہے جس میں اس راوی کا ایسا متابع مل جاتا ہے جس نے حدیث شیخ کے اختلاط سے پہلے سنی ہوتی ہے، اس طرح وہم کا احتمال ختم ہو جاتا ہے، جیسے ابو اسحاق السبئی یہ اپنی آخری عمر میں مختلط ہو گئے تھے، ابوالاحوص نے ان سے اختلاط کے بعد احادیث کا سماع کیا تھا، اور شعبہ و سفیان نے اختلاط سے پہلے سماع کیا تھا، اب اگر کوئی حدیث ایسی ہے جس میں ابوالاحوص ابو اسحاق سے روایت کرتے ہیں تو اس روایت میں وہم کا احتمال ہوتا ہے، لیکن اگر اسی حدیث کو شعبہ یا سفیان ابو اسحاق سے روایت کرنے والے ہو تو وہ وہم کا احتمال دور ہو جاتا ہے۔

✽ متن سے متعلق فوائد :

(۱) کبھی تخریج کے نتیجہ میں ایسی اسانید پر اطلاع ہوتی ہے جس کے متن میں بعض الفاظ یا کلمات کا اضافہ ہوتا ہے، جس سے حدیث کے معانی کی وضاحت ہو جاتی ہے۔

(۲) کبھی تخریج سے ایسی اسانید پر اطلاع ہوتی ہے جس کے متن میں حدیث کا سبب درود مذکور ہوتا ہے یا تاریخ و زمانہ مذکور ہوتا ہے کہ کس وقت یہ حدیث بیان کی گئی تھی جس سے نسخ و منسوخ کا علم ہو جاتا ہے یا ان حالات کا علم ہو جاتا ہے جن حالات میں یہ حدیث بیان کی گئی ہوتی ہے، جس کی مدد سے حدیث کے معانی کی تعیین باسانی ہو سکتی ہے۔

(۳) تخریج سے جب طالب علم کو یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ حدیث فلاں فلاں جگہ ہے تو اس کے لئے حدیث کے معانی کی وضاحت کے لئے دوسرے شارحین حدیث کے کلام کو دیکھنا آسان ہو جاتا ہے جیسے ایک حدیث ابوداؤد میں ہے اور وہی حدیث بخاری و مسلم میں ہے تو طالب علم حدیث کے معانی کی وضاحت کے لئے بخاری و مسلم کی شروحات کا بھی مطالعہ کر سکتا ہے۔

﴿سند و متن دونوں سے متعلق فوائد﴾ :

- (۱) تخریج سے اس بات کا بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے کہ حدیث کتنی جگہوں پر ہے۔
- (۲) تخریج کے دوران ایسی اسانید یا ایسے الفاظ مختلفہ پر اطلاع ہوتی ہے جس کی وجہ سے کبھی سند یا متن میں پائی جانے والی علت قاحلہ کا علم ہو جاتا ہے۔
- (۳) تخریج کے دوران متن حدیث یا سند حدیث میں موجود تصحیف و تحریف کا علم ہو جاتا ہے اور آدمی تحقیق کر کے درستگی تک پہنچ جاتا ہے۔

فوائد تخریج حدیث کے بیان ہو جانے کے بعد تخریج حدیث کے طرق کی وضاحت مناسب معلوم ہوتی ہے۔ تخریج حدیث کے چھ طریقے ہیں۔

- (۱) حدیث میں موجود کلمات غریبہ یا کلمات مہمہ کے ذریعہ تخریج کرنا۔
- (۲) متن حدیث کے پہلے لفظ کے ذریعہ تخریج کرنا۔
- (۳) حدیث کے راوی اعلیٰ یعنی صحابی کے نام کے ذریعہ تخریج کرنا۔
- (۴) حدیث کے موضوع کو دیکھ کر تخریج کرنا جیسے صلاۃ، زکوٰۃ وغیرہ۔
- (۵) سند یا متن میں پائی جانے والی کسی صفت کو مد نظر رکھ کر تخریج کرنا۔
- (۶) تتبع واستقراء کے ذریعہ تخریج کرنا۔

یہ تخریج کے چھ طریقے دراصل کتب حدیث کے تالیف کے طرز کے مختلف ہونے سے پیدا ہوتے ہیں اس لئے کہ کتب حدیث کی تالیف کے طریقے مختلف رہے ہیں۔

﴿اب ان تمام طرق تخریج کو قدرے تفصیل سے دکتور ابواللیث خیر آبادی کی کتاب "تخریج الحدیث نشأته ومنہجیتہ" سے ذکر کیا جاتا ہے۔﴾

پہلا طریقہ :

(۱) حدیث میں پائے جانے والے کلمات غریبہ یا کلمات مہمہ کے ذریعہ تخریج کرنا۔

اس طریقہ کے ذریعہ حدیث کی تخریج کرنے والے کے لئے ضروری ہے کہ وہ حدیث میں پائے جانے والے کلمات غریبہ (وہ کلمات جو مشکل اور قلیل الاستعمال ہوں) یا کلمات مہمہ (وہ کلمات جن کے ذریعہ پوری حدیث کا مضمون سامنے آجائے) سے واقف ہو، جیسے حدیث من کذب علی متعمدا فلیتبوا مقعده من النار میں کذب اور متعمدا کا لفظ ہے، ان کلمات کو لے کر طالب علم ان کتابوں کی طرف رجوع کرے جن کتابوں کو کلمات غریبہ یا کلمات مہمہ کی ترتیب پر مرتب کیا گیا ہے جیسے کتب المعاجم والفہارس۔

کتب المعاجم والفہارس سے وہ کتابیں مراد ہیں جن کے مؤلفین نے کسی ایک کتاب یا چند کتابوں کو سامنے رکھ کر ان کتابوں میں موجود احادیث کے کلمات غریبہ یا کلمات مہمہ کو الف ب کی ترتیب پر مرتب کر کے کتاب اور باب کا حوالہ یا کتاب اور رقم الباب یا رقم الحدیث کو ذکر کر دیا ہے، جس کی وجہ سے بآسانی معلوم ہو سکتا ہے کہ یہ حدیث کن کن کتابوں میں کن کن جگہوں میں مذکور ہے۔

ان کتابوں میں سے چند اہم کتابیں حسب ذیل ہیں۔

(۱) المعجم الفہرس لالفاظ الحدیث النبوی ﷺ

یہ کتاب چند مستشرقین کی تصنیف کردہ ہے، یہ کتاب کتب المعاجم والفہارس میں سب سے اہم ہے، اس لئے اس کتاب کا مفصل تعارف ان شاء اللہ آئندہ سطور میں ہوگا۔

(۲) مفتاح المنہل العذب المورود از : مصطفیٰ بن علی بن محمد البیومی

(۳) المرشد الی احادیث سنن الترمذی از : صدیقی البیک

(۴) الفہرس التفصیلی لصحیح مسلم از : استاذ محمد فواد عبدالباقی (م : ۱۳۸۸)

(۵) کشاف صحیح ابی عبد اللہ البخاری از : مصطفیٰ کمال و صفی

(۶) فہرس احادیث السنن دارقطنی از : یوسف عبدالرحمن المرعشی و ریاض عبداللہ

تعارف : المعجم المفهرس لألفاظ الحديث النبوی ﷺ

اس کتاب کو چند مستشرقین نے مل کر مرتب کیا ہے، ان میں پیش پیش پروفیسر آرنٹ جان ونسک (Arent Jan Hensinck) ہولندی (م : ۱۹۳۹ء) ہے اور استاذ محمد فواد عبدالباقی صاحب (م : ۱۳۸۸) نے ان کا تعاون کیا ہے۔

اس کتاب میں مندرجہ ذیل نو کتابوں کے کلمات غریبہ و مہمہ کو الف ب کی ترتیب پر مرتب کر کے کتابوں کا مع باب یا مع رقم الاحادیث حوالہ دیا ہے۔

(۱) صحیح الامام البخاری (خ)

(۲) مسلم شریف (م)

(۳) ابوداؤد السجستانی (د)

(۴) سنن ترمذی (ت)

(۵) نسائی شریف (ن)

(۶) ابن ماجہ کے لئے پوری کتاب میں 'جہ' کا رمز استعمال کیا ہے، سوائے جزء اول کے

تیس (۲۳) صفحات کے، ان میں 'ق' کا رمز استعمال کیا ہے۔

(۷) مؤطا امام مالکؒ (ط)

(۸) سنن دارمی (دی)

(۹) مسند احمد بن حنبل اس کتاب کا حوالہ دینے کے لئے جلد اول کے شروع کے

تیس (۲۳) صفحات میں 'حل' کا رمز استعمال کیا ہے اور باقیہ میں 'حم' کا رمز استعمال کیا ہے۔

یہ کتاب آٹھ جلدوں میں ہے، لیکن آٹھویں جلد کی ترتیب کچھ الگ ہے، اس جلد میں احادیث

کے الفاظ نہیں ہیں، بلکہ احادیث میں وارد لوگوں کے نام، مکان، قرآن کی سورتیں، آیات وغیرہ مذکور

ہیں۔ اس جزء کے مؤلف ویم رافن (Wim Raven) نے صرف اعلام اور اماکن ہی کو ذکر کیا ہے،

حدیث کا وہ جزء ذکر نہیں کیا ہے، جس میں یہ اماکن و اعلام وارد ہوئے ہیں۔

✽ ان شعبہ کے ذکر جن کو سامنے رکھ کر معجم المفہرس کو تیار کیا گیا

(۱) بخاری شریف مطبوعہ المكتبة الاسلامیة استنبول ترکی ۱۹۷۹

(۲) مسلم مطبوعہ دار احیاء الکتب العربیہ قاہرہ ۱۹۵۵

(۳) ابوداؤد مطبوعہ دار الحدیث حمص سوریہ ۱۹۷۴

(۴) ترمذی مطبوعہ مصطفی البابی الحلبی قاہرہ ۱۹۳۸

(۵) نسائی مطبوعہ المكتبة التجاریہ الکبری قاہرہ ۱۳۴۸

(۶) ابن ماجہ مطبوعہ دار احیاء الکتب العربیہ ۱۹۵۲

(۷) دارمی مطبوعہ دار الریان قاہرہ ۱۹۸۷

(۸) مؤطا مالک مطبوعہ دار احیاء الکتب العربیہ ۱۹۵۱

(۹) مسند احمد مطبوعہ المیمنة مصر ۱۳۱۳

معجم المفہرس اور مفتاح کنوز السنۃ سے (جس کا مفصل ذکر آگے آئیگا) استفادہ آسان ہو جائے اس بات کو پیش نظر رکھتے ہوئے استاذ محمد فواد عبدالباقی صاحب نے پہلی آٹھ جلدوں کی تفصیلی فہرست تیار کی ہے جو تیسیر المنفعة بکتابی مفتاح کنوز السنۃ والمعجم المفہرس لالفاظ الحدیث النبوی ﷺ کے نام سے مشہور ہے۔ جس میں کتاب اور ابواب ارقام کے ساتھ ذکر کئے ہیں، لیکن مسلم اور مؤطا کے لئے کتاب کے ارقام کے ساتھ ساتھ احادیث کے ارقام کا بھی اضافہ کر دیا ہے۔

✽ کلمات کی ترتیب :

حدیث سے کلمہ غریبہ مہرہ کو اختیار کرنے کے بعد مندرجہ ذیل طریقہ پر اسکو مرتب کرتے

ہیں۔

اولاً : فعل مجرد ماضی معروف کے چودہ صیغے علم صرف کی ترتیب پر ذکر کرتے ہیں، پھر اسی ترتیب پر مضارع کو ذکر کرتے ہیں، پھر فعل امر کے چھ صیغے پھر اسم فاعل اور اسم مفعول کے چھ صیغے اسی ترتیب سے ذکر کرتے ہیں۔ پھر فعل مزید فیہ کو اسی ترتیب مذکورہ پر ذکر کرتے ہیں۔


ثانیاً : اسماء معانی جیسے صلاة، زکوٰۃ، امر وغیرہ کا ذکر اس ترتیب سے کرتے ہیں کہ پہلے مفرد مرفوع منون، پھر مفرد مرفوع غیر منون، پھر مجرور بالاضافت منون، پھر مجرور بالاضافت غیر منون، پھر مجرور بحرف الجر منون، پھر مجرور بحرف الجر غیر منون، پھر منصوب منون، پھر منصوب غیر منون پھر اس کے بعد اسی لفظ کا تشنیہ مفرد کی ترتیب پر ذکر کرتے ہیں، پھر جمع کا صیغہ اسی ترتیب پر ذکر کرتے ہیں۔

ثالثاً : پھر دیگر مشتقات جیسے اسم صفت، اسم ظرف، اسم آلہ، افعال التفضیل ان مشتقات کے ذکر کرنے کی ترتیب یہ ہے کہ پہلے بغیر اضافت والے ذکر کرتے ہیں، اس کے بعد اضافت والے ذکر کرتے ہیں، مثال کے طور پر کلمہ امر لیا جائے تو پہلے امر سے مجرد فعل ماضی معروف، مجہول کے چودہ چودہ صیغے پھر اسی طرح مضارع پھر امر پھر اسم فاعل پھر اسم مفعول کے چھ صیغے پھر مزید فیہ جیسے اَمْرٌ، تَأْمَرُ، اِسْتَأْمَرُ پھر اَمِیرٌ پھر اِمَارَةٌ پھر اِمَارَةٌ پھر اَمْرٌ اسم تفضیل کو ذکر کیا ہے۔

کلمہ غریبہ یا کلمہ مہمہ کے ذکر کرنے کے ساتھ ساتھ اس حدیث کا تھوڑا سا ٹکڑا بھی ذکر کرتے ہیں، جس میں یہ کلمہ ہوتا ہے۔ حدیث کا جزء ذکر کرنے کے بعد کتب تسعہ میں سے جس نے اس حدیث کی تخریج کی ہوتی ہے اس کا رمز تحریر کرتے ہیں، اس کے بعد کتاب کا عنوان جیسے الصلوٰۃ لکھتے ہیں، اس کے بعد رقم الباب اور مسلم اور مؤطا کا رقم الحدیث تحریر کرتے ہیں اور اگر مسند احمد کی روایت ہوتی ہے تو بڑے حروف میں جزء کا رقم اور چھوٹے حروف میں صفحہ کا رقم ذکر کرتے ہیں، کبھی صفحہ کے رقم پر دو نجم (ستارہ) ڈالتے ہیں، اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ یہ کلمہ اس حدیث میں یا اس باب میں یا اس صفحہ میں ایک سے زائد مرتبہ آیا ہے۔

اس کتاب سے تخریج کرنے کے لئے طالب کو مذکورہ ذیل باتوں کا لحاظ کرنا ہوگا۔

- www.besturdubooks.wordpress.com



دی استیذان ۵، رفاق ۲۹، حم ۱، ۸۹، ۳۷۶، ۲۰۶، ۲۵۱، ۲۷۲، ۲۷۸، ۲۸۹

خ ایمان ۷، م ایمان ۷۱، ۷۲، ت قیامہ ۵۹، ن ایمان ۱۹، ۳۳

2

(۴) مجسم میں جن کتابوں کا حوالہ دیا گیا ہے ان کی مراجعت:

۲۷۹، ۲۷۲، ۲۵۱، ۲۰۶، ۱۷۶/۳، باقیہ مقامات پر مطلوبہ حدیث مذکور نہیں ہے۔

نوٹ : تحقیق سند یا تحقیق الفاظ حدیث کے لئے احادیث کو اسانید کے ساتھ مذکورہ بالا کتابوں سے نقل کرنی چاہئے، اس کے بعد ملتی سند معلوم کرنے کے لئے شجرہ اسانید تیار کرنا چاہئے۔ (دیکھئے تخریج الحدیث ص ۵۹)

ہر چیز کے کچھ محاسن ہوتے ہیں اور کچھ معایب ہوتے ہیں اسی طرح معجم المفہر س کے ذریعہ تخریج حدیث کے کچھ محاسن ہیں اور کچھ معایب ہیں۔

❁ اولاً محاسن کو ذکر کیا جاتا ہے۔

(۱) آسانی یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ مطلوب حدیث کی اصحاب کتب تسعہ میں سے کس کس نے تخریج کی ہے اور وہ حدیث کن کن مقامات میں ہے؟

(۲) مخرج بہت جلد اپنی مطلوب حدیث تک رسائی حاصل کر لیتا ہے۔

(۳) بہت سادقت اور بہت سی محنت بچ جاتی ہے، جو ایک مخرج کی اصل پونجی ہے۔

❁ ثانیاً معایب کو ذکر کیا جاتا ہے۔

(۱) کبھی ایک ہی لفظ بہت سی احادیث میں آیا ہوتا ہے، معجم المفہر س میں اس لفظ کی جب مراجعت کی جاتی ہے تو وہاں بہت سے حوالے درج ہوتے ہیں، جب سب حوالوں کے مطابق کتب حدیث کی مراجعت کی جاتی ہے تو اکثر جگہ مطلوب حدیث کے علاوہ حدیث ہوتی ہے، اسی طرح کافی وقت ضائع ہو جاتا ہے۔

(۲) صاحب معجم المفہر س سے کتب تسعہ کی بعض احادیث ساقط ہو گئی ہیں، خاص طور پر ترمذی کی روایات ساقط ہو گئی ہیں، اب کسی مخرج نے اپنی مطلوب حدیث کے لئے معجم المفہر س کی مراجعت کی اور وہ حدیث نہ ملی تو وہ سمجھتا ہے کہ مطلوب حدیث کتب تسعہ میں نہیں ہے، حالانکہ وہ حدیث ان کتابوں میں مذکور ہوتی ہے۔

(۳) کبھی ایک حدیث مختلف اللفظ متحد المعنی ہوتی ہے، اب دونوں کے الفاظ میں سے مخرج کے سامنے ایک حدیث کے الفاظ ہوتے ہیں، اس کے مطابق وہ معجم المفہر س سے حوالے نقل کر لیتا ہے، حالانکہ اسی حدیث کے ہم معنی حدیث بھی ان کتابوں میں موجود ہوتی ہے لیکن اس حدیث کے الفاظ ذہن میں نہ ہونے کی وجہ سے مخرج کی وہاں تک رسائی نہیں ہوتی اور احادیث کا ایک اچھا ذخیرہ اس کی نظروں سے اوجھل رہ جاتا ہے۔

مثلاً ایک حدیث حضرت عائشہؓ سے منقول ہے کہ ماخیر رسول اللہ ﷺ بین امرین الا اختار ایسرہما مالہ یکن اثماً اور دوسری حدیث کے الفاظ اس طرح ہے ما عرض علیہ امر ان قط الا اختار الارشد منہما یہ دونوں حدیثیں باعتبار الفاظ کے مختلف ہیں، لیکن باعتبار معنی کے متحد ہیں اب کسی مخرج کو ان دونوں میں سے کسی ایک کے الفاظ معلوم نہ ہوں تو وہ مخرج دوسری حدیث کے مصادر و مراجع سے بے خبر رہے گا، اس لئے کہ معجم المفہر س کو الفاظ کو سامنے رکھ کر مرتب کیا گیا ہے نہ کہ معنی کو سامنے رکھ کر۔

(۴) کبھی ایک کلمہ کو ذکر کر کے 'راجع' لکھ کر بہت سے حوالے ذکر کر دیتے ہیں، اب ان سب حوالوں کو دیکھنا اور پھر مطلوبہ حدیث کی تعیین کرنا مخرج کے لئے بڑا دشوار ہو جاتا ہے اور بہت سا وقت ضائع ہو جاتا ہے جیسے کلمہ 'قاتل' میں ۶۸ اور کلمہ 'علم' میں ۵۰ جگہوں کا حوالہ دیا ہے۔

(۵) مطلوبہ حدیث کتب تسعہ کے علاوہ اور کن کن کتابوں میں ہے اس کا علم نہیں ہو سکتا ہے، کیونکہ معجم المفہر س کو صرف ان نو کتابوں ہی کی احادیث کو سامنے رکھ کر مرتب کیا گیا ہے اس وجہ سے مخرج صرف معجم المفہر س پر اکتفا نہیں کر سکتا ہے۔

دوسرا طریقہ :

متن حدیث کے اول لفظ کے ذریعہ تخریج کرنا

بعض کتب حدیث کا طرز تصنیف یہ ہے کہ ان میں احادیث الف ب کی ترتیب پر مرتب ہے، ایسی کتابوں سے تخریج کرنے کے لئے مخرج کے لئے ضروری ہے کہ اسے حدیث کا پہلا لفظ معلوم ہو، ایسی کتابیں اکثر غیر اصلہ ہیں ان کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) عام احادیث کے متعلق کتابیں چاہے وہ احادیث زبان زد (مشہور) ہو یا نہ ہو۔

(۲) ان احادیث کے متعلق کتابیں جو زبان زد (لوگوں میں مشہور) ہو چاہے وہ احادیث صحیح ہوں یا ضعیف یا موضوع ہوں۔

(۳) موسوعات حدیثیہ

پہلی قسم : عام احادیث کے متعلق کتابیں بہت سی ہیں، ان میں سے چند اہم کتابیں کچھ اجمال اور کچھ تفصیل کے ساتھ مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) جمع الجوامع یا الجامع الکبیر علامہ جلال الدین سیوطیؒ (م: ۹۱۱) کی تصنیف ہے، اس کا مفصل تعارف ان شاء اللہ آئندہ سطور میں مرقوم ہوگا۔

(۲) الجامع الصغیر من حدیث البشیر النذیر یہ بھی علامہ جلال الدین سیوطیؒ کی تصنیف ہے، اس کا بھی مفصل تعارف آئندہ سطور میں ہوگا۔

(۳) زیادة الجامع الصغیر یہ کتاب بھی علامہ جلال الدین سیوطیؒ کی ہے، مصنف نے (۴۴۴۰) احادیث کا جامع کبیر اور دیگر کتب حدیث سے اضافہ کیا ہے اور الف ب کی ترتیب پر مرتب کیا ہے۔ اس میں جامع صغیر کے ہی رموز استعمال کئے ہیں، علامہ مناویؒ (م: ۱۰۳۱) نے اس کی شرح "مفتاح السعادة بشرح الزیادة" کے نام سے لکھی ہے۔

(۴) الفتح الکبیر فی ضم الزیادة الی الجامع الصغیر

یہ شیخ یوسف بن اسماعیل النہجانی (م: ۱۳۵۰) کی تالیف ہے جس میں مؤلف نے جامع صغیر اور زیادات جامع صغیر کو جمع کر دیا ہے اور دونوں کی احادیث کو الف ب کی ترتیب پر ایک ساتھ کر دیا ہے اور زیادات جامع صغیر کے لئے حرف زای کا رمز لگا دیا ہے تاکہ وہ احادیث ممتاز ہو جائے، لیکن علامہ سیوطی کے ذکر کردہ صحت و ضعف اور حسن کے رموز کو چھوڑ دیا ہے، جس کی بناء پر اس تالیف میں کچھ نقص آ گیا ہے۔

(۵) الجامع الازھر فی حدیث النبی الانور

یہ کتاب عبدالرؤف بن تاج العارفین المناوی القاہری (م: ۱۰۳۱) کی ہے۔ اس کتاب میں مؤلف نے امام سیوطی کی جامع پر استدراک کیا ہے، اس میں جامع کبیر کی احادیث کو بھی ذکر کیا ہے اور اپنی طرف سے کچھ زائد احادیث بھی ذکر کی ہے اور حروف ہجائیہ کی ترتیب پر مرتب کیا ہے۔ البتہ اقصیۃ النبی ﷺ کے متعلق احادیث کو مستقل باب کے تحت ذکر کیا ہے۔ اس باب کو باب القاف المحلی بال اور القاف بدون ال کے درمیان ذکر کیا ہے۔ حدیث کا درجہ بھی متعین کرنے کا مقدمہ میں وعدہ کیا تھا لیکن بعض احادیث میں اس وعدہ کا وفانہ کر سکے۔ کل احادیث کی تعداد ۵۱۹۱ ہے۔

(۶) کنوز الحقائق فی حدیث خیر الخلائق

یہ تالیف بھی علامہ مناوی کی ہے، جس میں مختصر مختصر دس ہزار احادیث ذکر کی ہے، احادیث کو حروف ہجائیہ کی ترتیب پر مرتب کیا ہے۔ ائمہ حدیث میں جس نے اس حدیث کی تخریج کی ہوتی ہے اس میں صرف ایک کا حوالہ دیا ہے۔ راوی حدیث صحابی کا نام اور حدیث کا درجہ بھی متعین نہیں کیا ہے۔

(۷) البیان والتعریف فی اسباب ورود الحدیث الشریف

یہ ابراہیم بن محمد المعروف بابن حمزہ الحسینی (م: ۱۱۲۰) کی تالیف ہے۔ جس میں مؤلف نے ایسی احادیث کو الف ب کی ترتیب پر مرتب کیا ہے جن کا شان ورود خود احادیث میں بیان کیا گیا ہو، یا اسی حدیث کے دوسرے طرق میں، یا دوسری احادیث میں، چاہے وہ شان ورود عہد نبوی ﷺ کے

بعد ذکر کیا گیا ہو، طریقہ یہ ہے کہ حدیث ذکر کرتے ہیں اور ساتھ حوالہ بھی دیتے ہیں۔ کل احادیث کی تعداد ۱۸۳۱ ہے۔

(۸) اسعاف الطلاب بترتيب الشهاب

یہ تالیف بھی علامہ مناوی کی ہے۔ دراصل شهاب الدین ابو عبد اللہ محمد بن سلامہ بن جعفر القضاہی (م: ۴۵۴) نے کتاب الشہاب نامی کتاب لکھی، جس میں حکم، وصایا، آداب و مواعظ کے متعلق چھوٹی چھوٹی احادیث بغیر اسانید کے ذکر کی ہیں۔ پھر خود علامہ قضاہی نے احادیث کو مع اسانید کے ذکر کیا ہے، جس کا نام مسند الشہاب رکھا، لیکن احادیث بلا ترتیب ذکر کی۔ پھر علامہ مناوی نے انہی احادیث کو حروف ہجائیہ کی ترتیب پر مرتب کر دیا اور ساتھ ساتھ دیگر حوالے بھی ذکر کئے۔

(۹) مسند الفردوس

یہ کتاب ابو منصور شہر دار بن شہر ویہ دیلمی (م: ۵۵۸) کی ہے، دراصل مؤلف کے والد ابو شجاع شہر ویہ بن شہر دار (م: ۵۰۹) نے ”الفردوس“ نامی کتاب کی تالیف کی، جس میں ۹۰۵۶ چھوٹی چھوٹی احادیث ذکر کی، حروف ہجائیہ کی ترتیب پر مرتب کیا، لیکن احادیث بدون اسناد ذکر کی اور کتاب کا پورا نام فردوس الاخبار بمأثور الخطاب المخرج علی کتاب الشہاب رکھا۔ پھر ان کے صاحبزادے شہر دار نے احادیث کو مسنداً ذکر کیا اور کتاب کا نام مسند الفردوس رکھا اور بعد میں حافظ ابن حجر عسقلانی نے اس کتاب کا اختصار کیا اور اس کا نام تسدید القوس فی مختصر مسند الفردوس رکھا۔

❁ جمع الجوامع کا مفصل تعارف

مؤلف : امام حافظ جلال الدین عبدالرحمن بن ابی بکر محمد السیوطی المتوفی ۹۱۱ھ

طریقہ تالیف : اس کتاب میں امام سیوطی نے اسی (۸۰) سے زائد کتابوں سے ۴۶۲۴ احادیث کو جمع کر دیا ہے۔ ان احادیث کو دو قسموں پر منقسم کیا ہے۔

(۱) احادیث قولیہ: اس سے مراد وہ احادیث ہیں جنہیں نبی اکرم ﷺ نے اپنی زبان مبارک سے ارشاد فرمایا ہو، ان احادیث کو اول لفظ حدیث کے اعتبار سے الف ب کی ترتیب پر مرتب کیا ہے۔ مگر چند وجوہات مندرجہ ذیل کی بناء پر اس ترتیب کو چھوڑ دیا ہے۔

(۱) حدیث ما قبل کی حدیث کے لئے شاہد ہو۔

(۲) حدیث ما قبل کی حدیث کا تتمہ ہو۔

(۳) حدیث ما قبل کی حدیث سے معنی ارتباط رکھتی ہو۔

(۴) حدیث ما قبل کی حدیث کے لئے دلیل کی حیثیت رکھتی ہو۔

(۲) احادیث فعلیہ: احادیث فعلیہ سے تین طرح کی حدیث مراد لی ہے۔

(۱) خالص احادیث فعلیہ: اس سے مراد وہ احادیث ہیں جن میں صحابی نے صراحتہً نبی

اکرم ﷺ کا فعل بیان کیا ہو یا آپ ﷺ کی تقریر بیان کی ہو۔

(تقریر سے مراد کسی صحابی نے نبی اکرم ﷺ کی موجودگی میں کوئی کام کیا ہو اور

آپ ﷺ نے اس پر سکوت فرمایا ہو)

(۲) وہ احادیث جن میں قول و فعل مخلوط ہو۔

(۳) وہ احادیث جن میں کوئی سبب یا اس طرح کی کوئی چیز بیان کی گئی ہو یعنی جن میں کوئی

خالص فعل نبوی ﷺ کو بیان نہ کیا گیا ہو۔

امام سیوطی نے ان احادیث فعلیہ کو اسماء صحابہؓ (جنہوں نے ان احادیث کو روایت کیا ہے) کی

ترتیب پر تحریر کیا ہے، اس طور پر کہ پہلے عشرہ مبشرہؓ کی احادیث کو ذکر کیا ہے۔ اس کے بعد عام صحابہؓ کے

ناموں کو حروف تہجی کی ترتیب پر مرتب کیا ہے۔ پھر ان صحابہؓ کی روایات کو ذکر کیا ہے، جو کنیت سے مشہور

ہیں۔ پھر ان صحابہؓ کی روایات کو جن کے اسماء کو صراحتہً ذکر نہیں کیا گیا ہے، اسی ترتیب پر صحابیاتؓ کے

اسماء اور ان کی روایات ذکر کی ہے۔ پھر احادیث مرسلہ کو مرسلین کے اسماء کی ترتیب کے موافق ذکر کیا ہے۔

کتابت حدیث کا طریقہ : اولاً حدیث کو ذکر کرتے ہیں پھر کن کن محدثین نے اس حدیث کی تخریج کی ہیں، اس کی طرف اپنے مخصوص رموز کے ذریعہ اشارہ کرتے ہیں۔ پھر احادیث قولیہ کے باب میں اس صحابی کا نام تحریر کرتے ہیں جنہوں نے اس حدیث کو روایت کیا ہوتا ہے۔

احادیث کا درجہ بیان کرنے کا طریقہ : امام سیوطیؒ نے صحت، حسن اور ضعف کے اعتبار سے احادیث کا درجہ بیان کرنے کے لئے ان کتابوں کو تین قسموں پر منقسم کر دیا ہے، جن سے احادیث اخذ کی ہے۔

(۱) وہ کتابیں جن سے حدیث کی صحت کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہوتا ہے۔

(۱) صحیح بخاری (۲) صحیح مسلم (۳) صحیح ابن حبان (۴) المستدرک علی الصحیحین للحاکم امام ذہبی کی تلخیص کے ساتھ (۵) المختارۃ للضیاء المقدسی (۶) مؤطا مالک (۷) صحیح ابن خزیمہ (۸) صحیح ابوعوانہ (۹) الصحاح لابن السکن (۱۰) المہنتی لابن الجارود (۱۱) المستخرجات علی الصحیحین اعلیٰ احمدھا

(۲) وہ کتابیں جو صحیح، حسن، ضعیف احادیث سے مخلوط ہیں، جن کے مؤلفین صحیح، حسن احادیث پر سکوت فرماتے ہیں اور ضعیف احادیث پر عام طور پر تنبیہ کرتے ہیں۔

(۱) سنن ابی داؤد (۲) جامع ترمذی (۳) سنن النسائی (۴) سنن ابن ماجہ (۵) مسند ابی داؤد طیالسی (۶) مسند احمد و زیادات ابنہ علیہ (۷) مصنف عبدالرزاق (۸) مصنف ابی بکر ابن ابی شیبہ (۹) سنن سعید بن منصور (۱۰) مسند ابویعلیٰ الموصلی (۱۱) المعجم الکبیر، المعجم الاوسط، المعجم الصغیر (۱۲) مؤلفات الدارقطنی (۱۳) الحلیۃ لابن نعیم (۱۴) السنن الکبریٰ وشعب الایمان اور امام بیہقی کی دیگر تالیفات

(۳) وہ کتابیں جن سے احادیث کے ضعیف ہونے کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہوتا ہے۔

(۱) الضعفاء - عقیلی (۲) الکامل فی الضعفاء - ابن عدی (۳) تاریخ بغداد - خطیب

بغدادی (۴) تاریخ دمشق - ابن عساکر (۵) نوادر الاصول - حکیم ترمذی (۶) تاریخ نيسابور -
حاکم (۷) تاریخ ابن الجارود (۸) مسند الفردوس - ویلی

امام سیوطیؒ کی اس طریقہ کار سے غرض :

امام سیوطیؒ کی اس طریقہ کار سے غرض ہر ہر حدیث کا درجہ بیان کرنے سے مستغنی ہو جانا ہے کہ قسم اول کی کتابوں میں سے کسی کتاب کی طرف حدیث منسوب کرنا، اس حدیث کی صحت کی دلیل ہوگی، قسم ثانی کی طرف حدیث کو منسوب کرنا حدیث کے صحیح و حسن ہونے کی دلیل ہوگی بشرطیکہ اس حدیث پر سکوت برتا گیا ہو اور قسم ثالث کی طرف حدیث کو منسوب کرنا اس حدیث کے ضعف کی دلیل ہوگی۔

لیکن امام سیوطیؒ کا یہ طریقہ کار علماء فن کے نزدیک مسلم نہیں ہے، اس لئے کہ یہ کوئی ضروری نہیں ہے کہ قسم اول کی کتابوں کی تمام احادیث صحیح ہوں، اسی طرح یہ بھی کوئی ضروری نہیں ہے کہ قسم ثانی کی کتابوں کی مسکوت عنہا احادیث تمام صحیح و حسن ہوں، اسی طرح یہ بھی کوئی لازمی بات نہیں ہے کہ قسم ثالث کی کتابوں کی تمام احادیث ضعیف ہوں۔ اسی وجہ سے علماء فن تصحیح و تحسین حدیث کے سلسلہ میں امام سیوطیؒ کو متساہلین میں شمار کرتے ہیں۔

وہ رموز جن سے کسی کتاب کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہوتا ہے۔

(۱) خ - بخاری (۲) م - مسلم (۳) حب - ابن حبان (۴) ک - حاکم

(۵) ض - ضیاء مقدسی (مختارہ) (۶) د - ابوداؤد سجستانی (۷) ت - ترمذی

(۸) ن - نسائی (۹) ہ - ابن ماجہ (۱۰) ط - ابوداؤد طیالسی (۱۱) حم - مسند احمد

(۱۲) عم - عبداللہ بن احمد زیادة علی احمد (۱۳) عب - مصنف عبدالرزاق

(۱۴) ص - سعید بن منصور (۱۵) ش - ابن ابی شیبہ (۱۶) ع - ابویعلیٰ

(۱۷) طب - طبرانی کبیر (۱۸) طس - طبرانی اوسط (۱۹) طص - طبرانی صغیر

(۲۰) قط - دارقطنی (۲۱) حل - ابو نعیم فی الحلیہ (۲۲) ق - بیہقی
 (۲۳) ہب - بیہقی شعب الایمان (۲۴) عنق - عقیلی فی الضعفاء (۲۵) عد - ابن عدی فی الکامل
 (۲۶) خط - خطیب (۲۷) کر - ابن عساکر فی تاریخہ (۲۸) ابن جریر کی حدیث اگر
 تہذیب الآثار سے ہوتی ہے تو مطلق ابن جریر تحریر کرتے ہیں اگر تفسیر ابن جریر یا تاریخ ابن جریر سے
 ہوتی ہے تو وضاحت کر دیتے ہیں۔

تعارف : الجامع الصغير من حدیث البشير النذير

مؤلف : حافظ جلال الدین عبدالرحمن بن ابی بکر محمد السیوطی م ۹۱۱ھ

❁ حقیقت کتاب :

اس کتاب میں حافظ سیوطیؒ نے ایسی ۱۰۰۳۱ احادیث ذکر کی ہیں جس کا انتخاب اپنی کتاب
 جمع الجوامع کی احادیث قولیہ سے کیا ہے اور اس بات کا التزام کیا ہے کہ وہ احادیث مختصر اور صحیح ہوں، نیز
 اس کتاب میں ایسی احادیث کا اضافہ بھی کیا ہے، جو جمع الجوامع میں مذکور نہیں ہیں۔

❁ طریقہ تالیف :

ایک حرف سے شروع ہونے والی احادیث کو دو قسموں میں منقسم کیا ہے۔

(۱) وہ احادیث جو بلا واسطہ اس حرف سے شروع ہوتی ہوں، جیسے حرف باء سے

شروع ہونے والی احادیث میں بادروا بصلوة المغرب۔۔۔

(۲) وہ احادیث جو اسی حرف سے شروع ہوتی ہوں لیکن شروع میں 'ال' ہو

جیسے الباری وغیرہ

اولاً: قسم اول کی احادیث (بلا ال) الف ب کی ترتیب پر ذکر کرتے ہیں پھر اسی ترتیب پر

قسم ثانی کی احادیث ذکر کرتے ہیں لیکن دوسری قسم کی احادیث میں 'ال' کا اعتبار نہیں کرتے۔

✽ چند ملاحظات جن کا جاننا ضروری ہے۔

(۱) حدیث انما الاعمال بالنیات۔۔۔ الخ کو اپنی اصلی جگہ یعنی باب الالف مع النون فالحکم والالف میں ذکر نہیں کیا ہے بلکہ اس حدیث سے تبرکاً اپنی کتاب کا آغاز کیا ہے، جیسا کہ امام بخاری اور دیگر ائمہ نے کیا ہے۔

(۲) وہ احادیث جن کے شروع میں لفظ 'کان' ہے ان کو دو قسموں میں منقسم کیا ہے۔

(۱) وہ احادیث جن میں شامل نبوی ﷺ کو بیان نہیں کیا گیا ہے ان احادیث کو ترتیب میں اپنی اصلی جگہ ہی پر رکھا ہے یعنی باب الکاف مع الالف والنون

(۲) وہ احادیث جن کا تعلق شامل نبویہ ﷺ سے ہے ان احادیث کو حرف الکاف کی دونوں قسم (محلّی بال و غیر محلّی بال) کے بعد باب کان وھی الشرائع الشریفة کے مستقل عنوان کے تحت ذکر کیا ہے۔ جو رقم ۶۴۷۰ سے شروع ہوتی ہیں۔

✽ پھر احادیث شمائلہ کو بھی دو قسموں میں منقسم کیا ہے

(۱) وہ احادیث جن کا تعلق صفات خلقیہ سے ہے جیسے کان ایض ملیحاً مقصداً وغیرہ

(۲) وہ احادیث شمائلہ جن کا تعلق صفات خلقیہ سے ہے جیسے کان ابغض الخلق الیہ

الکذب وغیرہ

اولاً: صفات خلقیہ سے متعلق احادیث ذکر کی ہیں جو رقم ۶۴۷۰ سے شروع ہو کر ۶۴۹۹ پر ختم ہو جاتی ہیں، پھر صفات خلقیہ سے متعلق احادیث ذکر کی ہیں جو رقم ۶۵۰۰ سے شروع ہو کر ۱۸۸۷ پر ختم ہو جاتی ہیں، پھر صفات خلقیہ ہی سے متعلق ایسی تین حدیثیں ذکر کی ہیں جو کلمہ کان کے بعد الف مدہ سے شروع ہوتی ہیں، جیسے کان آخر کلامہ الصلوۃ

(۳) وہ احادیث جو حرف نون سے شروع ہوتی ہیں، ان کو بھی دو قسموں میں منقسم کیا ہے۔

(۱) قسم المنہی یعنی وہ احادیث جن کے شروع میں بھی رسول اللہ ﷺ ہو۔

(۲) قسم غیر المناہی یعنی وہ احادیث جن کے شروع میں بھی رسول اللہ ﷺ نہ ہو بلکہ نون سے شروع ہونے والا کوئی اور لفظ ہو جیسے نبدأ بما بدأ اللہ بہ

حرف نون سے شروع ہونے والی احادیث کی دونوں قسموں کو (المحلی بال اور غیر محلی بال) ذکر کرنے کے بعد باب المناہی کا عنوان قائم کیا ہے اور اس کے ماتحت قسم المناہی کو ذکر کیا ہے، جو رقم ۹۳۲۸ سے شروع ہو کر ۹۵۷۶ پر ختم ہوتی ہے۔

(۴) وہ احادیث جو حرف 'لا' سے شروع ہوتی ہیں، ان کو حرف الواو کی احادیث کے بعد ذکر کیا ہے، اپنی اصلی جگہ حرف اللام کے ماتحت ذکر نہیں کیا ہے۔ یہ احادیث ۹۶۹۴ سے شروع ہو کر ۹۹۸۷ پر ختم ہوتی ہیں، اس کے بعد حرف یاء سے شروع ہونے والی احادیث ذکر کی ہیں۔

طریقہ کتابت حدیث :

حضرت امام سیوطیؒ اولاً حدیث ذکر کرتے ہیں، اس کے بعد جن محدثین نے اس حدیث کی اپنی کتابوں میں تخریج کی ہے ان کی طرف مخصوص رموز میں (جن کا ذکر آئندہ سطور میں ہوگا) اشارہ کرتے ہیں، اس کے بعد راوی حدیث صحابیؓ کا نام ذکر کرتے ہیں پھر حدیث کا درجہ رموز سے متعین کرتے ہیں، حدیث صحیح کے لئے "صح"، حسن کے لئے "ح" اور ضعیف کے لئے "ض" کا رمز استعمال کرتے ہیں۔

رموز :

جامع صغیر میں بھی چند کے علاوہ وہی رموز استعمال کئے ہیں جو جمع الجوامع میں استعمال کئے ہیں، وہ چند رموز حسب ذیل ہیں۔

(۱) ق : متفق علیہ یعنی بخاری و مسلم فی صحیحہما جب کہ یہ رمز جمع الجوامع میں بیہقی کی سنن کبریٰ کے لئے استعمال کیا ہے۔

(۲) (۴) : سنن اربعہ یعنی ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ

(۳) ۳ : ابوداؤد، ترمذی اور نسائی

(۴) ۴ : الادب المفرد للبخاری

(۵) ۵ : تاریخ الکبیر للبخاری

(۶) ۶ : مسند الفردوس للذہبی

(۷) ۷ : سنن کبریٰ بیہقی

نوٹ : دو نمبر سے سات نمبر تک کے رموز جمع الجوامع میں استعمال نہیں کئے گئے ہیں۔

(۸) ۸ : المختارۃ للفضلاء المقدسی

(۹) ۹ : ابوداؤد للطیالسی

(۱۰) ۱۰ : تاریخ لابن عساکر

نوٹ : آٹھ سے دس نمبر کے رموز جامع صغیر میں استعمال نہیں کئے گئے ہیں بلکہ صرف جمع الجوامع میں استعمال کئے گئے ہیں، ان کے علاوہ باقی رموز وہی ہیں جو جمع الجوامع میں استعمال کئے گئے ہیں۔

نوٹ : جامع صغیر کے ساتھ ساتھ طالب علم کو علامہ مناویؒ کی فیض القدر کی مراجعت کرنی چاہئے۔ اس لئے کہ علامہ مناویؒ کبھی امام سیوطیؒ کی تخریج پر استدراک اور کبھی امام سیوطیؒ کے ذکر کردہ حدیث کے حکم پر اعتراض کرتے ہیں۔ اس سے طالب علم کو حدیث کی تخریج اور حدیث پر حکم سے متعلق دو بڑے فائدے حاصل ہوتے ہیں۔

دوسری قسم : وہ کتابیں جن میں زبان زد (مشہور علی اللسان) احادیث ذکر کی گئی ہیں، چونکہ عام طور پر ان میں احادیث اول لفظ حدیث کے اعتبار سے الفب کی ترتیب پر مرتب ہوتی ہیں، اس لئے ان کتابوں کا ذکر یہاں مناسب ہے۔

زبان زد (مشہور علی اللسان) سے وہ احادیث مراد ہیں جو لوگ عام طور پر بیان کرتے رہتے ہیں قطع نظر اس سے کہ وہ صحیح ہو، حسن ہو یا ضعیف ہو یا موضوع ہو لیکن زیادہ تر احادیث ان کتابوں میں

ضعیف یا موضوع قسم کی ہوتی ہیں، یہاں مشہور سے مراد محدثین کا اصطلاحی معنی مشہور نہیں ہے کہ جس حدیث کے روایت کرنے والے ہر طبقہ میں دو سے زائد ہوں۔

اس نوع کی ساری کتابیں غیر اصلہ کی قبیل سے ہیں، چند اہم کتابیں مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) التذکرۃ فی الاحادیث المشہورۃ مؤلف : بدرالدین ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن بہادر زکشی (م: ۷۹۴)

(۲) اللآلی المشورۃ فی الاحادیث المشہورۃ مما الفہ الطبع و لیس له اصل فی الشرع مؤلف : حافظ ابن حجر عسقلانی (م: ۸۵۲)

(۳) المقاصد الحسنۃ فی بیان کثیر من الاحادیث المشہورۃ علی الالسنۃ مؤلف : حافظ محمد بن عبد الرحمن سخاوی (م: ۹۰۲)۔

اس کتاب میں مؤلف نے (۱۳۵۶) احادیث وسط سند سے ذکر کی ہے، نیز جس امام نے اس حدیث کی تخریج کی ہے اس کو بیان کرنے کے ساتھ ساتھ حدیث کا درجہ بھی بیان کیا ہے۔

(۴) الغماز علی اللماز مؤلف : ابوالحسن نور الدین علی بن عبد اللہ بن احمد السخاوی (م: ۹۱۱)
اس کتاب میں مؤلف نے مشہور احادیث ضعیفہ و موضوعہ کو بیان کیا ہے، احادیث کی تعداد ۳۵۱ ہیں۔

(۵) الدر المشورۃ فی الاحادیث المشہورۃ مؤلف : امام سیوطی (م: ۹۱۱)۔ یہ کتاب زرکشی کی سابق کتاب کی تلخیص ہے اور زرکشی کی کتاب پر کچھ اضافہ کیا ہے۔

(۶) تمیز الطیب من الخبیث فیما یدور علی السنۃ الناس من الحدیث مؤلف : امام عبد الرحمن بن علی المعروف بابن الدبیع (م: ۹۴۴)

اس کتاب میں مؤلف نے علامہ سخاوی کی کتاب المقاصد الحسنۃ کا اختصار کیا ہے۔ اس طرح کہ اسانید کے بعض رواۃ پر کئے گئے تفصیلی کلام کو حذف کر دیا ہے۔ اصل کتاب کی ترتیب کو باقی

رکھتے ہوئے کچھ احادیث کا اپنی طرف سے اضافہ کیا ہے۔ جس کے شروع میں لفظ قلت اور آخر میں واللہ اعلم ذکر کرتے ہیں، کل احادیث کی تعداد ۱۶۹۷ ہیں۔

(۷) الشذرة فی الاحادیث المشتهرة مؤلف : علامہ محمد بن علی طولون صلیحی۔ (م: ۹۵۳)

اس کتاب میں ۱۱۶۹ احادیث مذکور ہیں۔

(۸) تسهیل السبل الی کشف الالتباس عما دار من الاحادیث بین الناس مؤلف : محمد بن احمد خلیلی

(۹) اتقان ما یحسن من الاحادیث الدائرة علی اللسن مؤلف : نجم الدین محمد بن محمد

الغزلی (م: ۱۰۶۱)

اس کتاب میں مؤلف نے زرخشی، سخاوی، سیوطی کی مذکورہ کتابوں کی احادیث جمع کر دی ہیں

اور کچھ احادیث کا اضافہ بھی کیا ہے۔

(۱۰) کشف الخفا ومزیل الالتباس عما اشتهر من الاحادیث علی السنة الناس مؤلف : اسماعیل بن

محمد بن عبد الہادی العجلونی الدمشقی (م: ۱۱۶۲) (اس کتاب کا تعارف آگے ذکر کیا جا رہا ہے)

اس کتاب میں مؤلف نے ابن حجر، سخاوی، ابن الدبیج اور سیوطی کی کتابوں کی تلخیص کی ہے

اور کچھ اضافہ بھی کیا ہے، یہ کتاب اس باب میں سب سے بڑی کتاب مانی جاتی ہے، جس میں احادیث کی

تعداد ۳۲۸۱ ہیں۔ اس کتاب کا تعارف چند سطور کے بعد آ رہا ہے۔

(۱۱) اسنی المطالب فی احادیث مختلفہ المراتب

مؤلف : شیخ محمد بن درویش الحوت البیروتی (م: ۱۲۷۶)

یہ کتاب ابن الدبیج کی کتاب کا اختصار ہے اور کچھ احادیث کا اضافہ کیا گیا ہے۔

کشف الخفاء کا تعارف

رموز:

- (۱) اللالی - اللالی المنثورہ فی الاحادیث المشتہرہ لابن حجر
- (۲) اصل یا مقاصد - المقاصد الحسنہ
- (۳) التمییز - تمییز الطیب من الخبیث لابن الدیع
- (۴) الدرر - الدرر المتشرہ فی الاحادیث المشتہرہ للسيوطی
- (۵) شیخان - بخاری و مسلم
- (۶) بیہقی - شعب الایمان للبیہقی
- (۷) الأربعة - ابو داؤد، سنن النسائی، ترمذی، ابن ماجہ
- (۸) ستہ - صحاح ستہ
- (۹) النجم - اتقان ما یجسن لنجم الدین
- (۱۰) قاری - ملا علی قاری (الاسرار المرفوعہ)
- (۱۱) صفغانی - حسن بن محمد

مثال:

(إنما الأعمال بالنيات، وإنما لكل امرئ ما نوى، فمن كانت هجرته إلى الله ورسوله فهجرته إلى الله ورسوله، ومن كانت هجرته إلى دنيا يصيبها أو امرأة ينجسها فهجرته إلى ما هاجر إليه) رواه الشيخان عن عمر بن الخطاب، وكذا رواه غيرهما من أصحاب الكتب المعتمدة، حتى مالك، لكن في غير الموطأ، وقول ابن دحية إن مالكا رواه في موطأه، وهمة في ذلك المحدثون، لكن قال الحافظ السيوطي في شرحه الصغير على الموطأ أنه موجود في الموطأ من رواية محمد بن الحسن صاحب أبي حنيفة قال وبذلك يتبين صحة قول من عزا روايته إلى الموطأ ووهم من

خطأه في ذلك، انتهى فاعرفه۔

ورواه البخاری فی صحیحہ عن عمر فی سبعة مواضع بألفاظ مختلفة بينها و غيرها فی الفيض الجاری بشرح صحيح البخاری، منها: إنما الأعمال بالنيات وإن لكل امرئ ما نوى، فمن كانت هجرته إلى الله ورسوله فهجرته إلى ما هاجر إليه ومن كانت هجرته إلى دنيا يصيبها أو امرأة ينكحها فهجرته إلى ما هاجر إليه۔

وهذه الرواية ليست في الصحيحين، بل خرجها ابن الجارود في المتقى من طريق يحيى بن سعيد، وقد روى حديث إنما الأعمال بالنيات عن نحو سبعة عشر صحابيا لكنه لم يصح إلا من طريق عمر رضي الله عنه، فهو فرد غريب باعتبار أول سنده مشهور باعتبار آخره، قال الكرمانى وغيره قال الحافظ لا تصح روايته عن النبي صلى الله عليه وسلم إلى من جهة عمر، ولا عن عمر إلا من جهة علقمة، ولا عن علقمة إلا من جهة محمد بن إبراهيم، ولا عن محمد إلا من جهة يحيى بن سعيد وعند انتشار، اذ رواه عنه أكثر من مائتي مسند فهو مشهور باعتبار آخره، غريب باعتبار أوله، لكنه مجمع على صحته انتهى وهو أحد الأحاديث الأربعة التي عليها مدار الدين، وقد نظمها طاهر بن مقز الإشبيلي، وقيل الإمام الشافعي بقوله: عمدة الدين عندنا كلمات۔۔۔ أربع من كلام خير البرية۔

اتق الشبهات وازهدودع ما۔۔۔ ليس يعنك، واعملن بنيه

وقد أشبعنا الكلام عليه في الفيض الجارى فراجعہ۔

✽ مذکورہ بالا دو قسموں کی کتابوں کے محاسن :

(۱) آسانی سے یہ بات معلوم ہو جاتی ہے کہ مطلوبہ حدیث کن کن کتابوں میں موجود ہے۔

(۲) ان کتابوں کے مؤلفین نے احادیث ذکر کرنے میں کسی معین کتابوں کو سامنے نہیں رکھا

جیسا کہ معجم المفہر س کا حال ہے۔

(۳) مؤلفین کے نزدیک حدیث کا کیا درجہ ہے اس کا بھی علم ہو جاتا ہے۔

❁ عیوب :

(۱) حدیث مطلوب کے اول لفظ میں ادنیٰ سے اختلاف کی وجہ سے حدیث کا تلاش کرنا دشوار ہو جاتا ہے۔ جیسے حدیث اذا كان الماء قلتين لم يحمل الخبث کو جامع صغیر میں تلاش کیا جائیگا تو نہیں مل سکتی ہے، کیونکہ یہ حدیث اس میں اذا بلغ الماء۔۔۔ کے الفاظ سے مذکور ہے۔ اس لئے طالب علم پر ضروری ہے کہ کسی حدیث کا اول لفظ معلوم ہو اور وہ حدیث مذکورہ کتابوں میں نہ ملے تو ایسا نہ سمجھے کہ یہ حدیث مذکورہ کتابوں میں نہیں ہے بلکہ ہو سکتا ہے کہ دوسرے کسی لفظ سے شروع ہوتی ہو۔

(۲) ان کتابوں سے کسی ایک موضوع کی احادیث تلاش کرنے کے لئے ایک ایک حدیث کو دیکھنا پڑتا ہے، جس کی وجہ سے بہت سا وقت ضائع ہوتا ہے۔

(۳) حدیث بیان کرنے کے بعد کتابوں کا حوالہ تو دیا ہے لیکن وہ حدیث حوالہ دی ہوئی کتابوں میں کہاں ہے، اس کا ذکر نہیں ہوتا، اس وجہ سے طالب علم کے لئے کتب محال البھا میں تلاش کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔

تیسری قسم : موسوعات، مفاتیح اور فہارس

اس سے وہ کتابیں مراد ہیں جن میں مفہرں ایک یا چند کتابوں کی (چاہے وہ کتابیں موضوعات فقہیہ پر مرتب ہوں یا اسانید صحابہؓ پر مرتب ہوں یا اسماء رجال یا علل حدیث سے متعلق ہوں) احادیث کے اطراف الف ب کی ترتیب پر مرتب کرے اور کتابوں کا حوالہ دے دے۔
چند اہم کتابیں حسب ذیل ہیں۔

(۱) موسوعة اطراف الحديث

مؤلف : استاذ ابو جابر محمد السعيد بن بسيوني زغلول

اس کتاب میں مؤلف نے حدیث، سیرت، فقہ، علل، رجال، موضوعات وغیرہ سے متعلق ۱۵۰

کتابوں کے اطراف کو الف ب کی ترتیب پر مرتب کر دیا ہے اور ہر کتاب کے لئے الگ الگ رمز استعمال کیا ہے۔ جن کا ذکر جلد اول کے شروع میں کر دیا ہے، یہ ایک بہترین موسوعہ ہے جس سے تخریج حدیث کا کام بڑی سرعت و سہولت کے ساتھ ہو جاتا ہے، اس کتاب کے ساتھ ذیل علی الموسوعۃ کے نام سے ایک ذیل بھی ملحق ہے، جس میں مزید ۵۰ کتابوں کے اطراف کو لے لیا گیا ہے، اس طرح کل ۲۰۰ کے قریب کتابوں کی احادیث کا بڑا ذخیرہ اس کتاب میں جمع ہو گیا ہے۔

(۲) فہرس الفہارس :

مؤلف : ام عبداللہ العسلی اور محمد بن حمزہ

یہ کتاب عقائد سے متعلق ۲۰ کتابوں کی احادیث کے اطراف پر مشتمل ہے، احادیث قولیہ، احادیث امر و نہی اور ’کان‘ سے شروع ہونے والی احادیث کو الف ب کی ترتیب پر مرتب کیا ہے اور احادیث فعلیہ تقریریہ، احادیث قولیہ کے باب کو مستقل ابواب کے ماتحت ذکر کیا ہے۔

وہ کتابیں حسب ذیل ہیں:

- | | |
|--------------------------------|---------------------------------|
| (۱) الایمان۔ ابو عبید | (۲) العلم۔ ابو خیشمہ |
| (۳) الایمان۔ ابن ابی شیبہ | (۴) الرد علی الجہمیہ۔ دارمی |
| (۵) الرد علی المریسی۔ دارمی | (۶) الایمان۔ ابن مندہ |
| (۷) البدع۔ ابن وضاح | (۸) السنۃ۔ ابن ابی عاصم |
| (۹) السنۃ۔ محمد بن نصر | (۱۰) التوحید۔ ابن خزیمہ |
| (۱۱) الشریعۃ۔ أجرى | (۱۲) الصفات۔ دارقطنی |
| (۱۳) النزول۔ دارقطنی | (۱۴) الرد علی الجہمیہ۔ ابن مندہ |
| (۱۵) اعتقاد اہل السنۃ۔ لالکائی | (۱۶) عقیدۃ السلف۔ صابونی |
| (۱۷) الاعتقاد۔ بیہقی | (۱۸) الاسماء والصفات۔ بیہقی |

(۱۹) العلو۔ ذہبی (۲۰) السنۃ۔ عبد اللہ بن احمد بن حنبل

ان دو کے علاوہ اور بھی الگ الگ کتابوں کی احادیث کے اطراف کی فہرستیں محققین نے تیار کی ہیں، عام طور پر یہ فہارس کتاب کی آخری جلد کی شکل میں ساتھ ہی ملحق ہوتی ہیں۔

✽ محاسن :

- (۱) حدیث مطلوب کن کن مصادر میں مذکور ہے اس کا علم آسانی سے ہو جاتا ہے۔
- (۲) ان مصادر میں وہ حدیث کن کن مقامات پر مذکور ہے اس کا بھی علم ہو جاتا ہے، اس لئے کہ ان کتابوں کے مؤلفین صرف حوالہ ذکر نہیں کرتے بلکہ مواضع حدیث کی بھی تعیین کر دیتے ہیں۔
- (۳) یہ کتابیں چند معین کتابوں کی احادیث پر مشتمل نہیں ہیں بلکہ بہت زیادہ کتابوں کو سامنے رکھ کر تیار کی گئی ہیں، جس کی وجہ سے حدیث مطلوب کے بہت سے مصادر پر طالب علم مطلع ہو جاتا ہے۔

(۴) اگر حدیث طویل ہوتی ہے تو اس کے الگ الگ اجزاء کر کے ہر جزء کو بھی الف ب کی ترتیب پر مرتب کیا گیا ہے جس کی وجہ سے اگر اول حدیث معلوم نہ ہو اور حدیث کا کوئی جزء معلوم ہو تب بھی طالب علم مطلوب حدیث تک رسائی حاصل کر سکتا ہے۔

✽ عیوب :

- (۱) اول حدیث میں ادنیٰ سا اختلاف ہو جانے کی وجہ سے حدیث مطلوب تک رسائی حاصل کرنا دشوار ہو جاتا ہے۔

(۲) احادیث فعلیہ اکثر فہارس میں چھوڑ دی گئی ہیں، جس کی وجہ سے احادیث فعلیہ کو تلاش کرنے میں مشقت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

تیسرا طریقہ

حدیث کے راوی اعلیٰ (صحابیؓ) کے نام کے ذریعہ تخریج کرنا

راوی اعلیٰ سے مراد وہ راوی ہے جس کا نام سند میں نبی اکرم ﷺ کے نام سے پہلے ہوتا ہے، اگر حدیث موصولاً ہوتی ہے، تو وہ راوی صحابیؓ ہوتے ہیں اور اگر حدیث مرسلہ ہوتی ہے تو وہ راوی تابعی ہوتے ہیں۔

بعض کتب حدیث کا طریقہ تالیف یہ ہے کہ ان میں احادیث مسانید صحابہؓ پر مرتب ہوتی ہیں، اس لئے ان کتابوں سے حدیث کی تخریج کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ طالب علم کو راوی اعلیٰ کا نام معلوم ہو، اس کے بغیر حدیث کا ملنا دشوار ہو جاتا ہے۔

✽ ان کتابوں کی چار قسمیں ہیں۔

(۱) کتب المسانید (۲) کتب المعاجم (۳) کتب الاطراف (۴) صحابہؓ یا تابعین کے تراجم کی وہ کتابیں جن میں مترجم لہم کی بعض احادیث بھی بیان کی جاتی ہیں۔

کتب المسانید:

مسند سے مراد وہ کتابیں جن میں پہلے ایک صحابیؓ کی تمام روایات چاہے وہ جس موضوع سے متعلق ہو جمع کر دی جاتی ہیں، پھر دوسرے صحابیؓ کی، اسی طرح ترتیب سے تمام صحابہؓ کی مرویات ذکر کی جاتی ہیں۔ اس ترتیب میں کبھی صحابہؓ کے ناموں کو الف ب کی ترتیب پر مرتب کیا جاتا ہے، کبھی مراتب صحابہؓ کو ملحوظ رکھا جاتا ہے اور کبھی سبقت اسلام کو مد نظر رکھا جاتا ہے۔

چند اہم کتابیں:

(۱) المسند مؤلف: ابوداؤد سلیمان بن داؤد بن الجارود البصری الطیالسی (م: ۲۰۴)

اس کتاب کو ابوداؤد طیالسی کے بعض شاگردوں نے مرتب کیا ہے، جس میں ۱۷۱ صحابہؓ کے

مسانید اور (۲۷۶۸) احادیث ذکر کی گئی ہیں۔ شیخ احمد بن عبد الرحمن البنا الساعاتی نے اس کتاب کی احادیث کو ابواب فقہیہ کی ترتیب پر مرتب کر دیا ہے، جس کا نام *منحة المعبود فی ترتیب مسند الطیالسی ابی داؤد رکھا ہے۔*

(۲) المسند مؤلف : ابو بکر عبد اللہ بن زبیر الحمیری (م: ۲۱۹)

اس کتاب میں ۱۸۰ صحابہؓ کے مسانید کے ماتحت (۱۳۰۰) احادیث ذکر کی گئی ہیں، یہ کتاب شیخ حبیب الرحمن الاعظمیؒ کی تحقیق کے ساتھ شائع ہوئی ہے۔

(۳) المسند مؤلف : امام احمد بن محمد بن حنبل الشیبانی البغدادی (م: ۲۴۱)

اس کتاب میں ۱۰۵۶ صحابہؓ و صحابیاتؓ کے مسانید کے ماتحت تقریباً (۲۷۱۰۰) احادیث ذکر کی گئی ہیں، نیز اس کتاب میں امام احمد کے صاحبزادے عبد اللہ بن احمد کے زیادات بھی شامل ہیں، اسی طرح عبد اللہ سے روایت کرنے والے ابو بکر احمد بن جعفر القطعی کے زیادات بھی ہیں۔

نوٹ: اگر اس کتاب میں حدیث کے شروع میں حدثنی عبد اللہ حدثنی ابی ہو تو وہ حدیث مسند احمد کی شمار کی جائیگی اور تخریج میں اخر جہ احمد فی مسندہ لکھا جائیگا، اور سند "ابی" کے بعد سے لی جائیگی اور اگر حدیث کے شروع میں حدثنی عبد اللہ ہو اس کے بعد حدثنی ابی نہ ہو تو وہ حدیث زیادات عبد اللہ کی شمار کی جائیگی اور تخریج میں اخر جہ عبد اللہ فی زیاداتہ علی مسند ابیہ لکھا جائیگا اور عبد اللہ کے بعد سے سند لی جائیگی اور اگر حدیث کے شروع میں نہ حدثنی عبد اللہ اور نہ حدثنی ابی ہو تو وہ حدیث زیادات القطعی کی شمار کی جائیگی اور تخریج میں اخر جہ القطعی فی زیاداتہ علی مسند احمد لکھا جائیگا۔

اس کتاب کو شیخ احمد بن عبد الرحمن البنا الساعاتی نے ابواب فقہیہ کی ترتیب پر مرتب کر دیا ہے، جس کا نام "الفتح الربانی لترتیب مسند الامام احمد بن حنبل الشیبانی" رکھا ہے۔

(۴) المسند المعلل الموسوم البحر الزخار فی مسند البزار مؤلف : ابو بکر احمد بن عمرو البزار (م:

(۵) المسند : مؤلف ابو یعلیٰ احمد بن علی شنی (م: ۳۰۷)

(۶) جامع المسانید والسنن والہادی لاقوم السنن : مؤلف اسماعیل بن عمر المعروف بابن کثیر (م: ۷۷۴)

اس کتاب میں کتب ستہ، مسند احمد، مسند بزار، مسند ابی یعلیٰ، معجم کبیر کی احادیث کو مسانید صحابہؓ کی ترتیب پر مرتب کر دیا ہے، اسی طرح اپنی طرف سے بھی کچھ احادیث کا اضافہ کیا ہے۔

(۷) جمع الجوامع مؤلف : امام سیوطیؒ (م: ۹۱۱)

یہ کتاب احادیث فعلیہ کے اعتبار سے مسانید صحابہؓ پر مرتب ہے، باقی احادیث قولیہ کو اول متن حدیث کے اعتبار سے مرتب کیا ہے، جس کا مفصل ذکر طریقہ ثانیہ کے ماتحت ہو چکا ہے۔

بعض مسانید ایسی بھی ہیں جن میں صرف کسی ایک ہی صحابیؓ کی روایات ذکر کی گئی ہیں، جیسے مسند ابی بکر الصدیقؓ، مسند عمر بن الخطابؓ، مسند عبداللہ بن عمرؓ، مسند سعد بن ابی وقاصؓ، مسند عبداللہ بن ابی اوفیؓ، مسند اسامہ بن زیدؓ وغیرہ

(۲) کتب المعاجم:

معاجم سے مراد وہ کتابیں ہیں جن میں احادیث اسماء صحابہؓ یا اسماء شیوخ یا اسماء بلدان کی ترتیب پر مرتب کی گئی ہوں، عام طور پر ان کے اسماء ذکر کرنے میں الف ب کی ترتیب کو ملحوظ رکھا جاتا ہے اگر احادیث اسماء صحابہؓ کی ترتیب پر ہوں تو ایسی کتابوں کو مسانید کہا جاتا ہے، البتہ مسانید جس کا اوپر ذکر ہوا، ان میں اسماء صحابہؓ کے ذکر کرنے میں کوئی معین طریقہ نہیں ہوتا بلکہ کبھی مراتب صحابہؓ کو ملحوظ رکھا جاتا ہے، کبھی سبقت اسلام کو ملحوظ رکھا جاتا ہے، جب کہ معاجم میں اسماء صحابہؓ کو الف ب کی ترتیب پر مرتب کیا جاتا ہے۔ یہاں معاجم سے مسانید ہی کا معنی مراد ہے، اور وہ معاجم جن میں احادیث اسماء شیوخ کی ترتیب پر مرتب ہوئی ہیں جیسے معجم اوسط، معجم صغیر وغیرہ ان کا ذکر انشاء اللہ چھٹے طریقہ میں ہوگا۔ اس طرح کی چند کتابیں ہیں ان میں سے صرف ایک کا ذکر کیا جاتا ہے۔

المعجم الکبیر

مؤلف : ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی (م: ۳۶۰)

کہا جاتا ہے کہ مؤلف نے ساٹھ ہزار احادیث ذکر کی تھیں۔ کتب معاجم میں سب سے بڑی یہی کتاب ہے۔ سب سے پہلے خلفاء راشدینؓ کی احادیث ترتیب سے ذکر کی ہے، پھر بقیہ عشرہ مبشرہؓ کی احادیث پھر باقیہ صحابہؓ کو الف ب کی ترتیب پر مرتب کر کے ان کی احادیث ذکر کی ہے۔ ہاں! حضرت ابوہریرہؓ کی احادیث کو مستقل کتاب میں ذکر کیا ہے، لیکن یہ کتاب مفقود ہو گئی۔ فی الحال اس کا کوئی پتہ نہیں ہے۔ اسی طرح جزء ۱۵-۱۶ اور ۱۳، ۱۲ اور ۲۱ کا بعض حصہ مفقود ہے، احادیث کی کل تعداد تقریباً ۲۲۲۶۰ اور احادیث طوال جو آخری جلد میں ہیں ان کی تعداد ۶۲ ہیں۔

(۳) کتب الاطراف:

اطراف یہ طرف کی جمع ہے۔ محدثین کی اصطلاح میں طرف الحدیث حدیث کے اس جزء کو کہتے ہیں، جس سے حدیث کے باقیہ حصہ پر دلالت ہوتی ہو چاہے وہ حدیث ہی کا جزء ہو وغیرہ جیسے بنی الاسلام علی خمس یا ایہا لفظ ہو جس سے مضمون حدیث کی طرف اشارہ ہو جیسے حدیث جبریل یا حدیث نغیر

کتب الاطراف سے وہ کتابیں مراد ہیں جن کے مؤلفین نے ایک یا چند کتابوں کی احادیث کے ایسے اطراف ذکر کئے ہوں جو باقیہ حدیث کے حصہ پر دلالت کریں۔ یہ اطراف اسماء صحابہؓ یا اسماء تابعین کی ترتیب پر مرتب ہوتے ہیں۔ اس طور پر کہ پہلے حضرت ابوہریرہؓ کی وہ تمام احادیث جو پیش نظر کتابوں میں ہوں ایک جگہ ان کے اطراف مع اسانید یا بعض اسانید کے ذکر کر دیئے جاتے ہیں، پھر حضرت عمرؓ کی احادیث کے اطراف، اسی طرح تمام صحابہؓ کی احادیث کے اطراف، پھر اگر راوی اعلیٰ تابعی ہو تو تابعین کی مرسل روایات کے اطراف اسی ترتیب پر مرتب کئے جاتے ہیں۔

✽ چند اہم کتابیں

(۱) اطراف الكتب السنة مؤلف: ابو الفضل محمد بن طاہر المقدسی (م: ۵۰۷)

اس کتاب میں بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ کے اطراف ذکر کئے گئے ہیں۔

(۲) الاشراف علی معرفة الاطراف مؤلف: ابوالقاسم علی ابن الحسن المعروف بابن عساكر الدمشقی (م: ۵۷۱)

اس کتاب میں ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ کے اطراف ذکر کئے گئے ہیں۔

(۳) تحفة الاشراف بمعرفة الاطراف مؤلف: ابوالحجاج جمال الدین یوسف بن عبدالرحمن الدمشقی الحمزی (م: ۷۴۲) اس کتاب کا مفصل تعارف ان شاء اللہ آئندہ صفحات میں ہوگا۔

(۴) اتحاف المہرۃ بالخیرۃ باطراف المسانید العشرۃ مؤلف: شہاب الدین احمد بن ابی بکر بن اسماعیل البوصیری (م: ۸۴۰)

اس کتاب میں مؤلف نے مسند ابوداؤد طیالسی، مسند حمیدی، مسند مسدد، مسند محمد بن یحییٰ العدنی، مسند اسحاق بن راہویہ، مسند ابوبکر بن ابی شیبہ، مسند احمد بن منیع، مسند عبد بن حمید، مسند الحارث بن محمد بن اسامہ اور مسند ابویعلیٰ الموصلی کے اطراف جمع کر دیئے ہیں۔

(۵) اتحاف المہرۃ باطراف العشرۃ مؤلف: حافظ ابن حجر عسقلانی (احمد بن علی بن حجر) (م: ۸۵۲) اس کتاب کا مفصل تعارف آئندہ صفحات میں ہوگا۔

(۶) ذخائر الموارث فی الدلالة علی مواضع الحديث مؤلف: عبدالغنی بن اسماعیل بن عبدالغنی الدمشقی النابلسی (م: ۱۱۴۳)

اس کتاب میں مؤلف نے صحاح ستہ اور مؤطا امام مالک کے اطراف جمع کر دیئے ہیں، یہ کتاب امام مزنی کی تحفہ کا اختصار ہے۔ اس میں صحاح ستہ کے ملحقات کے اطراف نہیں لئے گئے ہیں، نیز مکمل اسانید بھی ذکر نہیں کی ہے، بلکہ صرف شیخ کے ذکر کرنے پر اکتفا کیا گیا ہے۔

✽ تعارف: تحفة الاشراف بمعرفة الاطراف

مؤلف: ابوالحجاج یوسف بن عبدالرحمن بن یوسف الحمزی الدمشقی (م: ۷۴۲)

✽ حقیقت: اس کتاب میں صحاح ستہ اور ملحقات صحاح ستہ (مؤلفین صحاح ستہ کی دیگر کتب حدیث) کے اطراف کو جمع کر دیا گیا ہے۔

صحاح ستہ: (۱) صحیح بخاری (۲) صحیح مسلم (۳) سنن ابوداؤد (۴) جامع ترمذی (۵) سنن نسائی (۶) سنن ابن ماجہ

ملحقات صحاح ستہ: (۱) تعلیقات صحیح بخاری (۲) مقدمہ صحیح بخاری (۳) مراسل ابوداؤد (۴) شمائل ترمذی (۵) العلل الصغیر للترمذی (۶) السنن الکبریٰ للنسائی (۷) عمل الیوم واللیلۃ للنسائی (۸) خصائص علیؑ

اس طرح یہ کتاب چودہ کتابوں کے اطراف احادیث پر مشتمل ہے۔ ۹۸۶ صحابہؓ اور ۴۰۵ تابعین کی مکررات کے ساتھ ۱۹۶۲۶ احادیث اس کتاب میں مذکور ہیں، جن میں سے ۱۸۳۸۹ مسند اور ۱۲۳۷ مرسل روایات ہیں۔

امام مزئیؒ نے اس کتاب کو مرتب کرتے وقت تین کتابوں کو پیش نظر رکھا تھا۔

(۱) اطراف الصحیحین۔ ابو مسعود الدمشقی (م: ۴۰۱)

(۲) اطراف الصحیحین۔ ابو محمد الواسطی (م: ۴۰۱)

(۳) الاشراف علی معرفة الاطراف۔ ابن عساکر (م: ۵۷۱)

مؤلف نے ان تینوں کتابوں کو جمع کر دیا ہے اور جن اوہام و اغلاط پر مطلع ہوئے ان کی اصلاح کی۔ نیز جو احادیث چھوٹ گئی تھیں ان کا اضافہ کیا، ان احادیث کو رمز 'ز' سے ممتاز کیا اور ابن عساکر پر جو استدراک کیا تھا ان کو حرف 'ک' کے رمز سے ممتاز کیا۔

✽ اسماء صحابہؓ اور اسماء تابعینؓ ذکر کرنے کی ترتیب :

اسماء صحابہ، اسماء تابعین اور اسماء تبع تابعین کو حروف تہجی کی ترتیب پر مرتب کیا ہے، پھر کنی کو ذکر کیا ہے جیسے ابواسید، ابوذر، ابوہریرہ وغیرہ، پھر منسوب الی الآباء والجداد کو ذکر کیا ہے جیسے ابن ابزی، ابن الحضرمی وغیرہ، پھر مبہمات کو ان سے روایت کرنے والوں کی ترتیب پر جیسے اسماعیل ابن ابراہیم عن رجل من بنی سلیم پھر ان میں کنی کو ذکر کیا ہے جیسے ابوالشتر ی الطائی عن رجل، ابن سدر عن رجال منہم من السلم، پھر نساء عن المبہمین کو ذکر کیا ہے جیسے اسماء بنت ابی بکر عن رجل پھر مبہم عن المہم کو ذکر کیا ہے جیسے ایوب السخثانی عن شیخ من بنی قشیر عن عمہ پھر صحابیات کے مساںید کو حروف تہجی کی ترتیب پر ذکر کیا ہے، آخر میں تابعین کی روایات مرسلہ کو اسماء صحابہؓ کی ترتیب کے عین مطابق ذکر کیا ہے۔

✽ صحابیؓ اور تابعیؓ کی احادیث بیان کرنے کی ترتیب :

ہر صحابیؓ کے ترجمہ کے ماتحت اس صحابیؓ کی ساری احادیث جو کتب ستہ اور ان کے ملحقات میں ہوتی ہیں، ذکر کرتے ہیں، ان احادیث کی ترتیب کا طریقہ یہ اختیار کیا ہے کہ سب سے پہلے اس حدیث کو ذکر کرتے ہیں جس کو مذکورہ کتابوں کے مؤلفین میں سے ہر ایک نے ذکر کیا ہو، مثلاً جس حدیث کو اصحاب صحاح ستہ نے روایت کیا ہے، اس حدیث کو اصحاب خمسہ کی روایت پر مقدم کرتے ہیں۔ اسی طرح جس کو اصحاب خمسہ نے روایت کیا ہوتا ہے، اس حدیث کو اصحاب اربعہ کی روایت پر مقدم کرتے ہیں، اس ترتیب میں اصحیت کی ترتیب کو ملحوظ رکھا ہے، جیسے پہلے بخاری پھر مسلم پھر ابوداؤد پھر ترمذی پھر نسائی پھر ابن ماجہ کی روایت ذکر کرتے ہیں۔

لیکن اگر وہ صحابیؓ ایسا ہو کہ ان سے روایت کرنے والے بکثرت ہوں تو پھر احادیث کو ان روایات کرنے والوں کے اعتبار سے مرتب کرتے ہیں لیکن ان روایات کرنے والوں کو بھی حروف ہجائیہ کی ترتیب کے مطابق ذکر کرتے ہیں، مثلاً حضرت ابوہریرہؓ ان کے تلامذہ بکثرت ہیں، ان کو مندرجہ ذیل ترتیب پر ذکر کیا ہے۔

سب سے پہلے حضرت ابوہریرہؓ کے ترجمہ میں ان سے روایت کرنے والوں میں سے ابراہیم بن اسماعیل کی روایات ذکر کی ہیں، پھر ابراہیم بن عبد اللہ المدنی، پھر ابراہیم بن عبد اللہ الزہری پھر اسحاق بن عبد اللہ اس طرح ان کے تمام تلامذہ کی روایات ذکر کی ہیں، اگر صحابیؓ کے تلامذہ میں سے کسی کے شاگرد بکثرت ہوتے ہیں تو ان کے اسماء بھی حروف ہجائیہ کی ترتیب پر ذکر کرتے ہیں جیسے حضرت ابوہریرہؓ کے شاگرد ابوصالح ذکوان بن سمان کے تلامذہ بکثرت ہیں تو ان تلامذہ کی روایات کو حسب ذیل طریقہ پر ذکر کیا ہے، سب سے پہلے ذکوان کے شاگرد ابراہیم بن ابی میمونہ کی روایات ذکر کی ہیں، پھر بکیر بن عبد اللہ بن الاشجع، پھر حبیب بن ابی ثابت اس طرح ان کے تمام تلامذہ کی روایات ذکر کی ہیں۔ اسی طرح اگر صحابی کے شاگرد (مثلاً ذکوان) کے شاگرد (مثلاً اعش) کے شاگرد بکثرت ہوتے ہیں تو ان کو بھی حروف ہجائیہ کی ترتیب پر ذکر کرتے ہیں مثلاً حضرت ابوہریرہؓ کے شاگرد ذکوان کے شاگرد سلیمان اعش ہیں، پھر ان کے شاگرد بکثرت ہیں تو ان کو اس طرح ذکر کیا ہے، سب سے پہلے ابراہیم بن طہمان کی روایات ذکر کی ہیں پھر اسباط بن محمد پھر اسماعیل بن زکریا پھر جابر بن نوح اس طرح تمام شاگردوں کی روایات ذکر کی ہیں۔ ان مذکورہ باتوں کی مزید وضاحت ان شاء اللہ "محقق کتاب کا کام" کے عنوان کے ماتحت ہوگی۔

✽ رموز : امام مزنی نے جن کتابوں کا بکثرت استعمال کیا ہے ان کے چند رموز متعین کئے ہیں جو حسب ذیل ہیں۔

- | | |
|-------------------------------|------------------------------------|
| (۱) ع۔ کتب صحاح ستہ | (۲) خ۔ بخاری فی صحیحہ مسنداً |
| (۳) خت۔ بخاری فی صحیحہ معلقاً | (۴) تم۔ ترمذی فی شمائلہ |
| (۵) س۔ نسائی فی سننہ المجتبى | (۶) سی۔ نسائی فی عمل الیوم واللیلۃ |
| (۷) م۔ مسلم فی صحیحہ | (۸) د۔ ابوداؤد فی سننہ |
| (۹) مد۔ ابوداؤد فی مراسیلہ | (۱۰) ت۔ ترمذی فی سننہ |

(۱۲) ز-زیادات المزى على سابقه

اور جن کتابوں کا استعمال بقلّت ہوا ہے ان کتابوں کو ان کے ناموں کے ساتھ ذکر کیا ہے، جیسے م۔ فی المقدمة، د۔ فی المر اسیل، ت۔ فی العلل الصغیر، س۔ فی الکبری، س۔ فی خصائص علی رضی اللہ عنہ

اس کتاب کی تحقیق کا کام شیخ عبدالصمد شرف الدین نے انجام دیا ہے، ان کی ایک خاص ترتیب ہے، جس کا جاننا ہر طالب علم کے لئے ضروری ہے۔

(۲) دو ستارے لگانا اس بات کی علامت ہوتی ہے کہ راوی کا تابعی سے روایت کرتے ہیں۔

(۳) تین ستارے لگانا اس بات کی علامت ہوتا ہے کہ یہ راوی کا تابعی سے روایت کرتا ہے۔

✽ ابراہیم بن اسماعیل

❁ ابراهيم بن عبد الله المدني ----- الى

✽ حمید بن عبدالرحمن۔ ان کے پیچھے ان سے روایت کرنے والوں کے نام شروع ہوتے ہیں۔

سعد بن ابراہیم۔ مطلب یہ ہے کہ سعد حمید سے روایت کرتے ہیں اور حمید حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں۔

﴿﴾ صفوان بن سلیم ﴿﴾ ﴿﴾ محمد بن مسلم بن شہاب یہ دونوں بھی حمید سے روایت کرتے ہیں، جو حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں۔

﴿﴾ ﴿﴾ ابراہیم بن طہمان ان کے اوپر سلیمان اعمش ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ابراہیم، سلیمان سے اور سلیمان، ذکوان سے اور ذکوان، حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں۔ دیکھئے۔۔ تحفة الاشراف ۵۱۸، ۵۱۷، ۵۱۹

(ب) احادیث، صحابہؓ، تابعینؓ کی ترقیم کی ہے۔

(ج) مصنف کتاب امام مزئیؒ نے حدیث کا طرف ذکر کرنے کے بعد اصل کتاب کا رمز اور اس کے بعد عنوان جیسے صلاة، زکوٰۃ وغیرہ ذکر کیا تھا، لیکن محقق صاحب نے بین القوسین رقم الباب کا بھی اضافہ کر دیا جیسے (فی الخراج۔ ۳۶) یعنی اس حدیث کو امام ابو داؤد نے کتاب الخراج باب نمبر ۳۶ میں ذکر کیا ہے، کبھی کبھی بین القوسین دو نمبر ڈالتے ہیں، پہلا نمبر باب کا ہوتا ہے اور دوسرا حدیث کا نمبر ہوتا ہے جیسے فی المغازی ۶۴/۱ یعنی یہ حدیث امام مسلم نے کتاب المغازی کے باب نمبر ۶۴ میں پہلے نمبر پر ذکر کی ہے اور کبھی کبھی اسانید ذکر کرنے کے دوران اس طرح (ح ۱۵۷۳) کا اضافہ کرتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ یہ حدیث نفس کتاب میں ۱۵۷۳ پر بھی مذکور ہے۔

(د) محقق صاحب نے ہر جلد کے شروع میں اسماء صحابہؓ، اسماء تابعینؓ اور ان سے روایت کرنے والوں کی فہرست شامل کی ہے، جیسا کہ پہلے مثال کے ساتھ بیان کر دیا گیا۔

(ه) امام مزئیؒ نے عنوان الکتاب (صلوٰۃ، زکوٰۃ) لکھا تھا، محقق کتاب نے رقم الباب کا اضافہ کیا لیکن ابواب کے نام ذکر نہیں کئے تھے۔ جس کی وجہ سے تخریج حدیث میں دشواری پیش آتی تھی۔ اس دشواری کو دور کرنے کے لئے ہر کتاب کے عناوین اور ابواب کے ناموں کی ایک فہرست تیار کی۔ یہ فہرست آخری جلد کی شکل میں کتاب کے ساتھ ملحق ہے، جس کا نام "کشاف" رکھا ہے۔ اب رقم الباب سے کون سا باب مراد ہے۔ اس کا علم آسانی سے ہو جاتا ہے۔ خصوصاً ہندوستانی نسخوں میں رقم الباب نہیں

ہوتا۔ اس فہرست کے تیار ہو جانے کے بعد ہندوستانی نسخوں میں بھی باب کو تلاش کرنا بہت آسان ہو گیا ہے۔

(۷) ہر جلد کی پشت پر اس جلد میں موجود مسانید صحابہؓ کی طرف اشارہ کر دیا ہے جسے مذکورہ ذیل طریقہ پر لکھ دیا ہے۔

- (۱) ابیض۔ انس۔ یعنی ابیض اور انس کے درمیان کے صحابہؓ کی روایات اس جلد میں ہیں۔
 - (۲) اہبان۔ جودان (۳) حابس۔ سعد (۴) سعد۔ عبد اللہ (۵) عبد اللہ ابن عباس۔ عبد اللہ بن عمر (۶) عبد اللہ ابن عمر۔ عبد اللہ بن مالک (۷) عبد اللہ بن مسعود۔ عمارہ بن شیبہ
 - (۸) عمر بن الحکم۔ المهاجر بن قنفذ (۹) ناجیہ۔ ابو ہریرہ (۱۰) ابو ہریرہ
 - (۱۱) ابو ہریرہ۔ عائشہ (۱۲) عائشہ۔ نسیہ (۱۳) ہند۔ یسرہ والکنی والمبہمات
- ✽ یہ کتاب سب سے پہلے الدار القیمہ بمبئی سے شیخ عبدالصمد شرف الدین کی تحقیق کے ساتھ چھپی۔ اس کے بعد دمشق سے چھپی۔ اس کتاب میں ہر صفحہ کے نیچے والے حصہ میں "النکت الظراف علی الاطراف" کا اضافہ ہے، جو حافظ ابن حجرؒ کی تصنیف ہے۔ جس میں انہوں نے امام مزنی سے فوت شدہ احادیث کا اضافہ کیا ہے اور ساتھ ساتھ امام مزنیؒ سے سرزد ہونے والے بعض اوہام کی اصلاح کی ہے، نیز الفاظ حدیث کے ذکر کرنے میں امام مزنیؒ سے جو غلطیاں ہوئی تھیں اس پر تنبیہ کی ہے۔ اس لئے طالب علم کے لئے ضروری ہے کہ تحفۃ الاشراف کے ساتھ ساتھ النکت الظراف کو بھی سامنے رکھے۔

✽ دو مثالیں تحفۃ الاشراف سے ذکر کی جا رہی ہیں۔

قلیل الروایت صحابی کی مثال:

۱۹۔ امیہ بن مخشی ابی عبد اللہ الخزاعی عن النبی ﷺ

۱۲۴۔ دہس حدیث: کان النبی ﷺ جالساً، ورجل یأکل، فلم یسم۔ الحدیث دہ فی

الاطعمة (۱۶: ۴) عن مؤمل بن الفضل الحرانی، عن عیسیٰ بن یونس، عن جابر بن صبح، عن

المثنی بن عبد الرحمن الخزاعی، عن عمہ امیۃ بہ، س فی الولیمۃ (فی الکبری) عن عمرو بن علی، عن یحیی بن سعید، عن جابر بن صبح، قال: حدثنی مثنی بن عبد الرحمن الخزاعی، قال: حدثنی جدی امیۃ بن مخشی۔ وکان من اصحاب النبی ﷺ بنحوہ،

وضاحت :

❁ (۱۹) : تحفۃ الاشراف میں مذکور صحابہ کے مسلسل نمبروں میں سے ایک ہے، یعنی امیۃ بن مخشیؓ کی احادیث (۱۹) نمبر پر ذکر کی گئی ہیں۔

❁ (۱۶۴) : تحفۃ الاشراف میں موجود احادیث کے مسلسل نمبروں میں سے ایک نمبر ہے گویا یہ حدیث ۱۶۴ نمبر پر ذکر کی گئی ہے۔

❁ د، س : اس سے اجمالی تخریج کی طرف اشارہ ہے، یعنی یہ حدیث ابوداؤد اور نسائی میں ہے، ان دو کے علاوہ دیگر کتابوں میں یہ حدیث نہیں پائی جاتی ہے۔

پھر حدیث کا اتنا حصہ ذکر کیا گیا ہے جس سے حدیث کے باقی حصہ پر دلالت ہوتی ہے، اس کے بعد لگائے گئے تین نقطے (۰۰۰) اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ حدیث کا باقیہ حصہ بھی ہے، جو بیان ذکر نہیں کیا گیا ہے۔

پھر بالتفصیل حدیث کی تخریج کو بیان کیا۔

❁ (دنی الاطعمۃ) (۱۶: ۴) :

اس کا مطلب یہ ہے کہ امام ابوداؤد نے اس حدیث کو اپنی سنن کے کتاب الاطعمہ میں باب نمبر ۱۶ میں چوتھے نمبر پر ذکر کیا ہے، پھر مکمل سند مؤمل سے لے کر صاحب ترجمہ امیۃ تک ذکر کی۔

کہ : کہ یہ حدیث سنن ابوداؤد میں بلفظہ ہے۔

❁ س فی الولیمۃ (فی الکبری) :

یعنی امام نسائی نے اس حدیث کو اپنی سنن کبری کے کتاب الولیمہ میں ذکر کی ہے، پھر مکمل سند

عمر بن علی سے صاحب ترجمہ امیہ تک ذکر کی۔

بنحوہ:

یعنی حدیث بلفظ نہیں ہے، بلکہ الفاظ کے کچھ فرق کے ساتھ نسائی میں مذکور ہے۔

ب۔ کثیر الروایت صحابی کی مثال:

من احادیث ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ:

★★ محمد بن مسلم بن شہاب الزہری، عن سعید بن المسیب، عن ابی ہریرۃ

★★ ابراہیم بن سعید، عن الزہری، عن سعید بن المسیب، عن ابی ہریرۃ

۱۳۱۰۱ حدیث: سئل النبی صلی اللہ علیہ وسلم ای العمل افضل؟ قال "ایمان باللہ" قيل: ثم ماذا؟ قال:

"جهاد فی سبیل اللہ" قيل: ثم ماذا؟ قال: "ثم حج مبرور"۔ خ فی الايمان (۸۸) عن احمد بن

یونس۔ وموسی بن اسماعیل۔ وفی الحج (۴: ۱) عن عبد العزيز بن عبد اللہ۔ م فی الايمان (۳۵)

۱: ۱) عن منصور بن ابی مزاحم۔ ومحمد بن جعفر بن زیاد الوریکانی۔ س فیہ (الايمان ۱: ۱)

مختصر عن عمرو بن علی، عن عبد الرحمن بن مہدی۔ ستہم عنہ بہ

وضاحت:

★★ دو ستاریں اس بات کی علامت ہوتی ہے، ان ستاروں کے بعد ذکر کیا گیا راوی ایسے آدمی سے

روایت کرتا ہے جس نے صحابی سے حدیث روایت کی ہے یعنی یہاں راوی تبع تابعی ہے، محمد بن مسلم بن

شہاب عن سعید عن ابی ہریرۃؓ۔

★★★ تین ستارے اس بات کی علامت ہے، ان ستاروں کے بعد کا راوی روایت کرنے والا ہے، ایسے

راوی سے جس نے ایسے راوی سے نقل کیا ہے جس نے کسی صحابی سے نقل کیا ہے، گویا وہ راوی اتباع تبع

تابعی میں سے ہے اور وہ راوی یہاں ابراہیم بن سعد ہے، جوزہری سے اور زہری سعید بن المسیب سے

اور سعید حضرت ابو ہریرۃؓ سے نقل کرتے ہیں۔

❁ ۱۰۱:۱۳ یہ تحفۃ الاشراف میں مذکور احادیث کا مسلسل نمبر ہے۔

❁ خ م س : اجمالی تخریج یعنی اس حدیث کو بخاری، مسلم اور نسائی میں ذکر کیا گیا ہے۔

❁ تفصیلی تخریج :

خ فی الایمان (۸۸) عن احمد بن یونس وموسیٰ بن اسماعیل

یعنی یہ حدیث بخاری شریف کے کتاب الایمان میں ۸۸ نمبر کے باب میں امام بخاری نے

احمد بن یونس اور موسیٰ بن اسماعیل سے روایت کیا ہے۔

❁ وفی الحج (۱:۴) عن عبدالعزیز بن عبداللہ

یعنی بخاری شریف کے کتاب الحج میں باب نمبر ۴ کی یہ پہلی حدیث ہے، جس کو امام بخاری

نے اپنے شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ سے روایت کیا ہے۔

❁ م فی الایمان (۱:۳۵) عن منصور بن ابی مزاحم ومحمد بن جعفر بن زیاد الوری کانی

یعنی مسلم شریف کے کتاب الایمان کے باب نمبر ۳۵ کی یہ پہلی حدیث ہے، جس کو امام مسلم

نے منصور بن ابی مزاحم اور محمد بن جعفر سے روایت کیا ہے۔

❁ س فی الایمان (۱:۱) عن عمرو بن علی عن عبدالرحمن بن مہدی

یعنی امام نسائی نے اپنی سنن کے کتاب الایمان کے پہلے باب میں پہلی حدیث کے طور پر اس

کو عمرو بن علی عن عبدالرحمن کے طریق سے روایت کیا ہے۔

❁ مستہم :

یعنی احمد بن یونس، موسیٰ بن اسماعیل، عبدالعزیز بن عبداللہ، منصور بن ابی مزاحم، محمد بن جعفر بن

زیاد الوری کانی اور عبدالرحمن بن مہدی۔

❁ عنہ :

یعنی صاحب ترجمہ ابراہیم بن سعد سے اور انہوں نے زہری سے اور زہری نے سعید بن

المسیب سے اور سعید نے حضرت ابوہریرہؓ سے اور حضرت ابوہریرہؓ نے آپ ﷺ سے

اس حدیث کو روایت کیا ہے۔

۴:

یعنی یہ حدیث ان کتابوں میں بلفظ مذکور ہے۔

تحفة الاشراف کے ذریعہ تخریج کرنے کا طریقہ :

- (۱) حدیث مطلوب کے روایت کرنے والے صحابیؓ کا نام معلوم کرے۔
- (۲) پھر یہ معلوم کر لے کہ وہ صحابیؓ قلیل الروایۃ ہے یا کثیر الروایۃ اس کا علم ہر جلد میں لگی فہرست دیکھنے سے بخوبی ہو سکتا ہے۔

- (۳) اگر وہ صحابیؓ قلیل الروایت ہو تو ان صفحات کو دیکھے جن میں اس صحابیؓ کی مرویات مذکور ہیں۔
- (۴) اگر وہ صحابیؓ کثیر الروایۃ ہو جیسے حضرت انسؓ، حضرت ابو ہریرہؓ وغیرہ تو اس بات کا جاننا بھی ضروری ہے کہ حدیث مطلوب کو اس صحابیؓ سے روایت کرنے والا کون ہے؟ اس بات کا علم ہو جانے کے بعد اس صحابیؓ کا ترجمہ نکال کر ان سے روایت کرنے والوں میں حدیث مطلوب کے راوی عنہ کی مرویات کو دیکھے، اگر صحابیؓ سے روایت کرنے والے کے تلامذہ بکثرت ہوں تو حدیث مطلوب کو روایت کرنے والے کا نام بھی معلوم ہونا چاہئے۔

- (۵) پھر جن کتابوں کا حوالہ دیا گیا ہو ان کتابوں کی طرف مراجعت کرے۔
- (۶) اب آخری دو جلدوں کی شکل میں اطراف کی فہرست تیار کر دی گئی ہے اس لئے اگر صحابی کا نام معلوم نہ ہو بلکہ صرف حدیث کا طرف معلوم ہو تب بھی آدمی حدیث مطلوب تک رسائی حاصل کر سکتا

ہے۔

(السادس عشر من الرابع) اخبرنا ابن خزيمة به، كم في (الصلاة) حدثنا علي بن عيسى الحيري، ثنا الحسين بن محمد القبانى، ثنا محمد بن عمر بن علي، به - وفي (المناقب) انا ابو النضر الفقيه، ثنا عثمان بن سعيد الدارمي، ثنا الحسن بن بشر، ثنا الحكم بن عبد الملك، عن قتادة، عن قيس بن عباد، بمعناه، رواه احمد عن سليمان بن داؤد ومحمد بن جعفر ووهب بن جرير كلهم عن شعبة به -

چوتھی قسم : وہ تراجم صحابہ کی کتابیں جن کے مؤلفین نے مترجم لہم صحابہ کی بعض مرویات ذکر کرنے کا التزام کیا ہو۔ اس نوع کی چند کتابیں حسب ذیل ہیں۔

(۱) الطبقات الكبرى از ابو عبد اللہ محمد بن سعد البغدادی (م: ۲۳۰)

(۲) حلیۃ الاولیاء از ابو نعیم احمد بن عبد اللہ الاسمانی (م: ۴۳۰)

(۳) تاریخ بغداد از احمد بن علی بن ثابت الخطیب البغدادی (م: ۴۶۳)

(۴) تاریخ دمشق از ابن عساکر ابو القاسم الدمشقی (م: ۵۷۱)

ان تمام کتابوں میں احادیث ان کے مؤلفین کی اسانید سے ذکر کی گئی ہیں اور مترجم لہم کے اسماء حروف ہجائیہ کی ترتیب پر ذکر کئے گئے ہیں، سوائے طبقات ابن سعد کہ وہ طبقات کی ترتیب پر مرتب ہے، لیکن بعض متاخرین نے ان کتابوں میں مذکور احادیث اور مترجم لہم کے اسماء کی فہرست حروف ہجائیہ کی ترتیب پر تیار کی ہے، جس سے احادیث اور مترجم لہم کے اسماء تک بآسانی رسائی حاصل ہو سکتی ہے۔

✽ مذکورہ کتابوں کے محاسن :

- (۱) مسانید اور معاجم الصحابہ کی وجہ سے ایک صحابی کی تمام مرویات یکجا بآسانی دستیاب ہو جاتی ہیں۔
- (۲) مسانید صحابہ میں مسند احمد بن حنبل، مسند ابو یعلیٰ موصلی، المعجم الکبیر جیسی کتابیں احادیث کے ایک بہت بڑے ذخیرہ پر مشتمل ہیں۔

(۳) کتب الاطراف کی وجہ سے حدیث کی مختلف اسانید جو مختلف کتابوں میں ہوتی ہیں ایک ساتھ سامنے آجاتی ہیں، جس کے نتیجہ میں ان کتابوں میں مذکور اسانید کے اعتبار سے حدیث کا غریب، عزیز یا مشہور ہونا بآسانی معلوم ہو جاتا ہے۔

(۴) کتب الاطراف کی وجہ سے طالب علم کو بآسانی یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ حدیث مطلوب کی کن کن ائمہ نے تخریج کی ہے اور وہ حدیث ان کی کتابوں میں کن کن جگہوں میں ذکر کی گئی ہے۔

(۵) کتب الاطراف کی وجہ سے صحابی کی روایات کی تعداد معلوم ہو جاتی ہے، آخر الذکر دونوں محاسن خاص ان کتابوں کے اعتبار سے ہیں، جن کتابوں کو سامنے رکھ کر کتب الاطراف کو مرتب کیا گیا ہو۔

✽ عیوب :

(۱) اگر راوی اعلیٰ صحابیؓ یا تابعی کا نام معلوم نہ ہو تو، طالب علم حدیث مطلوب تک رسائی حاصل نہیں کر سکتا ہے۔

نوٹ : لیکن اب احادیث کے اطراف کی فہرستیں تیار ہو چکی ہیں، اس لئے اس عیب کا انجبار ہو جاتا ہے۔

(۲) حدیث مطلوب کے شواہد طالب علم کو معلوم نہیں ہو سکتے ہیں۔

نوٹ : لیکن اب احادیث کے اطراف اور ان احادیث کو روایت کرنے والے صحابہؓ کی فہرستیں تیار ہو چکی ہیں، اس لئے اس عیب کا بھی انجبار ہو جاتا ہے۔

(۳) مسانید، معاجم اور کتب تراجم کے مؤلفین نے تمام صحابہؓ کی تمام مرویات ذکر کرنے کا التزام نہیں کیا ہے۔

(۴) اگر صحابیؓ مکثرین فی الحدیث میں سے ہو تو حدیث مطلوب کے تلاش کرنے میں بہت سا وقت صرف ہو جاتا ہے، لیکن یہ اس وقت ہے جب اطراف کی فہارس جلد کے آخر میں ملتی نہ ہو۔

(۵) کتب الاطراف میں حدیث بلفظہ اور مکمل ذکر نہیں کی جاتی، جس کی وجہ سے اطراف کی فہارس ہونے کے باوجود دشواری ہو جاتی ہے۔

تخریج کا چوتھا طریقہ

حدیث کے موضوع کو دیکھ کر تخریج کرنا

موضوع حدیث سے مراد وہ معنی یا حکم ہے جس پر حدیث مشتمل ہوتی ہے، جیسا کہ حدیث عقائد، صلوٰۃ، زکوٰۃ، صوم، نکاح، بیوع، اداہ، اخلاق، سیر و مغازی، زہد، رقاق، فضائل و مناقب، تاریخ، تفسیر وغیرہ موضوعات علمیہ اور ابواب فقہیہ میں سے کسی سے متعلق ہو، چونکہ بعض کتابیں موضوعات فقہیہ و علمیہ کی ترتیب پر مرتب ہیں اس لئے اس طرح کی کتابوں سے حدیث کی تخریج کرنے کے لئے طالب علم پر ضروری ہے کہ وہ حدیث سے مناسب موضوع مستنبط کر لے، پھر اس موضوع سے متعلق ابواب کی طرف مراجعت کر لے، اس طریقہ سے وہ آدمی بھی حدیث کی تخریج کر سکتا ہے جسے الفاظ حدیث بالکل یا نہ ہوں بلکہ صرف معنی یاد ہو اسی طرح وہ آدمی بھی تخریج کر سکتا ہے جسے راوی اعلیٰ صحابیؓ یا تابعی کا نام معلوم نہ ہو اس طریقہ سے تخریج کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ ایک موضوع سے متعلق بہت ساری روایات ایک جگہ اکٹھا مل جاتی ہیں، وہ کتابیں جو موضوعات علمیہ اور ابواب فقہیہ سے متعلق ہیں ان کی تین قسمیں ہیں۔

- (۱) وہ کتابیں جو تمام ابواب دین پر مشتمل ہیں۔
- (۲) وہ کتابیں جو اکثر ابواب دین پر مشتمل ہیں۔
- (۳) وہ کتابیں جو ابواب دین میں کسی خاص باب سے متعلق ہیں۔
- (۱) وہ کتابیں جو تمام ابواب دین پر مشتمل ہیں۔

وہ کتابیں جو تمام ابواب دین پر مشتمل ہیں ان کی چند قسمیں ہیں۔

(۱) جوامع : جوامع یہ جامع کی جمع ہے، اس کتاب کو کہتے ہیں جن میں عقائد، عبادات،

معاملات، آداب، اخلاق، زہد، رقاق، فضائل، مناقب، شاکل، سیر، مغازی، تاریخ، تفسیر، امور آخرت

وغیرہ جیسے موضوع سے متعلق احادیث کو جمع کر دیا گیا ہو، اس نوع کی تمام کتابیں کتب اصلیہ کی قبیل سے ہیں، چند اہم کتابیں حسب ذیل ہیں۔

- (۱) الجامع ابو عمرو معمر بن راشد البصری (م: ۱۵۳)
- (۲) الجامع ابو عبد اللہ سفیان بن سعید بن مسروق الثوری (م: ۱۶۱)
- (۳) الجامع ابو محمد عبد اللہ بن وہب المصری (م: ۱۹۷)
- (۴) الجامع ابو محمد سفیان بن عیینہ (م: ۱۹۸)
- (۵) الجامع المسند المختصر من امور رسول ﷺ وسننه وایامہ۔ ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری (م: ۲۵۶)
- (۶) الجامع المسند الصحيح ابو الحسین مسلم بن حجاج (م: ۲۶۱)
- (۷) الجامع ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورة الترمذی (م: ۲۷۹)
- (۸) الجامع ابو بکر احمد بن محمد الخلیل الحسینی (م: ۳۱۱)
- (۹) الجامع ابو بکر عبد الرزاق بن ہمام الصنعانی (م: ۲۱۱)
- (۱۰) الجامع فی السنن والأداب والمغازی والتاریخ ابو محمد عبد اللہ بن ابی زید عبد الرحمن القیر ادانی (م: ۳۸۶)

(۲) المستخرجات علی الجوامع

مستخرج اس کتاب کو کہتے ہیں جس میں کسی دوسری کتاب کی احادیث کو اپنی ایسی سند سے روایت کیا گیا ہو جس میں مصنف کا واسطہ نہ آتا ہو، گویا مستخرج اپنے مستخرج کے ذریعہ مصنف کتاب کی تائید کرتا ہے، چند کتابیں حسب ذیل ہیں۔

- (۱) المستخرج علی البخاری اسماعیل ابو بکر احمد بن ابراہیم بن اسماعیل (م: ۳۷۱)
- (۲) المستخرج علی مسلم ابو عوانہ یعقوب بن اسحاق النیسابوری (م: ۳۱۶)

(۳) المستخرج علی الصحیحین ابو نعیم احمد بن عبد اللہ بن احمد الاصبہانی (م: ۴۳۰)

(۴) المستخرج علی جامع الترمذی ابو علی الحسن بن علی بن نصر الطوسی الخراسانی (م: ۳۱۲)

(۵) المستخرج علی جامع الترمذی ابو بکر احمد بن علی ابن منجوبہ الاصبہانی (م: ۴۲۸)

(۳) المستدرک علی الجوامع

مستدرک اس کتاب کو کہتے ہیں، جس میں کسی دوسری کتاب کی ایسی فوت شدہ احادیث کو جمع کیا گیا ہو جو اس کتاب کے شرائط کے مطابق ہوں گویا عمل استدراک کے ذریعہ مصنف کتاب پر ایک طرح سے اعتراض کیا جاتا ہے۔ چند کتابیں حسب ذیل ہیں۔

(۱) المستدرک علی الصحیحین ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن محمد بن حمدویہ المعروف بالحاکم انیسابوری (م: ۴۰۵)

مصنف کتاب نے اپنی کتاب میں اپنی اسانید سے چار طرح کی روایات ذکر کی ہیں۔
(۱) ایسی احادیث صحیحہ جو شیخین یا ان دونوں میں کسی ایک کی شرط پر ہوں، لیکن شیخین یا ان دونوں میں سے کسی ایک نے ان احادیث کو ذکر نہ کیا ہوں، ایسی روایات کو ذکر کرنے کے بعد صحیح علی شرط الشیخین یا صحیح علی شرط البخاری یا صحیح علی شرط مسلم جیسے الفاظ تحریر کرتے ہیں۔

(۲) ایسی احادیث جو امام حاکم کے نزدیک صحیح ہیں، لیکن شیخین یا ان دونوں میں سے کسی کی شرط کے موافق نہ ہوں، ان روایات کو ذکر کرنے کے بعد صحیح الاسناد تحریر کرتے ہیں۔

(۳) وہ احادیث جو امام حاکم کے نزدیک صحیح نہیں ہوتی ان احادیث کے ضعف پر تنبیہ کرتے ہیں۔

(۴) وہ احادیث جن پر حکم لگانے سے امام حاکم نے سکوت اختیار کیا ہے۔

لیکن امام حاکم صحیح احادیث کے سلسلہ میں علماء فن کے نزدیک متساہل ہیں۔ اس لئے ان کی تصحیح

قابل اعتماد نہیں۔ بدرالدین بن جماعہ فرماتے ہیں کہ درست بات یہ ہے کہ حاکم کی روایات کی تحقیق کے بعد ہی صحت و حسن و ضعف کا مناسب حکم لگانا چاہئے۔ لیکن یہ تحقیق و جستجو کی مشکل ایک اعتبار سے دور ہو گئی ہے۔ اس لئے کہ امام ذہبیؒ نے مستدرک حاکم کی تفحیص کی ہے نیز احادیث پر حکم بھی لگایا ہے۔ بعض احادیث میں امام حاکم کی تصحیح کو برقرار رکھا ہے اور بعض احادیث کی تصحیح کے سلسلہ میں حاکم کی مخالفت کی ہے اور زبردست گرفت کی ہے اور بعض احادیث سے سکوت اختیار کیا ہے ہاں یہ حصہ جن پر حاکم و ذہبی دونوں نے سکوت اختیار کیا ہے تحقیق کا محتاج ہے۔ اسی وجہ سے طالب علم پر ضروری ہے کہ حاکم کے کلام کو نقل کرنے کے بعد امام ذہبی کی رائے بھی ذکر کر دے۔

(۲) الالزامات: ابوالحسن علی بن عمر الدارقطنی (م: ۳۸۵)

یہ مستدرک علی الصحیحین کے مانند ہے، اس کتاب میں ایسی احادیث ذکر کی گئی ہیں جو شیخین کی شرط پر تھیں لیکن شیخین نے اپنی کتاب میں ان کو ذکر نہیں کیا تھا، یہ کتاب ایک جلد میں مسانید کی ترتیب پر مرتب ہے جس میں ۷۰ احادیث ہیں۔

(۳) المستدرک علی الصحیحین: مؤلف: ابوذر عبد بن احمد محمد الحریوی۔

یہ کتاب الزامات الدارقطنی پر مسنخرج کی حیثیت رکھتی ہے۔

(۴) کتب الترتیب

اس سے مراد وہ کتابیں ہیں جو پہلے مسانید یا اوائل حدیث کی ترتیب پر ہوں لیکن بعد میں کوئی ان کتابوں کو ابواب فقہیہ کی ترتیب پر کر دے۔ چونکہ ان کتابوں میں احادیث ابواب فقہیہ کی ترتیب پر ہوتی ہیں اس لئے ان کتابوں سے حدیث تخریج کرنے کا یہی طریقہ رابعہ ہے۔

چند اہم کتابیں حسب ذیل ہیں۔

(۱) الاحسان فی تقریب صحیح ابن حبان: مؤلف: علاؤ الدین ابوالحسن علی بن بلبان الفارسی

(م: ۷۳۹)

امام ابو حاتم محمد بن حبان بن احمد البستی نے "التقاسیم والانواع" کے نام سے ایک کتاب کی تالیف کی تھی لیکن احادیث کی ترتیب میں غیر مالوف طریقہ اختیار کیا تھا اولاً احادیث کو اوامر، نواہی، اخبار، اباحات، افعال النبی ﷺ جیسی پانچ قسموں میں منقسم کیا تھا پھر ان پانچ قسموں کو مختلف اقسام میں تقسیم کیا تھا۔ اس غیر مالوف ترتیب کی وجہ سے حدیث کی تخریج میں دشواری کا سامنا کرنا پڑتا تھا اس دشواری کو سامنے رکھتے ہوئے ابوالحسن علی بن بلبان نے اس کتاب کو ابواب اور موضوعات فقہیہ کی ترتیب پر مرتب کر دیا جس کی وجہ سے حدیث کی تخریج کا کام آسان ہو گیا۔ یہ کتاب "الاحسان فی تقریب صحیح ابن حبان" کے نام سے اور شعیب الارناؤط کی تحقیق کے ساتھ شائع ہو چکی ہے۔

(۲) بدائع المنن فی جمع و ترتیب مسند الشافعی والسنن: مؤلف: شیخ احمد بن عبد الرحمن البنا الساعاتی۔ (م: ۱۳۷۸)

اس کتاب میں مؤلف نے مسند الشافعی اور سنن الشافعی کو جمع کرتے ہوئے ابواب اور موضوعات فقہیہ کی ترتیب پر کر دیا۔ احادیث و آثار کی تعداد ۱۸۶۴ ہیں۔

(۳) فیض القدير لترتيب و شرح الجامع الصغير: مؤلف: محمد حسن ضيف الله۔

مؤلف نے امام سیوطی کی جامع صغیر کی احادیث ضعیفہ، منکرہ اور احادیث موضوعہ کو چھوڑ کر باقی احادیث کو ابواب اور موضوعات فقہیہ کی ترتیب پر مرتب کر دیا ہے اور مختصر تعلیق بھی کی ہے۔

(۴) منحة المعبود بترتيب مسند الطيالسي أبي داود: مؤلف: شیخ احمد بن عبد الرحمن البنا الساعاتی۔ (م: ۱۳۷۸)

اس کتاب میں مؤلف نے مسند ابوداؤد طیالسی کو ابواب فقہیہ کی ترتیب پر کر دیا ہے۔ احادیث کی تعداد ۲۸۴۲ ہیں۔

(۵) الفتح الرباني لترتيب مسند الامام احمد بن حنبل الشيباني: مؤلف: شیخ احمد بن عبد الرحمن البنا الساعاتی۔

امام احمد بن حنبل کی مشہور و معروف کتاب مسند احمد بن حنبل کو ابواب فقہیہ کی ترتیب پر کر دیا ہے۔ صفحہ کے بالائی حصہ میں الفتح الربانی اور نیچے والے حصہ میں اسانید مع درجہ حدیث کے ذکر کی ہیں۔ احادیث کی درجہ بندی میں اکثر پیشگی کی مجمع الزوائد پر اعتماد کیا ہے۔

مذکورہ بالا تمام کتابوں کا شمار کتب اصلیہ میں ہوتا ہے البتہ فیض القدیر کا شمار کتب غیر اصلیہ میں ہوتا ہے۔

(۵) کتب الجمع

وہ کتابیں ہیں جن میں ایک سے زائد کتابوں کی تمام احادیث یا منتخب احادیث کو جمع کر دیا گیا ہو۔ چند اہم کتابیں حسب ذیل ہیں۔

(۱) الجمع بین الصحیحین مؤلف: ابو عبد اللہ محمد بن ابی نصر فتوح الحمیدی الاندلسی القرطبی (م: ۴۸۸)

(۲) الجمع بین السنة مؤلف: ابوالحسن رزین بن معاویہ السرقسطی الاندلسی۔ (م: ۵۳۵)۔

کتب ستہ میں چھٹی کتاب کے طور پر مؤطا مالک کو لیا ہے نہ کہ ابن ماجہ کو لیا ہے۔

(۳) جامع الاصول من احادیث الرسول: ابوالسعادات المبارک بن محمد المعروف بابن الاثیر الجزری۔ (م: ۶۰۶)

اس کتاب میں بھی صحاح ستہ کو جمع کر دیا ہے اور چھٹی کتاب کے طور پر مؤطا مالک کو لیا ہے احادیث کی تعداد ۹۵۳۳ ہیں۔ ابواب کے عناوین حروف تہجی کی ترتیب پر ہیں۔

(۴) جمع الفوائد من جامع الأصول وجمع الزوائد: مؤلف ابو عبد اللہ محمد بن سلیمان المنزلی۔ (م: ۱۰۹۴)

اس کتاب میں مؤلف نے ابن الاثیر کی جامع الاصول اور پیشگی کی مجمع الزوائد کو جمع کر دیا ہے۔ ساتھ ساتھ سنن ابن ماجہ اور سنن دارمی کی روایات کو بھی لے لیا ہے۔

(۵) کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال: مؤلف: علاء الدین علی بن حسام الدین المتقی
الھندی برہان پوری۔ (م: ۹۵۷)

اس کتاب میں مؤلف نے امام سیوطیؒ کی جامع کبیر، جامع صغیر اور زیادات جامع صغیر کی احادیث کو جمع کر دیا ہے۔ احادیث کو ابواب کی ترتیب پر کر دیا ہے اور ابواب کو حروف تہجی کی ترتیب پر مرتب کیا ہے۔ کل احادیث کی تعداد ۳۶۶۲۴ ہیں۔

(۶) مشکوٰۃ المصابیح: مؤلف: ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الخطیب العمری التبریزی۔
(م: ۷۴۲)

مشکوٰۃ المصابیح دراصل مصابیح السنہ کی مکمل و مدون شکل ہے جس میں امام محی السنہ قانع البدع ابو محمد حسین بن مسعود الفراء البغوی نے کتب فقہ کے ابواب کی ترتیب پر اہم اور عظیم الشان احادیث کا ذخیرہ جمع کیا تھا، امام بغویؒ نے مصابیح کی ترتیب دو فصلوں پر قائم کی تھی، پہلی فصل میں انہوں نے شیخین یعنی بخاری و مسلم کی روایت کردہ احادیث کو نقل کیا تھا، جس کا نام "صحاح" رکھا تھا، اور دوسری فصل میں دیگر ائمہ و محدثین مثلاً امام ابو داؤد و امام ترمذی سے مروی احادیث کو جمع کیا تھا، جس کا نام "حسن" رکھا تھا، نیز انہوں نے صرف احادیث کے نقل کرنے پر اکتفا کیا نہ تو کتابوں کے حوالے دئے تھے اور نہ راوی کے نام ذکر کئے تھے۔

لہذا آٹھویں صدی ہجری کے جلیل القدر عالم رفیع المرتبت محدث ولی اللہ ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الخطیب تبریزیؒ نے اس کتاب کو از سر نو ترتیب و تدوین کے لئے اختیار کیا۔ آپ نے سب سے پہلے تو اس کتاب میں ایک تیسری فصل کا اضافہ کیا اور اس میں نہ صرف یہ کہ دوسرے ائمہ اور محدثین کی احادیث کو نقل کیا بلکہ خود شیخین یعنی بخاری و مسلم کی ان احادیث کا بھی اضافہ فرمایا جنہیں اصل کتاب مصابیح میں امام محی السنہ نے چھوڑ دیا تھا۔ دوسرے آپ نے ہر حدیث کے بعد اس کتاب یا محدث کا حوالہ دیا جن سے وہ حدیث نقل کی گئی تھی۔ تیسرے حدیث سے پہلے راوی کا نام ذکر کیا جن سے وہ

حدیث روایت کی گئی تھی۔ امام بغویؒ نے اصل کتاب مصابیح السنہ میں (۴۴۳۴) احادیث نقل کی تھی بعد میں علامہ خطیب تبریزی نے (۱۵۱۱) احادیث کا اضافہ کیا، اس طرح مشکوٰۃ شریف کی تمام احادیث کی تعداد ۵۹۴۵ ہوئی۔

(۷) التاج الجامع الاصول فی احادیث الرسول ﷺ مؤلف : شیخ منصور علی ناصف۔

اس کتاب میں مؤلف نے ابن ماجہ کے علاوہ دیگر پانچ کتابوں کو جمع کر دیا ہے، مذکورہ بالا تمام کتابیں یا شبہ اصلہ ہیں یا غیر اصلہ۔

(۶) کتب الزوائد

وہ کتابیں ہیں جن میں کسی کتاب کی صرف وہ احادیث جمع کر دی جاتی ہیں جو کسی دوسری کتاب سے زائد ہیں، جیسے علامہ نور الدین ہیثمی کی مجمع الزوائد ومنبع الفوائد اس کتاب میں مسند احمد، مسند بزار، مسند ابی یعلیٰ اور معاجم ثلاثہ طبرانی کی ان زائد احادیث کو یکجا کر دیا گیا ہے، جو صحاح ستہ میں نہیں ہے۔ چند اہم کتابیں حسب ذیل ہیں۔

(۱) اتحاف السادة المهرة بالخيرة بزوائد المسانيد العشرة على الكتب الستة

مؤلف : شهاب الدین احمد بن محمد بن اسماعیل البوصیری ثم القاہری (م: ۸۴۰)

مسانید عشرہ سے مراد مسند الطیالسی، مسند الحمیدی، مسند مسدد، مسند احمد بن منیع، مسند محمد بن یحییٰ المدنی، مسند اسحاق بن راہویہ، مسند ابی بکر بن ابی شیبہ، مسند عبد بن حمید، مسند الحارث بن محمد بن ابی اسامہ اور مسند ابی یعلیٰ الموصلی ہے۔

(۲) المطالب العالیة بزوائد المسانيد الثمانية (على الكتب الستة ومسند احمد)

مؤلف : ابوالفضل احمد بن علی بن محمد بن حجر عسقلانی المصری (م: ۸۵۲)

مسانید ثمانیہ سے مراد مسند طیالسی، مسند الحمیدی، مسند مسدد، مسند محمد بن یحییٰ بن ابی عمرو العدنی، مسند ابی بکر بن ابی شیبہ، مسند احمد بن منیع، مسند عبد بن حمید، مسند الحارث بن محمد بن ابی اسامہ

یہ تو وہ مسانید ہیں جن کے تمام اجزاء پر حافظ صاحب مطلع ہوئے اور تمام اجزاء کو پیش نظر رکھا اور اسی وجہ سے کتاب کا نام زوائد المسانید الثمانيہ رکھا ورنہ کچھ ایسے مسانید ہیں جن میں بعض اجزاء پر حافظ صاحب مطلع ہوئے اور ان کے زوائد بھی اس کتاب میں ذکر کر دیئے۔ وہ مسانید ناقصہ یہ ہیں۔ مسند اسحاق بن راہویہ، مسند الحسن بن سفیان، مسند محمد بن ہاشم السدوسی، مسند محمد بن ہارون الرویانی، مسند الہیثم بن کلب وغیرہ، یہ کتاب شیخ حبیب الرحمن اعظمیؒ کی تحقیق سے شائع ہوئی ہے، جس میں ۲۷۰۲ احادیث ہیں۔

(۳) غایۃ المقتصد فی مسند زوائد احمد (علی الستہ) مؤلف : ابوالحسن علی بن ابی بکر لہیثمی (م: ۸۰۷)

(۴) کشف الاستار عن زوائد مسند البزار (علی الستہ) ابوالحسن علی بن ابی بکر لہیثمی (م: ۸۰۷)

(۵) زوائد مسند ابی یعلیٰ الموصلی (علی الستہ) ابوالحسن علی بن ابی بکر لہیثمی (م: ۸۰۷)

(۶) البدر المنیر فی زوائد المعجم الکبیر الطبرانی (علی الستہ) ابوالحسن علی بن ابی بکر لہیثمی (م: ۸۰۷)

(۷) مجمع البحرین فی زوائد المعجمین (الاولیٰ والوسط والصغیر للطبرانی) (علی الستہ) ابوالحسن علی بن ابی بکر لہیثمی (م: ۸۰۷)

(۸) مجمع الزوائد ومنبع الفوائد : ابوالحسن علی بن ابی بکر لہیثمی (م: ۸۰۷)

اس کتاب میں مؤلف نے مسند احمد، مسند بزار، مسند ابی یعلیٰ الموصلی اور معجم ثلاثہ کی ان زوائد احادیث کو جمع کر دیا ہے جو صحاح ستہ میں نہیں ہیں، اسانید کو حذف کر دیا ہے، نیز احادیث پر باعتبار صحت، حسن اور ضعف کے کلام کیا ہے اور بعض روایات پر بھی باعتبار جرح و تعدیل کے کلام کیا ہے۔

(۹) موارد الظمان النی زوائد صحیح ابن حبان (علی الصحیحین) ابوالحسن علی ابن ابی بکر لہیثمی (م: ۸۰۷)

(۱۰) زوائد سنن الدارقطنی (علی السستہ) ابوالعدل قاسم بن قطلوبغا (م: ۸۷۹)

(۱۱) زوائد شعب الایمان البیہقی (علی السستہ) جلال الدین سیوطی (م: ۹۱۱)

(۱۲) زوائد نوادر الاصول للحکیم الترمذی۔ جلال الدین سیوطی (م: ۹۱۱)

یہ تمام کتابیں شبہ اصلیہ ہیں۔

(۷) **شروحات :** حدیث کی تخریج کے لئے شروحات کو بھی سامنے رکھنا چاہئے۔ اس لئے کہ کبھی کبھی شارحین شرح کے دوران معنی کی تائید کے لئے احادیث کو مختلف اسانید کے ساتھ ذکر کر دیتے ہیں اور حدیث کا درجہ بھی بیان کر دیتے ہیں، جس سے حدیث مطلوب کا درجہ شارح کے نزدیک کیا ہے، اس کا علم ہو جاتا ہے۔ شروحات حدیث مشہور و متداول ہیں، اس لئے اجمالاً ان کا ذکر کر دیا جاتا ہے۔

(۱) فتح الباری (۲) عمدۃ القاری (۳) ارشاد الساری (۴) شرح النووی

(۵) فتح الملہم لشرح صحیح مسلم (۶) عارضۃ الاحوذی شرح ترمذی

(۷) النفع الشدیدی شرح ترمذی (۸) تحفۃ الاحوذی شرح ترمذی

(۹) معارف السنن شرح ترمذی (۱۰) بلوغ الامانی من اسرار الفتح الربانی

لترتیب مسند الامام احمد بن حنبل رحمہ اللہ

(۸) **الموسوعات والمفاتیح الموضوعات:**

یہ وہ کتابیں ہیں جن کے مؤلفین چند کتابوں سے ایک موضوع سے متعلق تمام احادیث ایک جگہ جمع کر دیں۔

(۱) (۱) موسوعۃ الحدیث النبوی صلی اللہ علیہ وسلم۔ دکتور عبدالملک بکر عبداللہ قاضی

مؤلف مذکور مختلف مصادر حدیث سے ایک ایک موضوع پر احادیث کی جمع و ترتیب میں کوشاں ہے، اب تک ابواللیث خیر آبادی کے قول کے مطابق تین موسوعات منظر عام پر آچکے ہیں۔

(۱) موسوعة الحديث النبوي ﷺ احاديث الزكوة

مؤلف نے اس کتاب میں زکوٰۃ سے متعلق ۲۵ کتابوں سے احادیث کو جمع کر دیا ہے۔

(۲) موسوعة الحديث النبوي ﷺ احاديث الصيام

مؤلف نے اس کتاب میں صوم سے متعلق ۷۶ کتابوں سے احادیث جمع کر دی ہیں۔

(۳) موسوعة الحديث النبوي ﷺ احاديث الحرمين الشريفين والاقصى

المبارك

مؤلف نے اس کتاب میں حرمین شریفین اور اقصی مبارک سے متعلق ۱۴۶ کتابوں سے

احادیث جمع کر دی ہیں۔

موسوعہ کا یہ کام انتہائی مشکل کام ہے، ہم اللہ سے دعا گو ہیں اللہ تعالیٰ اس کام کو پایہ تکمیل تک

پہنچادیں۔ حدیث کے موضوع کے ذریعہ سے تخریج کے سلسلہ میں ایک مفید کتاب مفتاح کنوز السنۃ ہے،

اس کی افادیت کے پیش نظر اس کا مفصل تعارف قارئین کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔

تعارف : مفتاح كنوز السنۃ

مؤلف : پروفیسر آرنڈ جان ونسک ہولنڈی (Arend Jan Hensinck) (م: ۱۹۳۹ء)

مؤلف نے کتاب انگریزی میں لکھی تھی، استاذ محمد فواد عبدالباقی صاحب نے عربی زبان میں

منتقل کیا ہے۔

اس کتاب میں کل چودہ کتابوں کے کلمات کو حدیث کے موضوع کے اعتبار سے مرتب کیا گیا

ہے، ان کتابوں کی طرف رہنمائی کے لئے حسب ذیل رموز استعمال کئے گئے ہیں۔

(۱) صحیح البخاری (بخ) رمز کے بعد کا نمبر کتاب کا اور اس کے بعد باب کا نمبر ہوتا ہے۔

(۲) صحیح مسلم (مس) رمز کے بعد کا نمبر کتاب کا اور اس کے بعد حدیث کا نمبر ہوتا ہے۔

(۳) سنن ابوداؤد (بد) رمز کے بعد کا نمبر کتاب کا اور اس کے بعد باب کا نمبر ہوتا ہے۔

- (۴) سنن الترمذی (تر) رمز کے بعد کا نمبر کتاب کا اور اس کے بعد باب کا نمبر ہوتا ہے۔
- (۵) سنن النسائی (نس) رمز کے بعد کا نمبر کتاب کا اور اس کے بعد باب کا نمبر ہوتا ہے۔
- (۶) سنن ابن ماجہ (مج) رمز کے بعد کا نمبر کتاب کا اور اس کے بعد باب کا نمبر ہوتا ہے۔
- (۷) سنن الدارمی (می) رمز کے بعد کا نمبر کتاب کا اور اس کے بعد باب کا نمبر ہوتا ہے۔
- (۸) موطا مالک (ما) رمز کے بعد کا نمبر کتاب کا اور اس کے بعد حدیث کا نمبر ہوتا ہے۔
- (۹) مسند احمد (حم) رمز کے بعد کا نمبر جزء کا اور اس کے بعد صفحہ کا نمبر ہوتا ہے۔
- (۱۰) مسند الطیالسی (ط) رمز کے بعد کا نمبر حدیث کا نمبر ہوتا ہے۔
- (۱۱) مسند زید بن علی (ز) رمز کے بعد کا نمبر حدیث کا نمبر ہوتا ہے۔
- (۱۲) الطبقات الکبریٰ لابن سعد (عد) رمز کے بعد کا نمبر قسم کا پھر جزء، پھر صفحہ کا نمبر ہوتا ہے۔
- (۱۳) سیرۃ ابن ہشام (ہش) رمز کے بعد صفحہ کا نمبر ہوتا ہے۔
- (۱۴) المغازی للواقفی (قد) رمز کے بعد صفحہ کا نمبر ہوتا ہے۔

❁ دیگر رموز اور ان کی مراد

- (۱) ک - کتاب (۲) ب - باب (۳) ح - حدیث
- (۴) ج - جزء (۵) ص - صفحہ (۶) ق - قسم (۸) م م م - حدیث کا
- مکرر ہونا (۹) باب یا صفحہ کے نمبر پر لگا ہوا چھوٹا نمبر اس حدیث کے اتنی بار مکرر ہونے پر دلالت کرتا ہے۔

ترتیب : استاذ و نسک نے ان چودہ کتابوں کی احادیث کو اولاً بڑے بڑے موضوعات کے ماتحت جمع کیا ہے، اور ان موضوعات کو حروف ہجائیہ کی ترتیب پر رکھا ہے جیسے صلاة حرف صاد میں، تو بہ حرف تاء میں، پھر ان موضوعات سے متعلق مسائل کو مستقل فقرات میں ذکر کیا ہے، یہ موضوعات ان کے نزدیک مذکورہ ذیلی امور پر مشتمل ہیں۔

(۱) مسائل : توبہ، دعاء، زکوٰۃ، شہداء، صلاۃ، طہارۃ وغیرہ

(۲) اشخاص : ابوبکر، داؤد، عمر ابن الخطاب، عیسیٰ، محمد وغیرہ

(۳) واقعات : احد، بدر، قیامت، صفین وغیرہ

(۴) اماکن : حجر اسود، دمشق، صراط، صفہ وغیرہ

ان موضوعات کو حروف ہجائیہ کی ترتیب پر ذکر کیا ہے، لیکن ترتیب میں اصل کلمہ کی ہیئت کا اعتبار کیا ہے، نہ کہ مادہ کا، اسی وجہ سے کلمہ "الاعمال" کو حرف الالف میں ذکر کیا ہے، نہ کہ حرف العین میں، کلمہ "توحید" کو حرف التاء میں ذکر کیا ہے، نہ کہ حرف الواو میں، کلمہ "الاقضیۃ" کو حرف الالف میں ذکر کیا ہے، نہ کہ حرف القاف میں، کلمہ "التبیح" کو حرف التاء میں ذکر کیا ہے نہ کہ حرف السین میں اور "ابوبکر" کو حرف الالف میں ذکر کیا ہے نہ کہ حرف الباء میں اسی طرح معرف باللام لفظ میں 'ال' کا بھی اعتبار نہیں کرتے ہیں۔

مفتاح کنوز السنہ کے ذریعہ تخریج کا طریقہ :

اگر مفتاح کنوز السنہ کے ذریعہ حدیث انسؓ تسحر و افان فی السحور بركة کی تخریج کرنا ہو تو مندرجہ ذیل باتوں پر عمل کرنا ہوگا۔

(۱) حدیث کے موضوع عام کا استنباط کرنا جیسے ہماری حدیث کا موضوع عام "صوم" ہے۔

(۲) موضوع خاص کا استنباط کرنا جیسے ہماری حدیث کا موضوع خاص "فضل السحور" ہے۔

(۳) پھر مفتاح میں موضوع عام کو تلاش کرنا پس ہم نے تلاش کیا تو موضوع عام صوم، ص

۳۱۴ پر مل گیا۔

(۴) اس موضوع عام کے ماتحت موضوع خاص کو تلاش کرنا، پس ہم نے تلاش کیا تو موضوع

خاص فضل السحور، ص ۳۲۱ پر مل گیا۔

(۵) پھر وہاں سے حدیث کے حوالے اخذ کر کے اصل کتابوں کی طرف مراجعت کرنی چاہئے۔

(۲) وہ کتابیں جو اکثر ابواب دین پر مشتمل ہیں :

وہ کتابیں جو اکثر ابواب پر مشتمل ہیں ان کی چند قسمیں ہیں۔

(۱) السنن : سنن سے مراد وہ کتابیں ہیں جن میں فقہ اور احکام سے متعلق احادیث مرفوعہ

ہوں، ان کتابوں میں موقوف اور مقطوع روایات نہیں ہوتی ہیں۔ چند اہم کتابیں :-

(۱) السنن للشافعی : مؤلف امام شافعیؒ (م: ۱۵۰)۔

اس کتاب کو امام ابو جعفر احمد بن محمد بن سلامہ الحنفی الطحاوی نے اپنے ماموں امام ابو ابراہیم

اسماعیل بن یحییٰ الحمزنی سے سن کر جمع کیا ہے، اور امام مزنی نے ان احادیث کو امام شافعیؒ سے سنا تھا۔

(۲) سنن دارمی : مؤلف : ابو محمد عبداللہ بن عبدالرحمن الدارمی (م: ۲۵۵)

(۳) سنن ابن ماجہ : مؤلف : ابو عبداللہ محمد بن یزید بن ماجہ القزوی (م: ۲۴۳)

(۴) سنن ابی داؤد : مؤلف : امام ابو داؤد سلیمان بن الاشعث البجستانی (م: ۲۴۵)

(۵) سنن نسائی (مجتبى) : مؤلف : امام ابو عبدالرحمن احمد بن شعیب

النسائی (م: ۳۰۳)

(۶) السنن الکبری : مؤلف : امام نسائی (م: ۳۰۳)

(۷) السنن : مؤلف امام ابو محمد عبداللہ بن علی بن الجارود النیسابوری یہ کتاب المعتقی لابن

الجارود کے نام سے مشہور ہے۔ (م: ۳۰۷)

(۸) سنن دارقطنی : مؤلف امام ابو الحسن علی بن عمر الدارقطنی (م: ۳۸۵)

بقول کتابی کے اس کتاب میں زیادہ تر روایتیں ضعیف و منکر بلکہ موضوع قسم کی ہے۔

(۹) السنن الصغری : مؤلف : امام بیہقی (م: ۴۵۸)

(۱۰) معرفة السنن والآثار : مؤلف : امام بیہقی (م: ۴۵۸)

(۱۱) شرح السنة مؤلف : امام ابو محمد الحسین بن مسعود القراء البغوی (م: ۵۱۶)

(۲) المصنفات:

مصنفات سے مراد وہ کتابیں ہیں جن میں اکثر فرقہ اور احکام سے متعلق احادیث مرفوعہ، موقوفہ اور مقطوعہ ذکر کی گئی ہوں اور کبھی کبھی اقوال صحابہ، فتاویٰ تابعین و اتباع تابعین بھی ذکر کر دیئے جاتے ہیں۔ چند اہم کتابیں ہیں۔

- (۱) المصنف: مؤلف ابو سلمہ حماد بن سلمہ البصری (م: ۱۶۷)
- (۲) المصنف: مؤلف ابوسفیان و کعب بن الجراح الکوفی (م: ۱۹۶)
- (۳) المصنف: مؤلف ابو بکر عبدالرزاق بن ہمام الصنعائی (م: ۲۱۱)
- (۴) المصنف: ابو بکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ الکوفی (م: ۲۳۵)
- (۵) المصنف: ابو عبدالرحمن یحییٰ بن مخلد اللامی القریطی (م: ۲۷۶)

(۳) المؤطّات:

مؤطّات کے بھی معنی وہی ہے جو مصنفات کے معنی ہے۔

- (۱) المؤطّات: مؤلف ابن ابی ذئب محمد بن عبدالرحمن المدنی (م: ۱۵۸)
- یہ کتاب مؤطّات مالک سے بھی بڑی ہے، اسی وجہ امام مالکؒ نے جب مؤطّات کی تصنیف کی تو ان سے عرض کیا گیا کہ مؤطّات ابن ابی ذئب کے ہوتے ہوئے نئی مؤطّات کی تصنیف کا کیا فائدہ؟ تو امام مالکؒ نے جواب دیا کہ جو اللہ کے لئے ہوگی وہ باقی رہے گی، مؤطّات ابن ابی ذئب اب مفقود ہے۔

- (۲) المؤطّات: مؤلف امام ابو عبداللہ مالک بن انس المدنیؒ (م: ۱۷۹)
- اس کتاب میں تقریباً (۱۸۴۳) احادیث ہیں، یہ کتاب مرتبہ میں مسلم کے بعد ہے، حافظ ابن عبدالبر فرماتے ہیں کہ مؤطّات کی تمام بلاغات، مراسیل، منقطع روایات موصولاً ثابت ہے، سوائے چار احادیث کے، لیکن حافظ ابن صلاحؒ نے ان چار کا موصولاً ہونا بھی ایک مستقل تالیف کے ذریعہ ثابت کیا ہے۔

- (۳) المؤطّات: مؤلف محمد بن الحسن الشیبانی (م: ۱۸۹)

(۳) المؤطا: مؤلف ابو محمد عبد اللہ بن محمد المعروف بعبدان المروزی (م: ۲۹۳)

(۴) المستخرجات علی السنن :

مستخرج کی تعریف ماقبل میں گذر چکی ہے، جس طرح کتب الجوامع پر مستخرجات لکھے گئے، اس طرح سنن پر بھی مستخرجات لکھے گئے، البتہ مصنفات اور مؤطیات پر مستخرجات نہیں لکھے گئے۔

(۱) المستخرج علی سنن ابی داؤد: مؤلف ابو محمد قاسم بن اصمخ الاندلسی القرطبی (م: ۳۴۰)

(۲) المستخرج علی سنن ابی داؤد: مؤلف ابو بکر احمد بن علی ابن منجوبہ الاصبہانی (م: ۴۲۸)

یہ مستخرجات اب عالم وجود میں موجود نہیں ہے۔

(۵) زوائد السنن والمصنفات

زوائد کی تعریف ماقبل میں گذر چکی ہے، جس طرح جوامع پر کتب زوائد لکھی گئیں اسی طرح سنن اور مصنفات پر بھی کتب زوائد لکھی گئیں۔

(۱) مصباح الزجاجة فی زوائد ابن ماجہ (علی الستہ): مؤلف: شہاب الدین احمد

بن ابی بکر البوصیری (م: ۸۴۰)

(۲) زوائد سنن الدارقطنی مؤلف ابو العدل قاسم بن قطلوبغا المصری (م: ۸۷۹)

(۳) فوائد المنتقى لزوائد البيهقي فی سننه الكبرى (علی الستہ): مؤلف: ابو العباس

احمد بن محمد البوصیری (م: ۸۴۰)

(۴) زوائد مصنف ابن ابی شیبہ: مؤلف: دکتور حسین النقیب

(۶) المسانيد المرتبة علی الابواب

مسند کی تعریف ماقبل میں گذر چکی ہے، چند مسانید کو بھی ابواب فقہیہ کی ترتیب پر کر دیا گیا ہے۔

(۱) المسند ابو حنیفۃ النعمان بن ثابت (م: ۱۵۰)

علامہ کتانی فرماتے ہیں کہ امام صاحب کے کل پندرہ مسانید تھے اور امام ابو البصر الخلوئی کے

قول کے مطابق سترہ مسانید تھے، ان مسانید کی نسبت امام صاحب کی طرف اس لئے کی جاتی ہے کہ ان میں آپ سے منقول احادیث کو جمع کر دیا گیا ہے۔ فی نفسہ یہ آپ کی تالیف نہیں ہے۔ ابوالمؤید محمد بن محمود الخطیب الخوارزمی نے ان تمام مسانید کو ایک کتاب میں جمع کر دیا ہے اور اس کا نام 'جامع المسانید' رکھا ہے۔ احادیث کو ابواب فقہیہ کی ترتیب پر ذکر کیا ہے۔

(۲) مسند عبد اللہ ابن مبارک : مؤلف : امام عبد اللہ بن مبارک (م: ۱۸۱)

اس کتاب میں ۲۸۹ احادیث ہیں۔

(۳) مسند امام شافعی رحمہ اللہ (م: ۲۰۴) اس کتاب میں امام شافعی سے منقول مرفوع

وموقوف احادیث کو ابو عمر و محمد بن جعفر بن مطر النیسابوری نے جمع کر دیا ہے۔ احادیث کی تعداد مکررات کے ساتھ ۱۱۹۰ ہیں، بلا تکرار ۸۲۰ احادیث ہیں اور ۱۲۰ مرسل، منقطع اور معضل روایات ہیں۔

(۴) مسند ابو العباس السراج : مؤلف : ابو العباس السراج محمد بن اسحاق النیسابوری

(م: ۱۳۱۳)

(۵) مسند ابی عوانہ : مؤلف : یعقوب بن اسحاق الاسفرائینی (م: ۳۱۶)

(۶) مسند ابی سعید : مؤلف : ابوسعید الخدری بن کلیب الشافعی (م: ۳۳۵)

(۷) کتب الفقہ

کتب فقہ کی تعداد تو بہت زیادہ ہے، یہاں مقصود ان کتب فقہ کو بیان کرنا ہے جن میں احادیث بیان کی گئی ہیں۔

(۱) الأم مؤلف : امام محمد بن ادریس الشافعی (م: ۲۰۴)

(۲) المجلی بالانار مؤلف : ابن حزم ابو محمد علی بن احمد بن سعید بن حزم اندلسی (م: ۴۵۶)

(۳) الاحکام الکبری مؤلف : ابو محمد عبد الحق بن عبد الرحمن بن عبد اللہ شیبلی (م: ۵۸۲)

(۴) المغنی مؤلف : ابو محمد عبد اللہ بن احمد بن محمد بن قدامہ المقدسی حنبلی (م: ۶۲۰)

(۵) المجموع شرح المہذب مؤلف: ابو زکریا محی الدین یحییٰ بن شرف الدین النووی الشافعی (م: ۶۷۶)

(۶) المحرر فی الحدیث فی بیان الاحکام الشریعة مؤلف: ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عبد اللہ ہادی بن قدامہ المقدسی الحسینی (م: ۷۴۴)

(۷) طرح التثریب فی شرح تقریب الاسانید وترتیب المسانید مؤلف: زین الدین عبد الرحیم بن الحسین العراقی (م: ۸۰۶) وابنہ ابو زرعة ولی الدین احمد العراقی (م: ۸۲۶)

(۸) بلوغ المرام من جمع ادلة الاحکام مؤلف: ابن حجر عسقلانی (م: ۸۵۲) اس کتاب کی شرح امیر صنعانی (م: ۱۱۸۲) نے کی ہے۔

(۹) نیل الاوطار شرح منتقى الاخبار مؤلف: ابو عبد اللہ محمد بن علی اشوکانی صنعانی یمنی (م: ۱۲۵۰)

(۱۰) عقود الجواهر المنیفة فی ادلة مذهب الامام ابی حنیفة بما وافق فیہ الائمة الستة او احدهم مؤلف: ابو الفیض محمد بن محمد بن عبد الرزاق الحسینی المعروف مرتضی الزبیدی بلگرامی (م: ۱۲۰۵)

(۱۱) الروض الندیة فی شرح الدرر البہیة فی المسائل الفقہیة

مؤلف: نواب صدیق حسن خان قنوجی (م: ۱۳۰۷)

(۱۲) الحلال والحرام فی الاسلام مؤلف: دکتور یوسف القرضاوی

(۸) کتب التخریج علی کتب الفقہ

یہ وہ کتابیں ہیں جن میں کسی فقہ کی کتاب میں مذکورہ احادیث کی تخریج کی گئی ہو۔

چند اہم کتابیں حسب ذیل ہیں۔

(۱) نصب الراية لتخریج احادیث الهدایة مؤلف: ابو محمد جمال الدین عبد اللہ بن

یوسف الزیلعی الحنفی (م: ۷۶۲)

(۲) التلخیص الحبیر فی تخریج احادیث الرافعی الکبیر مؤلف: ابوالفضل احمد بن علی

بن حجر عسقلانی الشافعی (م: ۸۵۲)

(۳) ارواء الغلیل فی تخریج احادیث منار السبیل مؤلف: محمد ناصر الدین

الالبانی (م: ۱۴۲۰)

(۴) تخریج احادیث المدونة المروية عن مالک مؤلف: الطاهر محمد دریری

(۵) الکفاية فی معرفة احادیث الهدایة مؤلف: علاء الدین علی بن عثمان ابن الترمکانی

المارونی (م: ۷۵۰)

(۶) تخریج احادیث الشرح الکبیر للرافعی علی وجیز الغزالی فی الفقه الشافعی

مؤلف: عزالدین ابو عمر عبدالعزیز بن بدر الدین محمد بن ابراہیم بن جماعہ (م: ۷۶۷)

(۷) المغنی عن حمل الاسفار فی الاسفار فی تخریج ما فی الاحیاء من الاخبار

مؤلف: زین الدین ابوالفضل عبدالرحیم بن الحسین العراقی (م: ۸۰۶)

(۸) هداية الرواة الى تخریج احادیث المشکوة مؤلف: حافظ ابن حجر عسقلانی

(م: ۸۵۲)

(۹) الحاوی فی بیان آثار الطحاوی مؤلف: حافظ ابن حجر عسقلانی (م: ۸۵۲)

(۱۰) تخریج احادیث الشفا بتعريف حقوق المصطفى للقاضي عياض

مؤلف: زین الدین ابوالعدل قاسم بن قطلوبغا (م: ۸۷۹)

(۱۱) فوائد القلائد فی تخریج احادیث شرح العقائد

مؤلف: ابوالحسن علی بن محمد القاری الهروی الحنفی (م: ۲۵۴)

(۱۲) كشف النقاب عما يقوله الترمذی وفي الباب مؤلف: دكتور محمد حبیب اللہ مختار

(۹) اکثر ابواب دین پر مشتمل کتابوں کی چند شروحات

- (۱) معالم السنن شرح سنن ابی داؤد مؤلف: خطابی حمد بن محمد (م: ۳۸۸)
 - (۲) عون المعبود فی شرح سنن ابی داؤد مؤلف: ابوالطیب محمد شمس الحق الدیانی (م: ۱۳۲۹)
 - (۳) بذل المجہود فی حل ابی داؤد مؤلف: شیخ خلیل احمد سہارنپوری (م: ۱۳۴۶)
 - (۴) التمهید لما فی المؤطا من المعانی والاسانید مؤلف: ابو عمر یوسف بن عبداللہ بن محمد بن عبدالبر (م: ۴۶۳)
 - (۵) الاستذکار فی شرح مذاہب علماء الامصار بمار سمہ مالک فی موطنہ من الراى والآثار مؤلف: ابن عبدالبر (م: ۴۶۳)
 - (۶) شرح الزرقانی علی مؤطا امام مالک مؤلف: ابو عبداللہ محمد بن عبدالباقی بن یوسف الزرقانی (م: ۱۱۲۲)
 - (۷) القبس فی شرح مؤطا مالک بن انس مؤلف: ابن العربی المالکی (م: ۵۴۶)
 - (۸) تنویر الحوالک علی مؤطا مالک مؤلف: امام سیوطی (م: ۹۱۱)
 - (۹) اوجز المسالک الی مؤطا مالک مؤلف: شیخ محمد زکریا کاندھلوی (م: ۱۴۰۲)
- مذکورہ بالا کتابوں سے حدیث تخریج کرنے کا طریقہ وہی ہے جو ماقبل میں مذکور ہوا۔

(۳) وہ کتابیں جن میں ابواب دین میں سے کسی خاص باب سے متعلق احادیث جمع کر دی گئی ہوں۔

(۱) العقیدہ

(۱) الایمان۔ ابو عبیدہ (م: ۲۲۴)

(۲) الایمان۔ ابن ابی شیبہ (م: ۲۳۵)

(۳) التوحید۔ ابن خزیمہ (م: ۳۱۱)

(۲) الفقہ

(۱) الاشریہ۔ امام احمد بن محمد بن حنبل (م: ۲۴۱)

(۲) القراءة خلف الإمام۔ امام بخاری (م: ۲۵۶)

(۳) الصلاة۔ محمد بن نصر المروزی (م: ۲۹۴)

(۴) الصیام۔ ابوبکر جعفر بن محمد الفریابی (م: ۳۰۱)

(۳) اصول الفقہ

(۱) الرسالة۔ امام شافعی (م: ۲۰۴) (۲) ناسخ الحدیث ومنسوخہ۔ ابن شاہین

(م: ۳۸۵) (۳) الاحکام فی اصول الاحکام۔ ابن حزم (م: ۴۵۶)

(۴) الاعتبار فی الناسخ والمنسوخ فی الاحادیث والآثار۔ حازمی (م: ۵۸۴)

(۵) اخبار اهل الرسوخ فی الفقہ والتحدیث بمقدار المنسوخ من الحدیث۔

ابن جوزی (م: ۵۹۷) (۶) اقیسۃ النبی ﷺ۔ ابوالفرج عبدالرحمن بن عبدالوہاب

الدمشقی (م: ۶۳۴) (۷) الفقیہ والمتفقہ۔ خطیب (م: ۴۶۳)

(۴) الترغیب والترہیب

(۱) الترغیب والترہیب۔ ابن شاہین عمر بن احمد البغدادی (م: ۳۸۵)

(۲) الترغیب والترہیب۔ ابوالقاسم اسماعیل بن محمد بن الفضل التیمی

الاصفہانی (م: ۵۳۵) (۳) الترغیب والترہیب۔ ابو محمد عبدالعظیم بن عبدالقوی المنذری

المصری (م: ۶۵۶)

اس کتاب میں مؤلف نے مصادر اصلیہ سے ترغیب وترہیب کی احادیث جمع کر دی ہیں اور

اپنے خاص اسلوب (جس کی وضاحت کتاب کے مقدمہ میں کی گئی ہے) سے احادیث پر حکم لگایا ہے۔

(۵) الزهد والرفاق

(۱) الزهد۔ امام عبداللہ بن مبارک (م: ۱۸۱) (۲) الزهد۔ امام احمد بن حنبل (م: ۲۴۱)

(۳) الزهد۔ امام ہناد بن السری (م: ۲۴۳) (۴) الزهد۔ امام بیہقی (م: ۴۵۸)

(۶) الآداب

(۱) الآداب المفرد۔ امام بخاری (م: ۲۵۶) (۲) الآداب۔ امام بیہقی (م: ۴۵۸)

(۳) الاحادیث المختارة فی الاخلاق والآداب۔ ابوالفضل عبداللہ بن

محمد بن صدیق الادریسی

(۷) الاخلاق

(۱) مکارم الاخلاق۔ ابن ابی الدنیا (م: ۲۸۱) (۲) مکارم الاخلاق۔

طبرانی (م: ۳۶۰) (۳) مکارم الاخلاق۔ خرائطی (م: ۳۲۷)

(۴) مساوی الاخلاق۔ خرائطی (م: ۳۲۷)

(۸) الشمائل النبویہ ﷺ

(۱) الشمائل النبویہ۔ ترمذی (م: ۲۷۹) (۲) اخلاق النبی ﷺ۔ ابوالشیخ

(م: ۳۶۹) (۳) خصائص النبی ﷺ۔ امام سیوطی (م: ۹۱۱)

(۹) الفضائل

(۱) فضائل القرآن۔ امام شافعی (م: ۲۰۴) (۲) فضائل القرآن۔ ابوعبید (م: ۲۲۴)

(۳) فضائل القرآن۔ ابن کثیر (م: ۷۷۴) (۴) فضائل الصحابة۔ امام احمد (م: ۲۴۱)

(۵) فضائل الصحابة۔ امام نسائی (م: ۳۰۳) (۶) فضائل الاوقات۔ امام بیہقی

(م: ۴۵۸)

(۱۰) الادعية

(۱) الدعاء۔ طبرانی (م: ۳۶۰) (۲) الدعوات الکبیر۔ بیہقی (م: ۲۵۸)

(۱۱) المغازی والسير

(۱) الجہاد۔ عبد اللہ بن مبارک (م: ۱۸۱) (۲) الجہاد۔ ابن عساکر (م: ۵۷۱)

(۳) الجہاد۔ ابواسحاق الفزازی (م: ۱۸۵)

(۱۲) الفتن والملاحم

(۱) الفتن والملاحم۔ نعیم بن حماد المروزی (م: ۲۲۸)

(۲) الفتن والملاحم۔ ابن کثیر (م: ۷۷۴)

(۱۳) الاجتماعات

(۱) النکاح۔ ابوبکر جعفر بن محمد بن الحسن الفریابی (م: ۳۰۱)

(۲) عشرة النساء۔ نسائی (م: ۳۰۳) (۳) عشرة النساء۔ طبرانی (م: ۳۶۰)

(۴) الافصاح عن الاحادیث النکاح۔ ابوالعباس احمد بن محمد بن علی بن حجر

لھیتی (م: ۹۷۳)

(۱۴) الطب النبوی

(۱) الطب النبوی۔ ابو نعیم الاصبھانی (م: ۴۳۰) (۲) الطب النبوی۔ ابن

لسنی (م: ۳۶۴)

(۳) الطب النبوی۔ ابن قیم الجوزیہ (م: ۷۵۱) (۴) الطب النبوی۔ ابو عبد اللہ محمد بن احمد

الذھبی (م: ۷۴۷)

اگر مذکورہ بالا موضوعات میں کسی موضوع پر حدیث مطلوب ہو تو ان کتابوں کی مراجعت کی

جائے۔ اگر حدیث مطلوب مل جائے تو وہاں مذکور حوالوں کی مدد سے مصادر اصلیہ کی مراجعت کی جائے۔

محاسن:

(۱) اگر مخرج کا حدیث سے موضوع کا استنباط مؤلف کتاب کے استنباط کے موافق ہو جاتا ہے، تو حدیث باسانی مل جاتی ہے۔

(۲) ایک باب سے متعلق تمام احادیث یکجا مل جاتی ہیں، جس کی وجہ سے مختلف روایات و مختلف اسانید پر اطلاع حاصل ہوتی ہے۔

(۳) صحابہؓ میں سے حدیث مطلوب کو کن کن صحابہؓ نے روایت کیا ہے، اس کا علم ہو جاتا ہے، خاص طور پر ترمذی کے ذریعہ۔

(۴) مخرج کو حدیث سے مسائل مستنبط کرنے کا ملکہ حاصل ہو جاتا ہے۔

نوٹ: آج کل کمپیوٹر کے ذریعہ حدیث سرعت کے ساتھ مل جاتی ہے، لیکن یہ ملکہ حاصل نہیں ہو پاتا ہے۔

عیوب:

(۱) اگر مخرج کا حدیث سے موضوع کا استنباط مؤلف کتاب کے استنباط کے مخالف ہو جاتا ہے یا صحیح موضوع مستنبط نہیں کر پاتا تو مخرج شش و پنج میں مبتلا ہو جاتا ہے کہ حدیث مطلوب کتاب میں ہے بھی یا نہیں؟ حالانکہ وہ حدیث اس کتاب میں ہوتی ہے۔

(۲) ایک موضوع سے متعلق ساری روایات یکجا نہیں مل سکتی ہے، اس لئے کہ ان کتابوں کے مؤلفین نے تمام روایات کے ذکر کرنے کا التزام نہیں کیا ہے، نیز کبھی اس باب سے متعلق حدیث ان کے پاس ہوتی ہے، لیکن چونکہ ان کی شرط کے مطابق نہیں ہوتی اس لئے اس کو ذکر نہیں کرتے۔

(۳) کبھی آدمی انہی کتابوں پر اکتفاء کر لیتا ہے اور مسانید صحابہؓ اور معاجم صحابہؓ پر مرتب کتابوں سے صرف نظر کر لیتا ہے۔ حالانکہ ایسی کتابیں بھی احادیث کے ایک بڑے ذخیرہ پر مشتمل ہیں۔

تخریج کا پانچواں طریقہ

سند یا متن میں پائی جانے والی کسی صفت یا معنی کے ذریعہ تخریج کرنا۔

کبھی سند یا متن میں کوئی ایسی صفت پائی جاتی ہے، جو بغیر کسی غور و فکر کے سامنے آ جاتی ہے۔ جیسے سند کا قدسی ہونا یا مسلسل ہونا یا سند میں کسی مبہم کا ہونا یا سند میں اصول حدیث سے متعلق کسی بات کا ہونا جیسے سند "عن ابیہ عن جدہ" کی قبیل سے ہو یا متن کے شروع میں لفظ مثل ہو یا قرآنی آیات میں سے کسی آیت کی تفسیر بیان کی گئی ہو۔

اور کبھی سند یا متن میں کوئی ایسی بات پائی جاتی ہے۔ جو غور و فکر کے بغیر سامنے نہیں آتی ہے۔ جیسے سند کا مرسل ہونا یا متن کا مشہور ہونا یا متواتر ہونا یا سند یا متن کا معلول یا موضوع ہونا۔

علماء فن نے ہر دو قسم پر خاص طور سے کتابیں تالیف کی ہیں۔ جب طالب علم کو حدیث مطلوب میں مذکورہ بالا صفات میں سے کوئی صفت محسوس ہو تو انہی کتابوں کی طرف مراجعت کرنی چاہئے، جو خاص طور پر اس صفت کو سامنے رکھ کر تالیف کی گئی ہیں، وہاں طالب علم کو حدیث مطلوب بھی مل جائیگی اور ساتھ ساتھ وہ حدیث کن کن مصادر میں ہے اس کا بھی علم ہو جائیگا، جیسے حدیث مطلوب کے بارے میں معلوم ہو جائے کہ یہ حدیث قدسی ہے تو ان کتابوں کی طرف رجوع کرنا چاہئے، جن میں احادیث قدسیہ جمع کر دی گئی ہوں۔

سند یا متن میں پائی جانے والی ظاہری یا مخفی صفات کے اعتبار سے کتابوں کو دو قسموں میں منقسم کیا جاتا ہے۔

پہلی قسم : وہ کتابیں جن میں سند یا حدیث میں پائی جانے والی ظاہری صفات کو سامنے رکھ کر احادیث کو جمع کر دیا گیا ہو۔

اولا سند سے متعلق کتابوں کو ذکر کیا جاتا ہے۔

(۱) احادیث قدسیہ سے متعلق کتابیں :

حدیث قدسی وہ ہے جس کو نبی اکرم ﷺ اپنے پروردگار سے نقل کریں۔

(۱) مشکوٰۃ الانوار فیما روی عن اللہ من الاخبار مؤلف: محی الدین ابو عبد اللہ محمد بن علی محمد بن عربی اللاندی (م: ۶۳۸)

(۲) المقاصد السنیۃ فی الاحادیث الالہیۃ مؤلف: ابوالقاسم علی بن بلہان المقدسی (م: ۷۳۹)

(۳) الاتحافات السنیۃ فی الاحادیث القدسیۃ مؤلف: تاج العارفین عبدالرؤف المناوی (م: ۱۰۳۱)

(۴) الاتحافات السنیۃ فی الاحادیث القدسیۃ مؤلف: شیخ محمد بن محمود المدنی (م: ۱۲۰۰)

اس کتاب میں ۸۶۳ احادیث کو بدون سند کے ذکر کیا ہے، نیز احادیث کو تین قسموں میں منقسم کیا ہے۔ (۱) وہ احادیث جو قال سے شروع ہوتی ہیں۔ (۲) وہ احادیث جو یقول سے شروع ہوتی ہیں۔ (۳) وہ احادیث جو مذکورہ دونوں الفاظ کے علاوہ سے شروع ہوتی ہیں۔ اس تیسری قسم والی احادیث کو حروف ہجائیہ کی ترتیب پر ذکر کیا ہے۔

(۵) الصحيح المسند من الاحادیث القدسیۃ مؤلف: ابو عبد اللہ مصطفیٰ بن العدوی

شلبایہ

(۶) الاحادیث القدسیۃ مؤلف: علماء کی ایک جماعت

اس کتاب میں کتب ستہ اور مؤطا مالک کی چار سو احادیث قدسیہ کو جمع کر دیا گیا ہے۔

(۷) الاحادیث القدسیۃ مؤلف: شیخ جمال محمد علی شقری

اس کتاب میں (۳۸۵) احادیث قدسیہ سنن اور مؤطا مالک سے مع اسانید کے ذکر کی گئی

ہیں۔

(۲) احادیث مسلسلہ سے متعلق کتابیں :

حدیث مسلسل وہ ہے جس کو سلسلہ سند کے تمام رواۃ ایک ہی صیغہ ولفظ کے ساتھ بیان کریں یا بیان کرتے وقت سب کی حالت قولیہ و فعلیہ ایک ہو یا صرف حالت قولیہ یا صرف حالت فعلیہ ایک ہو جیسے مسلسل بالتشبیہ بالید، مسلسل بالمصافحہ، مسلسل بالتبسم یا ہر راوی ابتدائے سند سے آخر تک حدثنا یا سمعت یا والله انی سمعت وغیرہ الفاظ کہے۔ چند اہم کتابیں۔۔۔۔۔

(۱) المسلسلات الکبری مؤلف: امام سیوطی (م: ۹۱۱)

(۲) المناہل السلسلۃ فی احادیث المسلسلۃ مؤلف: محمد عبدالباقی الایوبی (م: ۱۳۳۳)

(۳) الفضل المبین مؤلف: شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (م: ۱۱۷۶)

(۳) مبہمات سے متعلق کتابیں :

مبہم وہ ہے جس کے نام کی متن یا سند میں صراحت نہ کی گئی ہو جیسے عن رجل، عن شیخ، عن ثقة جیسے الفاظ سے حدیث کو روایت کیا گیا ہو۔

(۱) الغوامض والمبہمات مؤلف: ابو محمد عبدالغنی بن سعید الازدی (م: ۴۰۹)

(۲) الاسماء المبہمة فی الانباء المحکمة مؤلف: خطیب بغدادی (م: ۴۶۳)

(۳) غوامض الاسماء المبہمة الواقعة فی متون الاحادیث المسندۃ مؤلف: ابوالقاسم

خلف بن عبدالملک المعروف بابن بشکوال القرطبی (م: ۵۷۸)

(۴) الاشارات الی المبہمات مؤلف: امام نووی (م: ۶۷۶)

(۵) المستفاد من مبہمات المتن والاسناد مؤلف: ولی الدین ابوزرعہ احمد بن عبدالرحیم

العراقی (م: ۸۲۶)

(۴) علوم حدیث سے متعلق تالیفات :

(۱) من روی عن ایہ عن جدہ۔ قاسم بن قطلوبغا (م: ۸۷۹)

(۲) الوشی المعلم فیمن روی عن ایہ عن جدہ عن النبی ﷺ مؤلف: صلاح

الدین ابوسعید خلیل کیکلدی علانی، دمشق (م: ۷۶۱)

✽ متن میں پائی جانے والی ظاہری صفات سے متعلق کتابیں :

(۱) اوائل سے متعلق کتابیں:

اوائل سے مراد وہ احادیث ہیں، جن کے شروع میں 'اول من' کا لفظ آیا ہو۔

(۱) الاوائل۔ مؤلف: ابوبکر احمد بن عمرو بن النبیل الفحاک بصری (م: ۲۷۸)

(۲) الاوائل۔ مؤلف: ابوالقاسم طبرانی (م: ۳۶۰)

(۲) امثال سے متعلق کتابیں :

امثال سے مراد وہ احادیث ہیں جن کے شروع میں لفظ "مثل" ہو۔

(۱) الامثال۔ مؤلف: ابوعبید قاسم بن سلام (م: ۲۲۴)

(۲) الامثال۔ مؤلف: ابوالحسن علی بن سعید بن عبد اللہ عسکری (م: ۳۰۵)

(۳) الامثال۔ مؤلف: ابو محمد الحسن بن عبد الرحمن بن خلاد رامهرمزی (م: ۳۶۰)

(۴) الامثال۔ مؤلف: ابوالشیخ عبد اللہ بن محمد بن جعفر بن حیان اندلسی (م: ۳۶۹)

(۳) تفسیر سے متعلق کتابیں :

مراد وہ کتابیں ہیں جن میں قرآن کی آیات کی تفسیر بیان کرنے کے دوران احادیث بیان کی

گئی ہوں۔

(۱) تفسیر۔ مؤلف: سفیان بن سعید بن مسروق الثوری (م: ۱۶۱)

(۲) تفسیر۔ مؤلف: عبدالرزاق بن ہمام صنعانی (م: ۲۱۱)

(۳) تفسیر۔ مؤلف: امام نسائی (م: ۳۰۳)

(۴) تفسیر الموسوم بجامع البیان تفسیر آی القرآن۔

مؤلف ابن جریر طبری ابو جعفر محمد بن جریر (م: ۳۱۰)

(۵) تفسیر۔ مؤلف: ابن ابی حاتم (م: ۳۲۷)

(۶) تفسیر البغوی الموسوم بمعالم التنزیل۔ مؤلف: ابو محمد الحسین بن مسعود الفراء

(م: ۵۱۶)

(۷) تفسیر۔ مؤلف: ابن کثیر (م: ۷۷۴)

(۸) الدر المنثور فی التفسیر بالماثور۔ مؤلف: امام سیوطی (م: ۹۱۱)

(۹) فتح القدیر۔ مؤلف: قاضی شوکانی (م: ۱۲۵۰)

(۱۰) الکاف الشاف فی تخریج احادیث الکشاف۔ مؤلف: ابن حجر عسقلانی

(م: ۸۵۲)

یہ کتاب 'الاسعاف باحادیث الکشاف للزمخشری' للزیلعی کا اختصار ہے، کچھ احادیث و آثار کا استدراک بھی کیا گیا ہے۔

دوسری قسم : وہ کتابیں ہیں جن میں سند یا متن حدیث میں پائی جانے والی مخفی صفات کو سامنے رکھ کر احادیث کو جمع کر دیا گیا ہو۔ اولاً سند میں پائی جانے والی مخفی صفات سے متعلق کتابیں ذکر کی جاتی ہیں۔

مراہیل سے متعلق کتابیں :

مرسل وہ حدیث ہے جس میں تابعی قال رسول اللہ ﷺ کہہ کر حدیث بیان کرے۔

(۱) المراسیل۔ مؤلف : امام ابوداؤد (م: ۲۷۵)

نوٹ : مراسیل ابن ابی حاتم کے نام سے جو کتاب مشہور ہے اس میں احادیث مرسلہ ذکر نہیں کی گئی ہیں، بلکہ وہ کتاب اسماء رجال کے قریب قریب ہے۔ اس میں صرف اس طرح بیان کیا گیا ہے فلان عن فلان روایت مرسل ہے، یعنی منقطع ہے، یہی حال علائی کی "جامع التحصیل فی احکام المراسیل" کا ہے۔

✽ علوم حدیث سے متعلق کتابیں :

(۱) السابق واللاحق فی تباعد بین وفاة الراویین عن شیخ واحد۔ مؤلف : خطیب بغدادی (م: ۴۶۳)

سابق ولاحق سے مراد ایسے دو راوی ہیں جو کسی شیخ سے روایت کرنے میں شریک ہوں، مگر ان میں سے ایک کا انتقال پہلے ہو گیا ہو اور دوسرے کا بعد میں اور دونوں کی وفات میں معتد بہ فاصلہ ہو تو اول انتقال کرنے والے کو سابق اور بعد میں انتقال کرنے والے کو لاحق کہتے ہیں۔

سابق ولاحق کی درمیانی مدت تقریباً ایک سو پچاس سال تک پائی گئی ہے، مثلاً حافظ ابو طاہر سلفی متوفی ۵۷۶ھ سے ابو علی بردانی متوفی ۴۹۸ھ نے ایک حدیث سنی اور اسے روایت بھی کیا ہے اور ان کی وفات استاذ سے اٹھتر (۷۸) سال پہلے ہوئی ہے اور سلفی کے آخری شاگرد ان کے نواسے ابو القاسم عبدالرحمن بن مکی متوفی ۶۵۰ھ ہیں، پس بردانی سابق کہلائیں گے اور ابو القاسم لاحق کیونکہ دونوں کی وفات کے درمیان ۱۵۲ سال کا فاصلہ ہے۔

(۲) موضع اوہام الجمع والتفریق۔ مؤلف : خطیب بغدادی (م: ۴۶۳)

✽ متن میں پائی جانے والی مخفی صفات سے متعلق کتابیں

(۱) احادیث متواترہ سے متعلق کتابیں :

حدیث متواترہ حدیث ہے جس کے روایت کرنے والے تمام طبقات سند میں اتنے زیادہ ہوں جن کا جھوٹ پر اتفاق کر لینا محال ہو۔

(۱) الفوائد المتکثرہ فی الاخبار المتواترة مؤلف: امام سیوطی (م: ۹۱۱)

(۲) الازهار المتناثرة فی الاخبار المتواترة مؤلف: امام سیوطی (م: ۹۱۱)

یہ کتاب الفوائد المتکثرہ کا اختصار ہے، اس کتاب میں ایسی ۱۱۲ احادیث جمع کر دی ہیں جس میں اسانید کے ہر طبقہ میں دس سے زائد رواۃ پائے گئے ہیں۔ یہ کتاب ابواب فقہیہ کی ترتیب پر مرتب ہے۔

(۳) اللالی المتناثرة فی الاحادیث المتواترة مؤلف: ابو عبد اللہ محمد بن علی طولون الحنفی (م: ۹۵۳)

(۴) نظم اللالی المتناثرة فی الاحادیث المتواترة - مؤلف: ابو الفیض محمد مرتضی الزبیدی (م: ۱۲۰۵)

(۵) نظم المتناثر من الحدیث المتواتر - مؤلف: شریف محمد بن جعفر الکتانی (م: ۱۳۲۵)

اس کتاب میں ۳۱۰ احادیث کو جمع کر دیا ہے۔

(۲) احادیث مشہورہ سے متعلق کتابیں : ان کتابوں کا ذکر ماقبل میں ہو چکا ہے۔

✽ سند اور متن دونوں میں پائے جانے والی مخفی صفات سے متعلق کتابیں

(۱) احادیث معلولہ سے متعلق کتابیں

حدیث معلل وہ ہے جس کا ظاہر سلامت ہو لیکن باطن میں کوئی ایسی علت پائی جائے جو حدیث کی صحت کے لئے قاذح ہو۔

(۱) العلل معرفة الرجال - امام یحییٰ بن معین (م: ۲۳۳)

(۲) علل الحدیث - امام علی بن المدینی (م: ۲۳۴)

(۳) العلل ومعرفة الرجال - امام احمد بن حنبل (م: ۲۴۱)

(۴) المسند المعلل - امام یعقوب بن شیبہ (م: ۲۶۲)

(۵) العلل الصغير - امام ترمذی (م: ۲۷۹)

(۶) تہذیب الآثار - ابن جریر طبری (م: ۳۱۰)

(۷) علل الحديث - ابن ابی حاتم رازی (م: ۳۲۷)

(۸) العلل الكبرى - دارقطنی (م: ۳۸۵)

(۹) العلل المتناہیة فی الاحادیث الواہیة - ابن جوزی (م: ۵۹۷)

(۲) احادیث موضوعہ سے متعلق کتابیں۔

موضوع حدیث وہ ہے جو کسی ایسے راوی سے مروی ہو جو مطعون بالکذب ہو۔

(۱) الاباطیل - مؤلف: ابو عبد اللہ الحسین بن ابراہیم الجوزی (م: ۵۲۳)

(۲) الموضوعات الكبرى - مؤلف: ابن جوزی (م: ۵۹۷)

(۳) المغنی عن الحفظ والكتاب بقوله لا یصح شیء فی هذا الباب - مؤلف: عمر بن بدر الموصلی

(م: ۶۲۲)

(۴) موضوعات الصاغانی - مؤلف: ابو الفضائل الحسن بن محمد (م: ۶۵۰)

(۵) احادیث القصاص - مؤلف: امام ابن تیمیہ (م: ۶۲۱)

(۶) اللالی المصنوعة فی الاحادیث الموضوعة - مؤلف: امام سیوطی (م: ۹۱۱)

(۷) تنزیہ الشریعة المرفوعة عن الاخبار الشنیعة الموضوعة - مؤلف: ابن عراق ابو الحسن علی بن محمد

بن عراق الکلتانی (م: ۹۶۳)

(۸) تذکرۃ الموضوعات - مؤلف: محمد بن طاہر بٹنی (م: ۹۸۶)

(۹) الاسرار المرفوعة فی الاخبار الموضوعة - مؤلف: ملا علی قاری (م: ۱۰۱۴)

(۱۰) المصنوع فی معرفة الحديث الموضوع - ملا علی قاری (م: ۱۰۱۴)

(۱۱) الفوائد المجموعة فی الاحادیث الموضوعة - مؤلف: شوکانی (م: ۱۲۵۰)

- (۱۲) الآثار المرفوعة فی الاخبار الموضوعة۔ مؤلف: ابوالحسنات عبدالحی لکھنوی (م: ۱۳۰۴)
- (۱۳) اللؤلؤ المرصوع فیما قبل لا اصل له او باصله الموضوع۔ مؤلف: ابوالحسن محمد بن خلیل القاوی (م: ۱۳۰۵)

✽ محاسن:

(۱) اگر حدیث مطلوب میں کوئی ظاہری صفت پائی جاتی ہے تو حدیث بڑی آسانی سے مل جاتی ہے۔

(۲) ان کتابوں میں سند اور متن سے متعلق علمی فوائد بھی حاصل ہو جاتے ہیں، جو دیگر کتابوں میں نہیں پائے جاتے۔

✽ عیوب:

جو آدمی علوم حدیث اور مصطلحات حدیث نیز حدیث کے ظاہری اور خفی صفات سے واقف نہ ہو ایسے آدمی کے لئے ان کتابوں سے تخریج کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔

تخریج کا چھٹا طریقہ

تتبع واستقراء کے ذریعہ حدیث کی تخریج کرنا

بعض کتابیں ایسی ہیں جو مذکورہ بالا طریقوں میں سے کسی بھی طریقہ پر مرتب نہیں ہیں یعنی نہ وہ کلمات غریبہ مہمہ پر، نہ اوائل حدیث پر، نہ مسانید صحابہ پر، نہ ابواب و موضوعات پر، نہ سند و متن میں پائی جانے والی کسی ظاہری یا باطنی صفات پر مرتب ہوتی ہیں۔ ایسی کتابوں سے حدیث تلاش کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ایک ایک صفحہ اور ایک ایک سطر دیکھی جائے۔

یہ کتابیں چند قسموں پر منقسم ہوتی ہیں۔

(۱) اجزاء حدیثیہ

اجزاء جزء کی جمع ہے، جزء اس کتاب کو کہتے ہیں جس میں کسی جزوی مسئلہ سے متعلق تمام روایات یکجا جمع کر دی گئی ہوں یا کسی ایک صحابی کی یا کسی ایک تابعی کی تمام روایات جمع کر دی گئی ہوں، یہاں مقصود ان لوگوں کی احادیث کا جمع کیا جانا مراد ہے، جو صحابہؓ کے بعد گزرے ہیں۔

(۱) الثقیات: ابو عبد اللہ القاسم بن الفضل بن احمد الثقفی (م: ۴۸۹)

(۲) جعدیات: ابوالحسن علی بن الجعد البغدادی (م: ۳۳۲) یہ کتاب کل بارہ اجزاء پر

مشمول ہے جس کو ابوالقاسم عبد اللہ بن محمد البغوی نے جمع کیا ہے، اب یہ کتاب "مسند ابی الجعد" کے نام سے طبع ہو چکی ہے۔

(۳) خلعیات: ابوالحسن علی بن الحسن الخلعی الموصلی (م: ۴۹۲)

(۴) سلفیات: ابوطاہر احمد بن محمد سلفی (م: ۵۷۶)

(۵) طیوریات: ابوالحسن مبارک بن عبد الجبار المعروف بابن الطیوری (م: ۵۰۰)

(۶) القطبیات: ابوبکر احمد بن جعفر بن حمدان قطعی بغدادی (م: ۳۶۸)

(۲) الاربعینات :

وہ کتابیں ہیں جس میں کم و بیش چالیس احادیث کسی ایک موضوع سے متعلق یا مختلف موضوع سے متعلق جمع کی گئی ہوں۔

(۱) الاربعون: ابو بکر محمد بن حسین الآجری البغدادی (م: ۳۶۰)

(۲) الاربعون: امام بیہقی (م: ۴۵۸)

(۳) الاربعون: امام سلفی (م: ۵۷۶)

(۴) الاربعون: امام نووی (م: ۶۷۶)

(۳) افراد

ان کتب حدیث کو کہا جاتا ہے، جن میں کسی ایک محدث کی ایسی احادیث کو جمع کیا گیا ہو، جن کے روایت کرنے میں وہ منفرد ہو۔

(۱) الافراد والغرائب: مؤلف دارقطنی (م: ۳۸۵)

(۲) الافراد: مؤلف ابن شاہین (م: ۳۸۵)

(۴) امالی حدیثیہ

وہ کتابیں ہیں جن کے مؤلفین نے اپنے استاذ سے سنی ہوئی احادیث کو لکھ لیا ہو۔

(۱) الامالی: ابو عبد اللہ حسین بن اسماعیل الحافظی البغدادی (م: ۳۳۰)

(۲) الامالی: ابو طاہر محمد بن عبد الرحمن النخلص البغدادی (م: ۳۹۳)

(۳) الامالی: ابو القاسم عبد الملک بن محمد ابن بشران البغدادی (م: ۴۳۰)

(۴) الامالی: ابو القاسم علی بن الحسن ابن عسا کر دمشقی (م: ۵۷۱)

(۵) الامالی: ابو الفضل احمد بن علی بن حجر عسقلانی (م: ۸۵۲)

(۵) تاریخ الرجال

- (۱) تاریخ یحییٰ بن معین۔ یحییٰ بن معین (م: ۲۳۳)
- (۲) تاریخ واسط۔ اسلم بن سہل المعروف بجسل (م: ۲۹۲)
- (۳) تاریخ اصبہان۔ ابو نعیم (م: ۴۳۰)
- (۴) تاریخ بغداد۔ خطیب بغدادی (م: ۴۶۳)
- (۵) تاریخ دمشق۔ ابن عساکر (م: ۵۷۱)

(۶) طبقات

وہ کتابیں ہیں جن میں محدثین کی احادیث طبقہ در طبقہ کے اعتبار سے مؤلف کے زمانہ تک کی لکھی گئی ہوں، ان کتابوں میں احادیث مؤلف کتاب کی سند سے ہوتی ہے۔

- (۱) الطبقات الکبریٰ۔ ابن سعد (م: ۲۳۰)
- (۲) طبقات المحدثین باصفہان والواردین علیہا۔ ابوالشیخ (م: ۳۶۹)
- (۳) طبقات الشافعیۃ الکبریٰ۔ سبکی (م: ۷۷۱)

(۷) فوائد

یہ وہ کتابیں ہیں جن کے مؤلفین نے ابواب دین میں کسی ایک باب کی احادیث کے فوائد حدیثیہ بیان کئے ہوں، ان کتابوں میں بھی احادیث مع اسانید کے ذکر کی جاتی ہیں۔

- (۱) الفوائد: ابوالبشر اسماعیل بن عبداللہ عبدی سمویہ (م: ۲۶۷)
- (۲) الفوائد: ابوبکر محمد بن عبداللہ بن ابراہیم شافعی (م: ۳۵۴)
- (۳) الفوائد: تمام بن محمد بن عبداللہ رازی (م: ۴۱۴)

(۸) المئات الحدیثیہ:

- (۱) المائتان المنتقاة: ابو عثمان اسماعیل بن عبدالرحمن صابونی (م: ۴۴۹)

(۲) المائۃ حدیث: ابواسامعیل عبداللہ بن محمد الانصاری (م: ۴۸۱)

(۳) الاحادیث المائۃ: ابن ابی شریح ابو محمد عبدالرحمن بن احمد انصاری (م: ۳۹۲)

(۹) المشیخات و معاجم الشیوخ

وہ کتابیں جن کے مؤلفین نے اپنے مشائخ حدیث کی احادیث کو ان کے اسماء کی ترتیب پر جمع کر دیا ہوں۔

(۱) المعجم: ابوسعید احمد بن محمد بن زیاد المعروف بابن الاعرابی (م: ۳۴۰)

(۲) المعجم الاوسط: طبرانی (م: ۳۶۰)

(۳) المعجم الصغیر: طبرانی (م: ۳۶۰)

(۴) معجم الشیوخ: ابوالحسین محمد بن احمد المعروف بابن جمیع (م: ۴۰۲)

(۵) معجم الشیوخ: ابوسعید عبدالکریم بن محمد سمعانی (م: ۵۶۲)

(۶) معجم السفر: ابوطاہر احمد بن محمد بن احمد بن محمد بن ابراہیم ابن سلفہ (م: ۵۷۶)

(۷) المعجم: عبدالکریم بن منصور ابوالمنظر سمعانی (م: ۴۸۹)

(۸) معجم الشیوخ: ابن الجوزی (م: ۵۹۷)

(۹) مشیخۃ النعال البغدادی۔ تخریج: رشید الدین محمد بن عبدالعظیم منذری (م: ۶۴۳)

(۱۰) معجم الشیوخ: امام ذہبی (م: ۷۴۸)

(۱۰) مختلف الحدیث و مشکل الحدیث

مختلف الحدیث سے وہ دو حدیثیں مراد ہیں جن میں بظاہر تعارض معلوم ہوتا ہو، لیکن حقیقت میں کوئی تعارض نہ ہو۔

مشکل الحدیث سے مراد وہ حدیث ہے جن میں کسی بھی قسم کا اور کسی بھی سبب سے کوئی اشکال ہو۔

(۱) اختلاف الحدیث: امام شافعی (م: ۲۰۴)

(۲) تاویل مختلف الحدیث: ابن قتیبہ دینوری (م: ۲۷۶)

(۳) شرح معانی الآثار: ابو جعفر احمد بن محمد طحاوی (م: ۳۲۱)

(۴) بیان مشکل الآثار: ابو جعفر احمد بن محمد طحاوی (م: ۳۲۱)

تنبیہ: مذکورہ بالا کتابیں چھٹے طریقہ کے ماتحت اسی وقت ہوں گی جب ان کی کوئی فہرست تیار نہ کی گئی ہو، اگر ان کتابوں میں مذکور احادیث کے کلمات غریبہ مہمہ کی فہرست تیار کر لی جائے تو یہ کتابیں پہلے طریقہ کے ماتحت ہو جائیں گی اور اگر اداکل حدیث کے اعتبار سے فہرست تیار کر لی جائے تو یہ کتابیں دوسرے طریقہ کے ماتحت ہو جائیں گی اور اگر مسانید صحابہ کے اعتبار سے فہرست تیار کر لی جائے تو تیسرے طریقہ کے ماتحت ہو جائیں گی اور اگر ان کتابوں کو ابواب و موضوعات فقہیہ کے اعتبار سے مرتب کر دیا جائے تو یہ کتابیں چوتھے طریقہ میں داخل ہو جائیں گی۔

✽ محاسن:

(۱) حدیث تک رسائی حاصل کرنے کا یہ طریقہ سب سے بہتر ہے، اس لئے کہ اس طریقہ سے تخریج کرنے میں ایک ایک سطر کا بغور مطالعہ کرنا پڑتا ہے، بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ حدیث کی تخریج چھوٹ جائے۔

(۲) ایک حدیث تلاش کرنے کے دوران مخرج کی نظروں سے ضمناً بہت ساری احادیث گزر جاتی ہے۔

✽ عیوب:

ایک ایک سطر کے دیکھنے میں بہت سادقت صرف ہوتا ہے اور کبھی حدیث اس کتاب میں نہ ہونے کی وجہ سے نہیں مل پاتی ہے اور کبھی حدیث ہوتی ہے لیکن جلد بازی یا نگاہ کے چوک جانے کی وجہ سے نہیں مل پاتی۔

یہ کل تخریج کے چھ طریقے ہوئے۔ ان چھ طریقوں میں سے جس سے بھی تخریج کرنا چاہیں، کر سکتے ہیں، لیکن ہر طریقہ کے کچھ محاسن ہیں اور کچھ معایب۔ ہر طریقہ کے عیوب کا انجبار دوسرے طریقہ کے ذریعہ ہو سکتا ہے، اس لئے صرف ایک طریقہ پر اکتفاء کر لینے سے تخریجی عمل مکمل نہیں ہو سکتا ہے۔ مثال کے طور پر اگر صرف پہلے طریقہ پر اکتفاء کر لیا جائے تو صرف نو کتابوں سے ہی تخریج ہو سکے گی اور دیگر کتابوں سے تخریج رہ جائیگی۔ اسی طرح اگر صرف دوسرے طریقہ کو اختیار کیا گیا تو ہو سکتا ہے کہ اول حدیث میں ادنیٰ اختلاف کی وجہ سے حدیث نہ مل سکے، نیز اس طریقہ میں جو مصادر ذکر کئے گئے ہیں وہ بھی محدود ہیں، اس لئے تخریجی عمل مکمل نہ ہو سکے گا، اسی طرح ہر طریقہ کا حال ہے لہذا طالب علم کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے تخریجی عمل کو مکمل کرنے کے لئے تمام طریقوں کو اختیار کرے اور ان طرق سے متعلق جتنی کتابیں ہیں سب کی طرف مراجعت کرے، اب یہاں تخریج کے تمام طریقوں سے تخریجی عمل کا طریقہ کار ذکر کیا جاتا ہے۔

(۱) حدیث مطلوب میں مذکور کلمات غریبہ و مہمہ کو اخذ کر کے معجم المفہر س اور کتب غریب الحدیث سے معلومات جمع کرنا۔

(۲) دوسرے طریقہ (یعنی اول متن حدیث پر مرتب) کی کتابوں کی مراجعت کر کے دیکھ لیا جائے کہ کیا ان میں وہی مصادر ذکر کئے ہیں جو معجم المفہر س میں ذکر کئے ہیں یا اس سے کم، اگر یہ دو باتیں ہوں تو وہاں سے معلومات اخذ کرنے کی ضرورت نہ ہوگی اور اگر کوئی زائد حوالہ دیا ہو تو اسے نوٹ کر لیا جائے اور اگر حدیث پر حکم مل جائے تو اسے بھی نوٹ کر لیا جائے۔

(۳) تیسرے طریقہ (مسانید و معاجم کی ترتیب پر مرتب) کی کتابوں کی طرف مراجعت کی جائے اگر کوئی زائد حوالہ مل جائے تو ما قبل کی معلومات کے ساتھ ملا لیا جائے۔

(۴) پھر چوتھے طریقہ (موضوعات اور ابواب پر مرتب) کی کتابوں کو دیکھ لیا جائے، اگر کوئی زائد حوالہ مل جائے تو ما قبل کی معلومات کے ساتھ ملا لیا جائے۔

(۵) اگر حدیث مطلوب میں کوئی ظاہری یا باطنی صفت پائی جائے تو پانچویں طریقہ کی کتابوں کی مراجعت کی جائے اگر کوئی زائد حوالہ مل جائے تو ماقبل کی معلومات کے ساتھ ملا لیا جائے۔

(۶) پھر چھٹے طریقہ کو اختیار کرتے ہوئے اس طریقہ کی کتابوں کی مراجعت کی جائے، اگر کوئی زائد حوالہ ملے تو ماقبل کی معلومات کے ساتھ ملا لیا جائے۔

ان تمام معلومات کو مد نظر رکھتے ہوئے اصل کتابوں کی مراجعت کی جائیں، اس طرح تخریجی عمل مکمل ہو جائیگا۔

تخریج شدہ مواد کی تشکیل : تخریج شدہ مواد کی تشکیل کے تین طریقے ہیں۔

(۱) مختصر اسلوب :

اگر طالب علم کا مقصد صرف یہ ہو کہ یہ حدیث کن کن مصادر میں ہے تو تخریج سے حاصل شدہ مواد کو مختصراً قلمبند کر لے بایں طور کہ اس میں صرف حوالہ دی ہوئی کتاب کا نام، مرکزی عنوان مثلاً (کتاب الطہارۃ وغیرہ) اور ذیلی عنوان جیسے (باب ان الماء لا ینجس) کے ساتھ لکھ دے، اگر اس کتاب میں حدیثوں کی نمبرنگ ہو تو حدیث نمبر بھی لکھ دے۔ اگر حوالہ دی ہوئی کتاب مضامین علمیہ کے علاوہ پر مرتب ہو تو صرف جلد نمبر اور صفحہ نمبر لکھ دے، ہاں حدیث نمبر اگر موجود ہو تو وہ بھی لکھے۔ متعدد مصادر کی صورت میں مضبوط ترین مصدر کو پہلے لکھے، پھر جو اس سے کم حیثیت کا ہو، علی ہذا القیاس اگر محدثین میں سے کسی نے حدیث کا درجہ بیان کیا تو اجمالاً اسے بھی ذکر کر دے۔ مثلاً حدیث انسؓ لایؤمن احدکم حتی یحب لاخیه مایحب لنفسه کی تخریج کے بعد جو مواد اکٹھا ہو، اس کی تشکیل اس طرح کرے۔

اخرجه البخاری کتاب الایمان باب من الایمان ان یحب لاخیه مایحب لنفسه ۵۶/۱ رقم ۱۳ من فتح الباری۔

ومسلم کتاب الایمان باب الدلیل علی ان من خصال الایمان ان یحب لاخیه مایحب لنفسه من

الخیر ۱/۶۸، ۶۷، ۶۶، ۶۵، ۶۴، ۶۳

والترمذی کتاب صفة القيامة باب بدون ترجمة (رقم الباب ۵۹) ۲/۶۶۷ رقم

۲۵۱۵،

والنسائی کتاب الايمان باب علامة الايمان ۸/۱۱۵ رقم ۵۰۱۶ وباب علامة

المؤمن ۸/۱۲۵ رقم ۵۰۳۹۔ وابن ماجه المقدمة باب في الايمان ۲/۲۶ رقم ۶۶

والدارمی کتاب الرقاق باب لا يؤمن احدكم حتى يحب لاختيه ما يحب لنفسه ۲/

۳۹۷ رقم ۲۷۴۰

واحمد في مسنده ۳/۱۷۶، ۲۹۶، ۲۵۱، ۲۷۲، ۲۷۸، ۲۸۹ وقال الترمذی

حديث صحيح

وله شاهد من حديث علي بن ابي طالب رضي الله عنه مرفوعاً بلفظ ويحب له ما يحب لنفسه۔

اخرجه الترمذی کتاب الاداب باب ماجاء في تسميت العاطس ۵/۸۰ رقم ۲۷۳۶

وابن ماجه کتاب الجنائز باب ماجاء في عيادة المريض ۱/۳۶۱ رقم ۱۴۳۳

والدارمی کتاب الاستيذان باب في حق المسلم على المسلم ۲/۱۸۸ رقم ۲۶۳۳

واحمد في مسنده ۱/۸۹ وقال الترمذی حديث حسن

(۲) متوسط اسلوب :

اگر مقصد یہ ہو کہ حدیث کے مصادر کی نشاندہی کے ساتھ ساتھ متعدد مصادر میں اس کی مختلف سندوں کے مدار اور الفاظ حدیث کا اختلاف بھی سامنے آجائے تو درمیانی اسلوب اختیار کر لے یاں طور کہ مختصر اسلوب کی طرح جملہ مصادر اور ان کے ذیلی مقامات ذکر کرنے کے بعد آگے اس طرح عبارت لکھ دے۔

كلهم بطرقهم المختلفة عن قتادة عن انس رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم مثله بزيادة " والذي

نفسی بیدہ "فی اول الحدیث و زیادة" المسلم "بعد" لایخیه "و" من الخیر "فی آخر الحدیث
فی بعض الطرق پھر حدیث کا شاہد ذکر کر دے جیسے اس حدیث کے لئے شاہد حضرت علیؓ کی حدیث
ہے۔

(۳) مفصل اسلوب :

اور اگر مقصد حدیث کی مکمل تحقیق اور اس کے جملہ طرق و الفاظ کو تفصیل سے پیش کرنا ہو تو
مفصل طریقہ اپنانا چاہیے بایں طور کہ مصادر کے مصنفین کی ترتیب زمانی کا خیال کرتے ہوئے ایک ایک
کی الگ الگ سند کو اس راوی تک پہنچائے، جس پر دوسری سند آ کر ملتی ہو، پھر سب کو جمع کرتا ہوا آخری
مدار اسناد پر پہنچا کر سند کو رسول اللہ ﷺ تک پہنچا دے، اس دوران مختلف مصادر طرق میں اگر
مطلوبہ حدیث کا لفظ کچھ مختلف ہو تو اس کی بھی وضاحت کر دے۔ جیسے

اخر جہ احمد ۳/ ۲۵۱ عن شیخہ عفان، واحمد ایضا ۳/ ۲۸۹ عن شیخہ بھز

کلاهما عن ہمام

واخر جہ احمد ایضا ۳/ ۲۰۶ عن شیخہ روح

والبخاری ۱/ ۵۶ رقم ۱۳ عن شیخہ مسدد

ومسلم ۱/ ۲۸ رقم ۷۲ عن شیخہ زہیر بن حرب

والنسائی ۸/ ۱۱۵ رقم ۵۰۱ عن شیخہ موسیٰ بن عبد الرحمن

قال حدثنا ابو اسامة ثلاثہم (روح، یحییٰ، ابو اسامة) عن حسین المعلم

واخر جہ احمد ایضا ۳/ ۱۷۶ عن حجاج

واحمد ایضا ۳/ ۲۷۲ عن روح

والدارمی ۲/ ۳۹۸ رقم ۲۷۴۰ عن یزید بن ہارون واحمد ایضا ۳/ ۱۷۶

ومسلم ۱/ ۶۷ رقم ۷۱

وابن ماجہ ۱/۲۶ رقم ۲۶

کلاہما (مسلم، ابن ماجہ) عن محمد بن بشار و محمد بن المثنی
ثلاثتهم (احمد، محمد بن بشار، محمد بن المثنی) عن محمد بن جعفر

والبخاری ۱/۵۶ رقم ۱۳ عن مسدد عن یحیی بن سعید القطان

والترمذی ۴/۲۱۸ رقم ۲۶۳۴

والنسائی ۸/۱۲۵ رقم ۵۰۳۹

کلاہما (ترمذی، النسائی) من سوید بن نصر عن عبد اللہ بن المبارک

والنسائی ایضا ۸/۱۱۵ رقم ۵۰۱۶ عن حمید بن مسعدة عن بشر

ثمانیتهم (حجاج، روح، یزید، محمد بن جعفر، یحیی القطان، عبد اللہ النصر، بشر)

عن شعبۃ

وثلاثتهم (ہمام، حسین المعلم، شعبۃ) عن قتادة عن انس رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم مثله

بفرق یسیر جدا

وقال الترمذی هذا حدیث صحیح پھر شاہد ذکر کرے جیسا کہ مختصر اسلوب کے ضمن میں

بیان کیا گیا۔

حدیث کی مکمل تخریج اور اس کے طرق والفاظ نکالنے کے بعد نمبر آتا ہے حدیث کی اسناد کو پرکھنے اور شرائط صحت کی جامع ہونے نہ ہونے کے اعتبار سے اس پر صحیح، حسن، ضعیف یا موضوع کا حکم لگانے کا، ظاہر ہے اس کے لئے محدثین کرام کے ان قواعد و اصول کا مطالعہ کرنا ضروری ہوگا۔ جن کے پیش نظر وہ حضرات حدیثوں پر حکم لگاتے ہیں پھر عملی طور پر جہاں ضرورت ہو وہاں ان اصول کو منطبق کرتے ہوئے خود بھی حکم لگانے کی کوشش کرنی ہوگی تاکہ ثابت و صحیح احادیث پر عمل کیا جائے اور غیر ثابت سے پرہیز کیا جائے اس لئے نقد اسناد کے ضروری اصول اور محدثین کے طریقہ کار کی وضاحت بھی نہایت

ضروری ہے، اس کے بغیر روایتی معیار پر نقد حدیث کا عمل انجام نہیں پاسکے گا۔

اس موضوع پر متعدد اہم کتابیں تصنیف کی جا چکی ہیں، بعض کتابیں درج ذیل ہیں۔

(۱) اصول التخریج ودراسة الاسانید: از دکتور محمود الطحان

(۲) تخریج الحدیث نشأته ومنهجه: دکتور ابواللیث خیر آبادی

(۳) علوم الحدیث اصیلہا ومعاصرہا: دکتور ابواللیث خیر آبادی

(۴) منهج دراسة الاسانید والحکم علیہا: دکتور ولید حسن العالی

(۵) دراسة الحدیث الصحیح والحسن وفکرہ: ابن صلاح

(۶) دراسة تطبیق الامثلة لانواع الحدیث المختلفة

آخر الذکر دونوں کتابیں خلاص طور سے شعبہ تخصص فی الحدیث دارالعلوم دیوبند کے نصابی جزء کی حیثیت سے حضرت مولانا نعمت اللہ صاحب اعظمی مدظلہ نے اپنی نگرانی میں تیار کرائی ہے اور بہت مفید ہے۔ (حدیث اور فہم حدیث ص ۲۶۶، ۲۶۷)

مذکورہ بالا کتابوں کی روشنی میں تخریج حدیث کے موضوع سے متعلق کچھ باتیں گذشتہ اوراق میں بیان کر دی گئی، اب دوسرے پہلو یعنی دراسة الاسانید سے متعلق ضروری باتیں حدیث اور فہم حدیث کے صفحہ ۲۸۶ تا ۲۹۷ سے نقل کی جاتی ہے۔

نقد اسناد کی حقیقت:

نقد اسناد کا مطلب یہ ہے کہ سلسلہ سند کے تمام رجال کا گہرائی سے مطالعہ کیا جائے یا اس طور کہ کتب رجال کی مدد سے ہر ایک کے متعلق یہ معلوم کیا جائے کہ وہ ثقہ ہے یا ضعیف؟ پھر اس کے ضعیف یا ثقہ کہے جانے کی کیا بنیاد ہے؟ راوی کا اس شخص سے جس سے وہ حدیث روایت کر رہا ہے سماع یا لقاء ثابت ہے یا نہیں جس کی بناء پر سند کے اتصال و انقطاع کا فیصلہ ہوتا ہے اور یہ اطمینان کر لیا جائے کہ کہیں ایسا تو نہیں کہ کوئی راوی مدلس ہو اور عنعنہ کے ساتھ روایت کر رہا ہے، یا سرے سے اپنے مردی عنہ کا

زمانہ پایا ہی نہیں اور ڈھٹائی کی ساتھ صیغہ سماع سے روایت کر رہا ہے، یہ بات راویوں کی تاریخ ولادت و وفات جاننے سے حاصل ہو سکتی ہے، یا علماء جرح و تعدیل کی تصریحات سے کہ فلاں راوی نے فلاں راوی سے حدیث سنی ہے یا نہیں سنی ہے۔

اسی طرح نقد حدیث کے ماہرین جو اسانید و متون کے علتوں سے واقف ہوتے ہیں اور ان علتوں کا ادراک ہر محدث کے بس میں نہیں ہوتا ان کی کتابوں کا وسعت و گہرائی سے مطالعہ کر کے یہ معلوم کرنا بھی ضروری ہے کہ حدیث کسی باطنی علت یا شذوذ کا شکار نہیں ہے۔

نقد اسناد کی نزاکت :

نقد اسناد کا کام بہت نازک اور مشکل ہے، اسی وجہ سے حافظ ابن صلاح (م ۶۴۳ھ) نے اپنی کتاب "معرفة انواع علم الحديث" معروف بہ مقدمہ ابن الصلاح میں حدیثوں پر حکم لگانے کا حق صرف متقدمین ائمہ حدیث اور نقاد حدیث کو دیا ہے اور اپنے دور (ساتویں صدی ہجری) یا اس کے بعد کے علماء کو یہ حق نہیں دیتے، چنانچہ فرماتے ہیں،

اذا وجدنا فيما يروى من اجزاء الحديث وغيرها حديثا صحيح الاسناد ولم نجده في احد الصحيحين، ولا متصوفا على صحته في مصنفات ائمة الحديث المعتمدة المشهورة؛ فانا لا نتجاسر على جزم الحكم بصحته، فقد تعذر في هذه الاعصار الاستقلال بادراك الصحيح بمجرد اعتبار الاسانيد؛ لانه مامن اسناد من ذلك الا وتجد في رجاله من اعتمد في روايته على ما في كتابه عربا عما يشترط في الصحيح من الحفظ والضبط والاتقان؛ قال الامر اذا في معرفة الصحيح والحسن الى الاعتماد على مانص عليه ائمة الحديث في تصانيفهم المعتمدة المشهورة۔ (مقدمة ابن الصلاح ص ۱۹)

جب ہم حدیثی اجزاء جیسے غیر مشہور مجموعوں میں کوئی حدیث پائیں جس کی سند بظاہر صحیح ہو، نہ تو وہ صحیحین میں سے کسی میں ہو اور نہ ہی حدیث کی مشہور و متداول کتب میں سے کسی میں اس کی صحت کی

تصریح کی گئی ہو تو ہم اس کی صحت کا حکم لگانے کی جسارت نہیں کریں گے، کیوں کہ اس زمانے میں محض سند کی بناء پر صحیح کی معرفت دشوار ہو گئی ہے، وجہ یہ ہے کہ اس طرح کی غیر مشہور کتب میں جو بھی صحیح سند نظر آئے گی اس کے روات میں کوئی نہ کوئی ایسا شخص ضرور ہوگا جس نے اس حدیث کی روایت میں اپنے نوشتہ پر اعتماد کیا ہوگا اور جس درجہ کی حفاظت و احتیاط ہونی چاہیے اس میں نہیں برقی گئی ہوگی، اس لیے صحیح اور حسن کی معرفت کے سلسلہ میں قابل اعتماد وہی تصریحات ہوں گی جو ائمہ حدیث نے اپنی معتد مشہور اور متداول کتب میں فرمائی ہیں، کیوں کہ وہ کتب اپنی شہرت کی بنا پر تغیر و تحریف سے محفوظ ہیں۔

یہ احتیاط حافظ ابن صلاح نے اس کام کی نزاکت اور حساسیت کی بناء پر اختیار فرمائی ہے۔ ورنہ اس میں شبہ نہیں کہ اگر کوئی شخص ذخیرہ حدیث پر وسیع نظر رکھتا ہو، محدثین کرام کے طریقہ نقد اور اصول جرح و تعدیل پر بصیرت کے ساتھ حاوی ہو، نیز اسانید و متون میں پائی جانے والی علل کے شناخت کا اسے ملکہ حاصل ہو جائے تو کوئی وجہ نہیں کہ حدیثوں پر حکم لگانے کا اسے حق نہ ہو۔

بلکہ ہم دیکھتے ہیں کہ خود حافظ ابن صلاح کے معاصرین میں بعض حضرات ہیں جنہوں نے ان احادیث پر صحت و سقم کا حکم لگایا ہے، جن احادیث کے متعلق متقدمین سے کوئی بھی حکم منقول نہیں تھا۔ مثلاً ابوالحسن علی بن القطان قاسی (م ۶۲۸ھ) نے اپنی کتاب "بیان الوہم والایہام" میں حافظ ضیاء الدین مقدسی (م: ۶۴۳ھ) نے اپنی کتاب "المختارۃ" میں، اور حافظ منذری (م ۶۵۶ھ) نے اپنی کتاب "الترغیب والترہیب" وغیرہ میں بکثرت احادیث پر نقد اسناد کے اصول کی روشنی میں حکم لگایا ہے۔

واضح رہے کہ تصحیح و تحسین وغیرہ کا دروازہ ابن صلاح نے ساتویں صدی ہجری میں بند کر دیا جو تاریخ اسلام کی ممتاز علمی صدی مانی جاتی ہے، جو ابن القطان جیسے نقاد حدیث کی ایک بڑی تعداد سے مالا مال تھی، تو بھلا چودھویں اور پندرہویں صدیوں کی کیا حیثیت؟ جن میں دو چار قواعد محدثین کی جان کاری حاصل کر کے احادیث نبوی ﷺ کے ذخیرہ پر دھاوا بولنے والے افراد اور پارٹیوں کی کمی نہیں ہے، جو

نہ صرف ان احادیث پر حکم لگانے کی بات کرتے ہیں، جن پر سابقین کی جانب سے کوئی صراحت منقول نہیں ہے، بلکہ علماء سابقین جن کی دیانت اور تنقیدی نظر یقیناً ان سے بڑھی ہوئی تھی، ان کی تحقیقات کو بچکانہ حرکات قرار دیتے ہوئے، اپنے خود ساختہ معیار پر پورے ذخیرہ حدیث پر نظر ثانی کرنا اپنا واجبی حق سمجھتے ہیں، اور ہلا بول جماعت کی شکل میں بڑے بڑے مستند حدیثی مجموعوں کا آپریشن کرتے ہوئے "صحیح الکتاب الفلانی" اور "ضعیف الکتاب الفلانی" کے عنوان سے صحیح اور ضعیف کے درمیان خط امتیاز قائم کرنا بڑا ہی علمی اور مجتہدانہ کارنامہ تصور کر رہے ہیں۔۔۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

ابن صلاح نے ذخیرہ حدیث کو ایسے ہی لوگوں کی دست برد سے بچانے کی غرض سے بطور پیش بندی میں وہ بات ارشاد فرمائی ہے تاکہ لوگ جرأت بے جا سے کام نہ لیں، چنانچہ حافظ شمس الدین سخاوی (م ۹۰۲ھ) ابن صلاح کی عبارت پر نوٹ لگاتے ہوئے لکھتے ہیں جس کا ترجمہ یہ ہے:

شاید ابن صلاح کا مقصد (تقدیر حدیث کی راہ) میں غلط روی کا دروازہ ہی بند کرنا ہے، تاکہ وہ لوگ راہ نہ پاسکیں جو اصحاب حدیث نہ ہوتے ہوئے بھی ان کی مشابہت اختیار کر لیتے ہیں، ان کتابوں پر تنقید کرنے لگتے ہیں، جنہیں وہ ٹھیک سے کھول بھی نہیں سکتے، اور ایسے تعلیمی عہدوں پر فائز ہو جاتے ہیں، جن کے وہ اہل نہیں ہوتے۔

وللحدیث رجال يعرفون بہ وللدواوین کُتَابٌ وَحُسابٌ

(حدیث کے کچھ مخصوص مردان کار ہوتے ہیں جو اس میں مشہور ہوتے ہیں، اور سرکاری دفاتروں کے لیے توثیقی و پٹواری بھی کافی ہوتے ہیں)

پھر حافظ سخاویؒ نے بعض ائمہ حدیث کا یہ ظریفانہ کلام نقل کیا ہے، جس کے اصل الفاظ میں ہی لطف ہے، اس لئے ترجمہ نہیں کیا جا رہا ہے؛

ولذلك قال بعض أئمة الحديث في هذا المحل: الذي يطلق عليه اسم المحدث في

عرف المحدثين ان يكون كتب وقرأ وسمع وروى، ورحل الى المدائن والقري، وحصل اصلاً

وعلق فروعا من كتب المسانيد والعلل والتواريخ التي تقرب من الف تصنيف، فاذا كان كذلك فلا ينكر له ذلك، واما اذا كان على رأسه طيلسان، وفي رجله نعلان، وصحب امير امن امراء الزمان، او من تحلى بلؤلؤ ومرجان، او شياب ذات الوان، فحصل تدريس حديث بالافك والبهتان، وجعل نفسه لعبة للصبيان، لا يفهم ما يقرأ عليه من جزء ولا ديوان، فهذا لا يطلق عليه اسم محدث، بل ولا انسان، وانه مع الجهالة اكل حرام، فان استحله خرج من دين الاسلام انتهى۔
(انظر فتح المغيبيث: ۱/۴۰، ۴۱)

نقد اسناد کی ضرورت کن احادیث میں ہے؟

نقد اسناد کے سلسلہ میں سب سے پہلے یہ وضاحت ضروری ہے کہ بنیادی طور سے ذخیرہ احادیث میں دو طرح کی حدیثیں پائی جاتی ہیں۔

(۱) وہ احادیث جو نقد و نظر کے مرحلہ سے گزر چکی ہیں اور ائمہ محدثین کی جانب سے ان کی صحت و ثبوت یا عدم ثبوت کا فیصلہ صراحتاً یا دلالتاً ہو چکا ہے۔

(۲) وہ احادیث جن کے متعلق ائمہ حدیث کی جانب سے کوئی تصریح، یا دلالت نہیں پائی جاتی جس سے معلوم ہو کہ صحت و ضعف کے اعتبار سے ان کا کیا درجہ ہے؟

اس دوسری قسم کی اسانید یقیناً نقد و نظر کی محتاج ہیں، محدثین کے مسلمہ اصولوں پر ان کو پرکھنے کے بعد ہی ان کے ثبوت یا عدم ثبوت کی بات کہی جاسکتی ہے۔

جہاں تک پہلی قسم کی احادیث کا تعلق ہے تو ان میں فرق مراتب ہے، کچھ تو وہ ہیں جن پر نظر ثانی نہ قطعاً گنجائش نہیں ہے، اور کچھ ایسی ہیں جن میں گنجائش موجود ہے، جن احادیث پر ائمہ سابقین کی جانب سے غم لگ چکا ہے، بنیادی طور سے ان کی دو قسمیں ہیں۔

(الف) کتب صحاح کی احادیث

جب حدیث کسی ایسی کتاب میں موجود ہو جس کے مصنف نے صحت کا التزام کیا ہو، تو اتنا یقینی ہو گیا کہ اس محدث کے نزدیک وہ شرائط صحت کی جامع ہے اور گمان غالب اس کا بھی ہے کہ دیگر حضرات محدثین کے نزدیک بھی وہ صحیح ہے الا یہ کہ اس میں کوئی علت ایسی ظاہر ہو جائے جو ان پر مخفی رہ گئی ہو چنانچہ اس کے مطابق فیصلہ کیا جائے گا اور ایسا کم ہوتا ہے، اس طرح کی کتابوں میں فرق مراتب بھی ہے۔

(۱) صحیحین : یہ کتابیں بحیثیت مجموعی صحت کے اعلیٰ معیار پر ہیں اور باتفاق امت ان کی احادیث صحیح ہیں، چوں کہ بخاری و مسلم کی جلالت شان اور اس فن میں ان کی امامت مسلم ہے، نیز ان کے نقطہ نظر کا شرع امت میں قبولیت کے ہاتھوں لیا جا چکا ہے، اس لیے اس پر نظر ثانی کی قطعاً گنجائش نہیں ہے۔

(۲) موطا امام مالک : اس کتاب کے متعلق بھی امت کا اتفاق ہے کہ اس میں جو کچھ مرفوع متصل ہے وہ صحیح ہے، بلکہ اس کی بلاغات و مراسیل بھی دیگر ائمہ کے نزدیک سند متصل سے تخریج شدہ ہیں، اسی لیے امام شافعیؒ نے فرمایا ما بعد کتاب اللہ اصح من موطا مالک کہ قرآن کریم کے بعد موطا مالک صحیح ترین کتاب ہے، واضح رہے کہ امام شافعیؒ بخاری و مسلم سے مقدم ہیں، ان کے وقت میں صحیحین کا وجود نہ تھا۔

(۳) مستخرجات صحیحین : صحیحین پر جو کتابیں بطور مستخرج تیار کی گئی ہیں ان کی بھی احادیث صحت کے وصف سے متصف ہیں، کیوں کہ یہ احادیث عموماً صحیحین ہی کے ہیں، البتہ بعض احادیث میں کچھ اضافات و تتمات ہوتے ہیں وہ بھی صحیح کے ہی حکم میں ہوتے ہیں الا یہ کہ کسی خاص حدیث میں کوئی علت ہو، جس کی نشاندہی ائمہ کرام نے کردی ہو، یہ علتیں سند کے اس حصہ میں ہو سکتی ہیں، جو مستخرج کے مصنف اور شیخین کی سند کے ملحق (جہاں مستخرج کی سند جا کر جڑتی ہے) کے مابین ہے۔

(۴) صحیح ابن خزیمہ : محمد بن اسحاق بن خزیمہ نيساپوری (م ۳۱۱ھ) کی یہ کتاب ایک عرصہ تک اہل علم کے درمیان متداول رہی پھر اس کا کچھ حصہ تقریباً نصف آخر حوادث زمانہ کی نذر ہو گیا،

شروع کا آدھا حصہ ڈاکٹر مصطفیٰ اعظمی کی تحقیق سے طبع ہوا ہے۔

(۵) صحیح ابن حبان : کتاب کی اصل ترتیب تو انواع و تقاسیم پر تھی جس سے استفادہ دشوار تھا، اس لیے ابن بلبان ناسی نے اس کی فقہی ابواب پر ترتیب جدید کر دی، عام طور سے ابن حبان صحیح حدیث کے سلسلہ میں متساہل مانے جاتے ہیں، لیکن تجربہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ابن حبان کا مسلک متوازن اور مبنی بر حقیقت ہے، ان کے متساہل کہے جانے کی وجہ یہ ہے کہ عموماً وہ ان رجال کی احادیث کا اپنی صحیح میں اخراج کر لیتے ہیں جو مستور ہوتے ہیں اور ائمہ جرح و تعدیل میں سے کسی نے ان کی توثیق نہیں کی ہوتی، لیکن جیسا کہ آگے ہم ذکر کریں گے ابن صلاح نے ایسے روایات کی احادیث کو حجت قرار دینے کا مشورہ دیا ہے، اسی طرح حافظ ابن حجرؒ اس طرح کے روایات پر عموماً مقبول کا حکم لگاتے ہیں جن کی احادیث حسن درجہ کی ہوتی ہے، تفصیل عنقریب آرہی ہے۔

اگرچہ ابن حبان اور ابن خزیمہ کا موضوع ان احادیث کا جمع کرنا ہے، جو ان کے نزدیک صحیح ہیں لیکن صحیح کے مفہوم میں ان کے نزدیک عموم ہے، چنانچہ ان کی احادیث کی سند اور رجال پر تحقیقی نظر ڈالنے کے بعد محدثین اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ ان کی سب حدیثیں اصطلاحی اعتبار سے صحیح کا مصداق نہیں ہیں بلکہ ان میں حسن لذاتہ اور حسن لغیرہ کی تعداد بہت ہے، جس سے یہ نتیجہ نکالنا مشکل نہیں کہ ابن خزیمہ اور ابن حبان کے نزدیک صحیح سے مراد ما یصلح للاحتجاج ہے یعنی وہ جس سے استدلال کیا جاسکے عام اس بات سے کہ وہ صحیح لذاتہ ہو، یا صحیح لغیرہ ہو، یا حسن لذاتہ ہو یا لغیرہ ہو، اسی طرح ان دونوں حضرات نے صحت کا حکم لگانے میں حدیث کے شد و ذور علت سے محفوظ ہونے کی شرط کو بھی ضروری خیال نہیں فرمایا ہے۔

(۶) صحیح ابن السکن، ابوعلی سعید بن عثمان بن سعید بن السکن بغدادی (م ۵۳۵ھ) کی تصنیف ہے، جس کا نام "الصحيح المتفق" ہے، یہ صحیح احادیث کا انتخاب ہے، اگرچہ یہ کتاب مفقود ہے لیکن اس کے حوالہ سے متعدد کتب میں حدیثیں ملتی ہیں۔

(۷) المستدرک علی الصحیحین للحاکم النیسابوری یہ بھی صحیح احادیث کا مجموعہ ہے، مگر حاکم کا تساہل معروف ہے جس کا انکار نہیں کیا جاسکتا، اس لیے تنہا حاکم کی تصحیح کافی نہیں ہے، جب تک کہ دوسرے ناقدین حدیث کی موافقت حاصل نہ ہو، حاکم کی جن احادیث کی تائید دیگر محدثین سے حاصل نہ ہو وہ بے شک اس قابل ہیں کہ نقد اسناد کے اصول پر پرکھ کر ان کے صحیح یا حسن یا ضعیف ہونے کا حکم لگایا جائے۔

(۸) المختارہ للحافظ ضیاء الدین محمد بن عبدالواحد المقدسی (م ۶۴۳ھ): یہ کتاب صحیحین میں موجود احادیث سے زائد صحیح احادیث کا ذخیرہ ہے، اور حافظ ضیاء نے بہت سے ایسی احادیث پر صحت کا حکم لگایا، جن پر سابقین کی جانب سے کوئی حکم نہ تھا، اس کے متعلق حافظ ذہبی فرماتے ہیں،
وہی الاحادیث التي تصلح ان يُحتج بها سوى ما في الصحيحين
کہ احادیث صحیحین کے علاوہ یہ ایسی احادیث ہیں جو قابل استدلال ہیں۔

اور ابن تیمیہ، بدرالدین زرکشی، ابن عبدالہادی، اور حافظ ابن کثیر وغیرہ نے فرمایا کہ ضیاء مقدسی کی تصحیح حاکم کی تصحیح سے زیادہ قوی ہے، اور زرکشی نے تو یہ بھی صراحت کی ہے کہ ان کی تصحیح حاکم کی تصحیح سے بلند حیثیت رکھتی ہے اور امام ترمذی اور ابن حبان کی تصحیح کے قریب قریب ہے، اسی لیے علماء نے المختارہ کی احادیث پر اعتماد کیا ہے، معدودے چند احادیث کے علاوہ جن میں بعض علماء نے اختلاف کیا ہے۔ (دیکھئے: منهج دراسة الاسانيد للعاني ص ۵۹)

(ب) وہ احادیث جن پر ائمہ نقد نے حکم لگادیا ہے

ان کے علاوہ احادیث کی ایک بھاری تعداد وہ ہے جس کو متعدد ائمہ حدیث، اور ناقدین عظام نے اصول روایت کی کسوٹی پر کس کر اس کے کھرے کھوٹے ہونے کا فیصلہ کر دیا ہے، چنانچہ کسی پر صحیح کا حکم لگایا گیا ہے، تو کسی پر حسن کا، کسی پر ضعیف کا حکم لگا ہے تو کسی پر منکر کا، کسی پر انتہائی ضعیف کا حکم لگا ہے تو کسی پر موضوع ہونے کا۔

ان کتابوں کی تعداد کہاں تک گنوائی جائے جن احادیث کی بابت ائمہ سابقین کی تصریحات مل سکتی ہیں، اجمالی طور سے اتنا عرض ہے کہ محدثین کی تصریحات کے لیے عموماً اس قسم کی کتابوں کی مراجعت مفید ہوتی ہے۔ کتب سنن، کتب احکام، کتب زوائد، کتب شروح، کتب تنخارج، کتب علل وغیرہ، نیز کتب سنن میں ائمہ ثلاثہ ابوداؤد، نسائی اور ترمذی کی سنن زیادہ اہمیت رکھتی ہیں۔

نقد احادیث میں حافظ ابن حجر عسقلانی کا مقام امتیازی ہے، اگر کہا جائے کہ علوم حدیث کی پوری لائبریری کے ورق ورق پر آپ کی نظر ہے تو غلط نہ ہوگا، حافظ صاحب اپنی کتب تنخارج اور شروح حدیث کے علاوہ کتب رجال میں بھی جگہ جگہ احادیث کے درجوں اور ان کی علتوں کی وضاحت فرماتے ہیں، اس لیے باحث کو ان کی شخصیت کا دامن مضبوطی سے تھامے رہنا چاہیے، خوش خبری کی بات یہ ہے کہ اس طرح کی تمام احادیث جن پر حافظ صاحب نے کوئی حکم لگایا ہے یا کلام کیا ہے ان کا مجموعہ طبع ہو کر منظر عام پر آ گیا ہے، جس کا نام موسوعة الحافظ ابن حجر الحدیثیہ یہ موسوعہ باحثین کے لیے نعمت غیر مترقبہ سے کم نہیں، اس سے بھرپور استفادہ کرنا چاہئے۔

بہر حال محفوظ ترین طریقہ یہی ہے کہ باحث اپنی طرف سے حدیثوں پر حکم لگانے کی کوشش نہ کرے جہاں تک ہو سکے ائمہ سابقین کی تصریحات تلاش کرے تاکہ اپنی ذمہ داری کے بوجھ سے سبک دوش رہے۔ چنانچہ اگر مطلوبہ حدیث سے متعلق کسی ایسے امام کی تصریح مل جائے جس پر جمہور علماء اعتماد کرتے آئے ہوں اور اکثریت نے اس کو تسامل وغیرہ سے منسوب نہ کیا ہو تو اس پر اکتفاء کر لے، نئے سرے سے نقد اسناد کا جال پھیلا نا اپنی جان جو کھم میں ڈالنے کے مترادف ہے۔

ہاں اگر کسی ایسے ناقد کی تصریح ہو جو علمی حلقوں میں ناقابل اعتماد یا سہل انگار مشہور ہو، اور اس کی موافقت دیگر حضرات ناقدین نے نہ کی ہو تو باحث کو چاہئے کہ معتمد و مشہور ناقدین کے طرز عمل کے مطابق اگر اس کا فیصلہ صحیح ہو تو اس کی موافقت کرے، ورنہ مسلمہ اصولوں کا جو تقاضا ہو اسی کے مطابق اس پر حکم لگا دے۔

الغرض نقد اسناد کی ضرورت ان ہی احادیث میں ہوتی ہے جن میں پیشروائے فن کی جانب سے یا تو بالکل ہی کوئی تصریح نہ ملے، یا ایسے ناقد کی ملے جو جمہور اہل علم کے نزدیک ناقابل اعتبار یا بے جا نرمی برتنے والا مشہور ہو، یا ان احادیث میں ہوتی ہے جن میں تصریح تو کسی امام معتبر کی موجود ہے مگر اس میں کھلی ہوئی کوئی ایسی علت موجود ہے جو اس کی تصحیح یا تحسین سے مانع ہے اور باوثوق طریقہ سے یہ معلوم ہو جائے کہ صحت کا حکم لگانے والے امام کو اس علت کا ہرگز علم نہیں تھا۔

نقد اسناد میں درکار علوم :

نقد اسناد کا دشوار گزار اور حساس ترین فریضہ انجام دینے والے باحث کے لیے ضروری ہے کہ علوم حدیث کی لائبریری پر اسے عبور حاصل ہونے کے ساتھ ساتھ خاص طور پر دو علوم میں امتیازی مقام حاصل ہو۔

(۱) علم اصول جرح و تعدیل

(۲) علم اسماء الرجال

علم اصول جرح و تعدیل :

باحث کو چاہیے کہ وہ "علم اصول جرح و تعدیل" میں بصیرت رکھتا ہو، کسی ماہر فن استاذ و مربی کے پاس رہ کر اس علم کے مقدمات، اصول کی جان کاری کے ساتھ ان کی تطبیق کا ملکہ حاصل کر چکا ہو، تاکہ نقد اسناد کے عمل کے دوران ہر راوی کو جرح و تعدیل کے تعلق سے اس کا استحقاقی مقام دے سکے، مبادا ثقہ کو ضعیف، یا ضعیف کو ثقہ قرار دے ڈالے گا تو جہاں راوی کے ساتھ ظلم یا بے جا مراعات کا مرتکب ہوگا وہیں سنت نبوی ﷺ کے ساتھ خیانت جیسے سنگین گناہ کا بھی مرتکب ہو جائے گا۔

یہ موقع نہیں کہ تفصیلی طور سے اصول جرح و تعدیل یہاں بیان کیے جائیں، اس جگہ باحث کو اصول جرح و تعدیل کے جن مسائل سے کسی بھی حال میں مفر نہیں صرف ان کا ایک اشاریہ دینے پر اکتفاء کیا جا رہا ہے۔

(۱) جرح و تعدیل کی حقیقت اور ضرورت

(۲) اس راوی کی کیا صفات ہونی چاہئیں جس کی حدیث سے استدلال کیا جاسکے؟

(الف) پہلی صفت عدالت، عدالت کی حقیقت کیا ہے؟ اس کی معرفت کے کیا ذرائع

ہو سکتے ہیں؟ ایک شخص کی تعدیل کافی ہوگی یا تعدد مزکین شرط ہے؟ وغیرہ

(ب) دوسری صفت ضابط ہونا، ضبط کی حقیقت و اقسام، ضابط ہونا کیسے معلوم ہو سکتا ہے؟

راوی کے ضبط پر اثر انداز ہونے والے اسباب کیا ہو سکتے ہیں؟

اسی ضمن میں یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ جس شخص کی عدالت و ضبط کا بالکل حال معلوم نہ ہو سکے

خواہ اس کی ذات کے مجہول ہونے کی وجہ سے یا حال کے معلوم نہ ہونے کی وجہ سے اس کی حدیث کا کیا

حکم ہوگا؟ پھر مجہول کی کتنی قسمیں ہیں؟ ان کے کیا احکام ہیں؟ راوی سے جہالت کیسے مرتفع ہو سکتی ہے؟

وغیرہ

(۳) پھر عدالت و ضبط دونوں اوصاف کے تعلق سے جرح کیوں کر قبول کی جائے گی؟

جارج یا معدل کا کن صفات سے متصف ہونا ضروری ہے؟

جرح یا تعدیل کو قبول کیے جانے کے لیے کیا ان کا منسر ہونا ضروری ہے؟ یا مبہم بھی کافی ہو سکتی

ہیں یا ان میں کوئی تفصیل ہے؟

بسا اوقات ایک ہی راوی کے متعلق جرح و تعدیل کے تعلق سے اختلاف پایا جاتا ہے، بعض

دفعہ ایک ہی ناقد بھی جرح کرتا ہے تو کبھی تعدیل کر دیتا ہے، اسی طرح ایک سے زائد نقاد آپس میں

اختلاف کرتے ہیں، ایک جرح کرتا ہے تو دوسرا تعدیل، اس طرح کے مواقع میں کون سی راہ اپنانی

چاہیے جو مبنی بر انصاف بھی ہو اور مبنی بر احتیاط بھی؟

ائمہ جرح و تعدیل راوی کے بارے میں جو الفاظ جرح کے یا تعدیل کے استعمال کرتے ہیں

ان میں خفت اور شدت کے اعتبار سے کیا ترتیب ہو سکتی ہے؟

پھر ان الفاظ میں خفت و شدت کے تناسب سے ان رواۃ کی احادیث کو صحت، حسن، ضعف اور وضع میں سے کون سا درجہ یا مقام دیا جانا چاہیے؟
یہ اور اس طرح کے دیگر سوالات اور مشکلات کے حل کے لیے ہمارے باحث کو نقد اسناد کا عمل انجام دیتے وقت پورے طور سے تیار رہنا چاہیے۔

اس فن کے بعض اہم مصادر :

- (۱) مولانا عبدالحی لکھنویؒ (م ۱۳۰۴ھ) کی "الرفع والتکمیل" مع تحقیق و تعلیق شیخ عبدالفتاح ابو غدہؒ (م ۱۴۱۷ھ)
- (۲) علامہ تاج الدین سبکی کی بحث جو انہوں نے "طبقات شافعیہ" میں احمد بن صالح مصری کے ترجمہ کے تحت تحریر فرمائی ہے اور الگ سے "قاعدة فی الجرح والتعديل" کے نام سے شیخ ابو غدہؒ کی تعلیقات کے ساتھ "اربع رسائل فی علوم الحدیث" کے ضمن میں مطبوع بھی ہے۔
- (۳) شیخ عبدالوہاب عبداللطیف کی کتاب "ضوابط الجرح والتعديل"۔

علم اسماء رجال :

یہ علم راویان حدیث کی سوانح عمری یا تاریخ ہے اس میں راویوں کے نام حسب نسب قوم و وطن، علم و فضل، دیانت و تقویٰ، ذکاوت و حفظ، وثاقت و ضعف اور ان کی ولادت و وفات وغیرہ کا بیان ہوتا ہے بغیر اس علم کے حدیث کی جانچ مشکل ہے، اس کے ذریعہ ائمہ حدیث نے مراتب رواۃ اور احادیث کی قوت و ضعف کا پتہ لگایا اور بہت سے نکات و مشکلات کو حل کیا اس فن کے متعلق مشہور مغربی محقق ڈاکٹر اشپرنگر نے لکھا ہے:

کوئی قوم دنیا میں نہ ایسی گذری نہ آج تک موجود ہے جس نے مسلمانوں کی طرح اسماء رجال کا سا عظیم الشان فن ایجاد کیا ہو، جس کی بدولت آج پانچ لاکھ افراد کا حال معلوم ہو سکتا ہے۔

انواع کتب رجال :

راویوں کے حالات پر جو کتابیں لکھی گئیں ان کو دو قسموں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

(۱) وہ کتابیں جو ایک یا چند مخصوص کتب حدیث کے رجال پر لکھی گئی ہیں۔

(۲) وہ کتابیں جو کسی کتاب حدیث کی قید سے آزاد ہو کر مطلق رجال کے تراجم کے لئے لکھی

گئی ہیں۔ (حدیث اور فہم حدیث از ص ۲۸۶ تا ۲۹۷)

مذکورہ بالا پہلی قسم میں سے ان کتابوں کا ذکر قدر تفصیل سے ہوگا، جن کی دورہ حدیث کے طلباء

کو ضرورت پڑتی ہے اور باقی کتابوں کا ذکر اجمال کے ساتھ کیا جائیگا۔

کتب ستہ کے رجال پر لکھی گئی کتابیں :

(۱) الکمال فی اسماء الرجال مؤلف: حافظ عبدالغنی مقدسی (م ۶۰۰ھ)

مؤلف نے کتب ستہ (بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ) کے جملہ راویوں کے

حالات قلمبند کرنے کا بیڑا اٹھایا جو فی نفسہ انتہائی مشکل اور محنت طلب عمل تھا۔ مذکورہ کتابوں سے راویوں

کو تلاش کرنا، ان میں تمیز کرنا، پھر ترتیب دے کر حالات تحریر کرنا، شیوخ و اساتذہ ذکر کرنا، علماء کے

اقوال جمع کرنا اور کون کس کتاب کے راوی ہے وغیرہ بیان کرنا نہایت ہی مشکل اور جگر سوزی کا کام تھا

لیکن خدام سنت نبوی ﷺ نے ہر وہ کارنامہ انجام دیا جو بظاہر ناممکن معلوم ہوتا تھا۔

مؤلف نے اس کتاب میں سب سے پہلے سیرت نبوی ﷺ کا تذکرہ کیا ہے۔ اس کے بعد

ان صحابہ کے حالات کو جمع کیا ہے جن کی روایات کتب ستہ میں پائی جاتی ہے پھر جملہ راویوں کو حروف تہجی

پر مرتب کر کے ان کے حالات قلمبند کئے البتہ حرف الف میں احمد سے موسوم اور حرف میم محمد سے موسوم

ناموں کو مقدم کر دیا ہے۔ کنیت اور خواتین کا ذکر آخر کتاب میں کیا ہے۔

یا قوت حموی صاحب معجم البلدان اس کتاب کے بارے میں فرماتے ہیں کہ یہ بڑی اچھی

کتاب ہے۔ (معجم البلدان ۲-۱۶۰)

امام مزنی اس کتاب پر تبصرہ کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں کہ اس کتاب کی جمع و ترتیب میں جس قدر محنت کرنی چاہیے وہ نہ کر سکے اور نہ ہی جملہ راویوں کو ذکر کر سکے، تراجم کی معلومات میں بھی کمی رہ گئی اور تقریباً سترہ سو راویوں کے نام ان سے چھوٹ گئے، آپ کی اولاد میں سے کسی نے اس کو مکمل کرنے کی کوشش کی جس میں بے شمار غلطیاں کر بیٹھے۔ (تہذیب الکمال ۱/۳۸)

ظاہر بات ہے اتنا عظیم کام جو شخص پہلی مرتبہ کریگا، اس میں اس قسم کی خامیاں رہ جانا فطری امر ہے، یہی کیا کم ہے کہ اتنا بڑا کارنامہ انجام دینے کے لئے انہوں نے پہل کی۔ شکر اللہ له سعیدہ و جزاء عنا وعن جميع المؤمنين خيراً

(۲) تہذیب الکمال فی اسماء الرجال تالیف : ابوالحجاج یوسف بن عبدالرحمن دمشقی حافظ مزنی (م: ۷۴۲)

کتب ستہ کے راویوں کے حالات ذکر کرنے میں "الکمال" کے بعد تہذیب الکمال دوسرے نمبر کی تصنیف ہے، جسے کتب ستہ کے علاوہ کتب ستہ کے مؤلفین کی دیگر تالیفات میں موجود راویوں کے حالات بیان کرنے میں شرف اولیت بھی حاصل ہے۔

یہ امام مزنی کا وہ مایہ ناز علمی شاہکار ہے جس کی جس قدر تعریف کی جائے کم ہے، کتب ستہ کے راویوں کے تعارف میں اس کتاب کو امام اور اصل کا درجہ حاصل ہے۔ امام مزنی نے اس تالیف کے ذریعہ ایسا کارنامہ انجام دیا ہے جس نے امت اسلامیہ کی جبین پر چار چاند لگا دیا ہے۔ امہات کتب حدیث (صحاح ستہ) جن پر اسلام کا دار و مدار ہے ان کے راویوں کے مبنی بر حقیقت حالات کو جس فنی مہارت، ترتیب بدیع اور خوش اسلوبی سے جمع کیا گیا ہے اس کی نظیر نہیں ملتی۔

وجہ تالیف و تسمیہ :

جب امام مزنی نے امام مقدسی کی کتاب "الکمال فی اسماء الرجال" کا مطالعہ کیا تو اس میں بڑی کمی اور نقص محسوس کیا نیز کچھ غلطیاں و خامیاں بھی نظر آئیں، چنانچہ انہوں نے اس کتاب کی

تکمیل، تہذیب اور صحیح کا بیڑا اٹھایا اور ایسی عظیم الشان جامع تصنیف تیار کی کہ دونوں کتابوں میں کمیت و کیفیت میں کوئی تناسب باقی نہ رہا اور یہ فی نفسہ ایک منفرد کتاب بن گئی، اسی وجہ سے بہت سے علماء اس کتاب کو الکمال کا اختصار تسلیم نہیں کرتے بلکہ ایک مستقل تصنیف مانتے ہیں۔ حقیقت جو بھی ہو امام مزی نے انتہائی محنت و مشقت، عرق ریزی و جگر سوزی کر کے کتب ستہ اور اصحاب کتب ستہ کی دیگر مؤلفات کے راویوں کا جو حق امت کے ذمہ تھا اس کو ادا کر دیا اور ایک طویل مدت کے بعد اس کو مکمل کیا۔ کتاب کی تکمیل کے بعد نظر ثانی، مسودہ کی تہیض کرنے اور آخری شکل دینے میں تقریباً آٹھ سال کا وقفہ لگ گیا اور اس کتاب کا نام "تہذیب الکمال فی اسماء الرجال" رکھا۔ (برائے تفصیل مقدمہ تہذیب الکمال - بشار عواد معروف)

اضافی کام :

اس کتاب میں امام مزی نے جو اضافی کام کیا ہے وہ یہ ہے۔

(۱) کتب ستہ کے رجال میں سے جن کا نام اور ترجمہ امام مقدسی سے فوت ہو گیا تھا (جن کی تعداد تقریباً سترہ سو ہیں) ان کو تحریر کیا۔ البتہ کچھ ایسے رواۃ جو کتب ستہ کے نہیں تھے غلط فہمی کی وجہ سے "الکمال" میں ان کا ترجمہ درج ہو گیا تھا ان کو حذف کر دیا۔

(۲) علامہ مقدسی نے صرف کتب ستہ میں موجود راویوں کے حالات قلمبند کئے تھے، امام مزی نے اصحاب کتب ستہ کے دیگر مؤلفات کے راویوں کا بھی ذکر کیا اور ان کے حالات قلمبند کئے۔

(۳) بعض ایسے رواۃ کا اضافہ کیا جو کتب ستہ یا ان کے مؤلفین کی دیگر کتابوں کے راوی نہیں تھے، لیکن کتب ستہ کے رواۃ کے ہم نام تھے، تاکہ دونوں میں تمیز کی جاسکے ایسے راویوں کے نام پر لفظ "تمیز" لکھ دیا ہے۔

(۴) اکثر و بیشتر تراجم میں معلومات کا اضافہ کیا ہے، جس میں صاحب ترجمہ کے اساتذہ، تلامذہ اور ان کے بارے میں علماء جرح و تعدیل کے اقوال، تاریخ پیدائش و وفات کا اضافہ کیا۔

(۵) بعض راویوں کے ترجمہ میں ان کے واسطے سے وارد شدہ حدیثوں میں سے بطور مثال ایک دو حدیثوں کو عالی سند سے ذکر کیا ہے۔

(۶) کتاب کے آخر میں چار فصلوں کا اضافہ کیا ہے، جو انتہائی مفید و نفع بخش ہیں، جن سے راویوں کی تلاش میں بڑی آسانی ہوتی ہے۔

پہلی فصل :

ان راویوں کے بیان میں جو اپنے باپ، دادا، ماں اور چچا وغیرہ کی جانب منسوب ہیں اور اسی سے معروف بھی ہیں ایسے راویوں کو ہر فصل میں حروف مجتم پر مرتب کر دیا ہے جیسے ابن جریج، ابن شہاب، ابن علیہ وغیرہ۔

دوسری فصل :

ان راویوں کے بیان میں جو قبیلہ، شہر، گاؤں یا صنعت و حرفت کی جانب منسوب اور مشہور ہیں جیسے اوزاعی، شافعی وغیرہ

تیسری فصل : ان راویوں کے بیان میں جو لقب وغیرہ سے مشہور ہیں جیسے اعرج، اعش، غندر وغیرہ۔

چوتھی فصل : ان راویوں کے بیان میں جن سے روایات مبہم طور سے وارد ہے، صراحت کے ساتھ نام موجود نہیں۔ ان میں جن کا نام معلوم ہو سکا ہے ان کی وضاحت کر دی ہے، انہیں ناموں کی ترتیب پر اس کو مرتب کیا ہے۔

ترتیب و تنظیم :

بنیادی طور سے یہ کتاب "الکمال" کی ترتیب پر مرتب ہے، البتہ اس کتاب میں صحابہؓ و صحابیاتؓ کو دیگر راویوں سے جدا کر کے الگ الگ فصل میں ذکر کیا تھا۔ اس ترتیب کو امام مزی نے بدل دیا۔ صحابہ کرامؓ کو قسم الرجال میں اسی جگہ ذکر کیا ہے جہاں وہ ترتیب میں مناسبت رکھتے تھے، اسی طرح

صحابیات کو قسم النساء میں جہاں ان کا نام ترتیب میں پڑتا تھا ذکر کیا ہے۔

جس کی وجہ امام مزی نے یہ بتائی ہے کہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک صحابیؓ نے دوسرے سے روایت کیا ہے، جن لوگوں کو اس کی معرفت نہیں ہے وہ دوسرے صحابیؓ کو تابعی سمجھ بیٹھتے ہیں اور تابعی کی فہرست میں ان کو تلاش کرتے ہیں پھر وہ دریافت نہیں کر پاتے اور کبھی ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ کوئی تابعی مرسل روایت بیان کرتا ہے تو دیکھنے والا ان کو صحابیؓ سمجھ بیٹھتا ہے اور صحابہؓ کی فہرست میں تلاش کرتا ہے، جب یہ نام ایک ترتیب پر آ جانے سے اس خدشہ کا امکان نہیں رہ جاتا اور جب آدمی ان کے ترجمہ کو دیکھتا ہے تو وہاں صحابیت اور تابعیت معلوم ہو جاتی ہے۔ (تہذیب الکمال جرح و تعدیل)

پوری کتاب ابتداء سے لے کر انتہاء تک حروف تہجی پر بڑی دقت کے ساتھ مرتب کی گئی ہے، جس میں راوی کے نام اس کے آباء و اجداد نیز نسبت وغیرہ میں بھی اس ترتیب کو ملحوظ رکھا گیا ہے صرف حرف الف میں ان راویوں کو مقدم کر دیا ہے جن کا نام "احمد" ہے اور حرف میم میں ان لوگوں کو مقدم کر دیا ہے جن کا نام "محمد" ہے۔ جو راوی نسبت سے مشہور ہیں یا اصل نام کے علاوہ کسی اور چیز سے مشہور ہیں تو ان کے ناموں کو دونوں جگہوں پر ذکر کر دیا ہے البتہ ترجمہ ایک جگہ ذکر کیا ہے اور دوسری جگہ اسی کا حوالہ دے دیا ہے اس لئے کسی بھی نام کے تلاش کرنے میں کوئی دقت نہیں ہوتی ہے بلکہ انتہائی سہولت اور سرعت کے ساتھ مطلوبہ نام دستیاب ہو جاتا ہے۔

مشمولات : خطبہ اور تمہید کلمات کے بعد "الکمال" کا تعارف اور اس پر تبصرہ کیا ہے، پھر "تہذیب الکمال" کا ذکر ہے، جس میں اس کی وجہ تالیف، ترتیب، اضافی عمل اور رموز کا ذکر کیا ہے۔ پھر علم جرح و تعدیل کے بارے میں علماء کے خیالات اور ان کے اقوال کا ذکر، اس کے بعد کتب ستہ کے بارے میں علماء کے اقوال بیان کئے ہیں۔ پھر اصل کتاب کو سیرت نبوی ﷺ سے شروع کیا ہے۔ سیرت کے بعد تراجم رجال کا سلسلہ ناموں کی ترتیب پر شروع ہوتا ہے، یہ سلسلہ آخر سے کچھ پہلے ختم ہوتا ہے، پھر کنیت کا ذکر ہے اس کے بعد چاروں اضافی فصولوں کا ذکر ہے، مردوں کا سلسلہ ختم ہونے کے بعد خواتین

راویات کو اسی ترتیب پر ذکر کیا ہے۔

کیفیت تراجم : ہر راوی کے ترجمہ میں اس کے مکمل نام و نسب اور نسبت کا ذکر کیا ہے۔ اس کے بعد اس کے جملہ اساتذہ اور شاگردوں کا ذکر ہے، جن کو حروف معجم پر مرتب کر دیا ہے۔ ان میں راویوں کے نام کے ساتھ رموز لگا دیئے ہیں، جس سے یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ صاحب ترجمہ سے کتب ستہ کے راویوں میں سے کس کس کی روایت ان سے پائی جاتی ہے۔ اساتذہ اور شاگردوں کے ذکر کے بعد علماء جرح و تعدیل کے اقوال ذکر کئے ہیں، اس کے بعد کچھ دیگر احوال و اخبار و صفات کا حسب موقع ذکر کیا ہے، پھر راوی کی تاریخ وفات کی نشان دہی کی گئی ہے، بہت سے راویوں کے تراجم کے آخر میں اپنی عالی سند کے ذریعہ ایک آدھ حدیث ذکر کی ہے۔

رموز : ہر راوی کے نام کے اوپر کچھ حروف لکھے ہوئے ہیں، یہ ایک طرح کہ رموز ہیں، جن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ راوی کی روایت کتب ستہ اور اس کے ملحقات میں سے کس کتاب میں پائی جاتی ہے، ان رموز کی جملہ تعداد ۲۷ ہے۔ جو مندرجہ ذیل ہے۔

(۱) ع۔ الجماعۃ کا مخفف ہے، جس راوی پر یہ اشارہ ہے، اس کی روایت کتب ستہ میں پائی جاتی ہے۔

(۲) ا۔ یہ اربعہ کا مخفف ہے، اس سے اشارہ سنن اربعہ کی جانب ہے۔

(۳) خ۔ صحیح بخاری

(۴) خت۔ صحیح بخاری میں معلق روایت

(۵) بخ۔ الادب المفرد

(۶) عخ۔ خلق افعال العباد

(۷) ز۔ جزء القراءة خلف الامام

(۸) ی۔ جزء رفع الیدین

(۹) م۔ صحیح مسلم

- (۱۰) مق۔ مقدمہ صحیح مسلم
- (۱۱) د۔ سنن ابو داؤد
- (۱۲) مد۔ کتاب المر اسیل لأبی داؤد
- (۱۳) قد۔ کتاب الرد علی اهل القدر لأبی داؤد
- (۱۴) خد۔ الناسخ والمنسوخ لأبی داؤد
- (۱۵) صد۔ فضائل الانصار لأبی داؤد
- (۱۶) کد۔ مسند مالک بن انس لأبی داؤد
- (۱۷) ف۔ کتاب الفرد لأبی داؤد
- (۱۸) ل۔ المسائل لأبی داؤد
- (۱۹) ت۔ سنن ترمذی
- (۲۰) تم۔ شمائل ترمذی
- (۲۱) مس۔ سنن نسائی
- (۲۲) سی۔ عمل الیوم واللیلۃ للنسائی
- (۲۳) عس۔ مسند علی بن ابی طالب للنسائی
- (۲۴) کن۔ مسند مالک بن انس للنسائی
- (۲۵) ص۔ خصائل علی بن ابی طالب للنسائی
- (۲۶) ق۔ سنن ابن ماجہ
- (۲۷) فق۔ کتاب التفسیر (تہذیب الکمال)

مصادر مؤلف : اس کتاب میں مؤلف نے بے شمار مصادر و مراجع سے استفادہ کیا ہے، عمومی طور سے اس فن میں تصنیف شدہ سابقہ کتابیں آپ کے مصادر ہیں، لیکن خصوصی طور سے چار کتابوں کو بنیاد بنایا

ہے جو مندرجہ ذیل ہیں۔

- (۱) الجرح والتعديل۔ ابن ابی حاتم (م: ۳۲۷)
- (۲) الکامل فی ضعف الرجال۔ ابن عدی (م: ۳۶۵)
- (۳) تاریخ بغداد۔ خطیب بغدادی (م: ۴۶۳)
- (۴) تاریخ دمشق۔ ابن عساکر (م: ۵۷۱) (تہذیب الکمال)

کتاب علماء کی نگاہ میں :

علماء امت نے اس کتاب کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ جس میں سے چند یہ ہیں۔
علامہ صفدیؒ فرماتے ہیں کہ اس کتاب نے سابقہ کتابوں پر گہن لگا دیا اس کے حصول کے لئے
لوگوں نے دور دراز کا سفر کیا۔

امام سبکیؒ فرماتے ہیں کہ صنف تہذیب الکمال المجمع علی انہ لم یصنف مثله یعنی علماء کا
اس بات پر اتفاق ہے کہ اس طرح کی کوئی دوسری کتاب تصنیف نہیں کی گئی ہے۔

علامہ مغلطائیؒ فرماتے ہیں کہ یہ کتاب عظیم فائدہ، کثرتِ منفعت سے بھرپور ہے، اس فن میں
جو اختراعی ترتیب دی ہے اور جو طریقہ اختیار کیا ہے، سابقین میں اس کی نظیر نہیں ملتی، یہ کتاب فقہاء
ومحدثین کے درمیان فیصل کی حیثیت رکھتی ہے۔ (مقدمہ بشار عواد معروف تہذیب الکمال ۴۹/۱
جرح و تعديل)

مرکز توجہ :

یہی وجہ ہے کہ یہ کتاب اپنی عظمت، قدر و منزلت و افادیت کی وجہ سے مؤلف کے زمانہ ہی
میں ہر چہار جانب مشہور ہو چکی تھی اور بعد میں آنے والے محدثین و علماء کی توجہ کا مرکز بنی رہی، چنانچہ کچھ
علماء نے اس کی تہذیب و تنقیح کی تو کچھ نے اس کو مختصر کیا تو کچھ نے اس کی تکمیل کی جن لوگوں نے اس کی

تہذیب کی ان میں امام ذہبیؒ، حافظ ابن حجرؒ قابل ذکر ہیں۔ امام ذہبیؒ کی تصنیف کا نام "تہذیب التہذیب" اور حافظ ابن حجرؒ کی تصنیف کا نام "تہذیب التہذیب" ہے جس کا تذکرہ ان شاء اللہ آئندہ آئے گا۔

جن لوگوں نے اس کا اختصار کیا ہے، ان میں امام ذہبیؒ کی کتاب "الکاشف لمن لہ روایۃ فی کتب الستہ" کافی مشہور ہے، ان کے علاوہ رافع سلامی، ابوالعباس اندرشی، ابن بروس بعلبکی نے بھی اس کا اختصار کیا ہے۔

جن حضرات نے دوسری کتابوں کے راویوں کا اضافہ کر کے اس کی تکمیل کی ہے، ان میں حافظ علاء الدین مغلطائی اور ابن ملقن کی "اکمال تہذیب الکمال" قابل ذکر ہے، ان کے علاوہ علامہ سیوطیؒ، ابن کثیر، امام عراقی اور علامہ سیوطیؒ نے بھی اس پر کمالات تحریر کئے ہیں۔

یہ کتاب ڈاکٹر بشار عواد معروف حفظہ اللہ تعالیٰ کی گراں قدر تحقیق سے ۳۵ جلدوں میں مطبوع ہو کر منظر عام پر آچکی ہے، جس پر محقق کا ایک نفیس علمی مقدمہ بھی ہے، قابل ذکر بات یہ ہے کہ محقق نے اس میں بہت سے ایسے راویوں کا اضافہ بھی کیا ہے، جو اس کتاب میں موجود راویوں کے ہم نام ہے، یہ اضافہ تمیز کے طور پر حاشیہ میں کیا گیا ہے۔

سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق رکھنے والے علماء و طلباء کے لئے یہ گراں قدر علمی سرمایہ، عظیم تحفہ اور نعمت بے بہا ہے۔

(۳) تہذیب تہذیب الکمال فی اسماء الرجال تالیف : ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان بن قاسم (حافظ ذہبیؒ م: ۷۴۸)

یہ کتاب جیسا کہ نام سے واضح ہے امام مزنیؒ کی کتاب تہذیب الکمال کا اختصار اور تہذیب ہے، جس میں کچھ معلومات کا اضافہ امام ذہبیؒ نے اپنی طرف سے کیا ہے، یہ اضافہ عموماً راویوں کے بارے میں جرح و تعدیل سے متعلق ائمہ محدثین کے اقوال ہیں، اسی طرح سے ضبط اسماء نیز تاریخ

وفات کا بھی اضافہ کیا ہے، اس کتاب کی تصنیف میں آٹھ ماہ وقت لگا ہے۔ (تہذیب الکمال مقدمہ محقق)

کتاب کی ترتیب و تنظیم اسی طرح سے ہے، جس طرح سے تہذیب الکمال کی ہے، تہذیب الکمال چونکہ کتب ستہ اور ان کے ملحقات کے راویوں پر مشتمل ہے۔ لہذا یہ کتاب انہیں راویوں کے حالات پر مشتمل ہے، وہ سارے رموز جو اصل کتاب میں مستعمل ہوئے ہیں۔ اس میں بھی سب کو برقرار رکھا گیا ہے۔

حافظ ابن حجرؒ نے اس کتاب پر (خاص طور سے جو اضافہ امام ذہبیؒ نے کیا ہے اس پر) یوں تبصرہ کیا ہے، وان زاد ففی بعض الاحیان و فیات بالظن والتخمین او مناقب لبعض المترجمین مع اہمال کثیر من التوثیق والترجیح الذین علیہما مدار التضعیف والتصحیح یعنی امام ذہبیؒ نے بہت کم اضافہ کیا ہے اور جو اضافہ کہیں کہیں کیا بھی ہے، وہ تاریخ وفات سے متعلق ہے جو اندازاً کیا گیا ہے، بعض صاحب ترجمہ کے فضائل کا اضافہ ہے، البتہ جرح و تعدیل کے بارے میں بہت اہمال سے کام لیا ہے۔ (تہذیب التہذیب: ۳۵/۱)

یہ حافظ ابن حجرؒ کا تبصرہ امام ذہبیؒ کی اسی کتاب پر ہے، جس میں بظاہر مذہب مذہبیؒ کا ہے، ایک مؤلف کا اپنا اپنا نظریہ اور طریقہ ہوتا ہے، جس کے مطابق وہ کام کرتا ہے۔ امام ذہبیؒ نے اپنی پسند کے مطابق کام کیا، کوئی ضروری نہیں کہ وہ حافظ ابن حجرؒ کو بھی پسند آجائے۔ حافظ ذہبیؒ جیسے حضرات جن کو خود حافظ ابن حجرؒ نے وہو من اہل الاستقراء التام فی الرجال کا خطاب دیا ہے۔ ان سے یہ کیسے توقع کی جاسکتی ہے کہ انہوں نے ظن و تخمین سے کام لیا ہے، خود حافظ ابن حجرؒ نے ان اضافات سے استفادہ کا اقرار بھی کیا ہے۔ وہ اپنی کتاب تہذیب التہذیب کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ قد الحقت فی هذا المختصر ما التقطته من تہذیب التہذیب للحافظ الذہبیؒ فانہ زاد قليلا فرأيت ان اضم زياداته لكمل الفائدة یعنی تہذیب التہذیب میں امام ذہبیؒ نے کچھ اضافہ کیا ہے، میں

نے ان اضافوں کو اس مختصر (تہذیب التہذیب) میں شامل کر لیا ہے تاکہ مکمل فائدہ ہو جائے۔
یہ زیادتی جو ظن و تخمین پر مبنی ہے، خواہ صرف وفیات ہی سے متعلق کیوں نہ ہو، اس سے استفادہ کرنا اور اپنی کتاب میں شامل کر لینا پھر کیوں کر درست ہوگا؟ لہذا کتاب کی اہمیت اپنی جگہ پر مسلم ہے اور حافظ ابن حجر کا یہ تبصرہ محل نظر ہے۔ اس کتاب کی اہمیت کا اندازہ اس سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ بعد کے علماء نے اس کا بھی اختصار کیا ہے۔ انہیں میں سے ایک خلاصۃ الخرز جی ہے، جس کا ذکر آگے آ رہا ہے۔ (جرح و تعدیل ص ۷۶)

(۴) الکاشف فی معرفۃ من لہ روایۃ فی الکتب الستہ

یہ کتاب بھی امام ذہبیؒ کی تالیف ہے، جس کو انہوں نے امام مزنیؒ کی کتاب تہذیب الکمال سے مختصر کیا ہے کتاب کے نام ہی سے موضوع واضح ہے، یعنی اس کتاب میں صرف انہی راویوں کا تذکرہ ہے، جن کی روایتیں کتب ستہ میں پائی جاتی ہیں، دیگر ملحقات میں نہیں پائی جاتی، اصحاب کتب ستہ کی دیگر کتابوں کے راویوں کو، نیز ان راویوں کو جنہیں تمیز کے طور پر یا تنبیہ کے طور پر امام مزنیؒ نے ذکر کیا تھا، ان کو حافظ ذہبیؒ نے حذف کر دیا۔

ترتیب و تنظیم اور رموز اصل کے مانند ہیں، تراجم کافی مختصر ہیں، عموماً سطر دو سطر سے زیادہ نہیں، اس کتاب کے بارے میں حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ انما ہی کالعنوان تشوق النفوس الی الاطلاع علی ما وراءہ (تہذیب التہذیب: ۳۵/۱)

(۵) اکمال تہذیب الکمال فی اسماء الرجال: تالیف۔ حافظ مغلطائی متوفی ۷۶۲ھ
رجال کتب ستہ سے متعلق کتابوں میں سے ایک عظیم کتاب حافظ علاء الدین بن قلیچ مغلطائی کی ہے، جو کافی مفید کتاب ہے، حافظ ابن حجرؒ کا اس پر کافی اعتماد رہا ہے۔ اس کتاب میں علامہ علاء الدین مغلطائی نے امام مزنیؒ کی کتاب تہذیب الکمال سے کچھ چیزوں کو حذف کر دیا ہے اور کچھ معلومات کا اضافہ کر کے اس کی تکمیل کی ہے۔ جس کی تفصیل یہ ہے۔

اس کتاب کو اصل کی ترتیب پر مرتب کیا ہے اور سارے تراجم اور رموز کو اپنی جگہ پر برقرار رکھا ہے، ہر ترجمہ کے ذکر کے بعد کسی نہ کسی قسم کی تعلیق اس پر لگائی ہے اور تبصرہ کیا ہے۔ وہ ساری عبارتیں جن کو امام مزئیؒ نے کہیں سے نقل کیا تھا، انہوں نے ان کا مراجعہ کیا اس طرح ان نصوص کی توثیق و تصدیق کر دی۔ جرح و تعدیل سے متعلق معلومات کا اضافہ کیا ہے، ضبط اسماء و انساب کی جانب خصوصی توجہ دی ہے، بہت سے ناموں کا اضافہ کیا ہے، جو عموماً تمیز کے طور پر کئے گئے ہیں۔

اس کتاب میں سیرت نبوی ﷺ کو مکمل طور پر حذف کر دیا گیا ہے۔ نیز ان احادیث کو بھی مع سند و متن حذف کر دیا ہے، جن کو امام مزئیؒ نے اپنی سند عالی سے ذکر کیا تھا، ایسے اخبار و واقعات جن کا تعلق جرح و تعدیل سے نہیں تھا، ان کو بھی حذف کر دیا ہے، امام مزئیؒ نے صاحب ترجمہ کے شیوخ و تلامذہ کے استیعاب کی جو کوشش کی ہے اس پر تنقید کی ہے اور ان میں اکثر و بیشتر کو حذف کر دیا ہے، ان ساری چیزوں کو حذف کرنے کے باوجود یہ کتاب حجم میں تقریباً تہذیب الکمال کے مساوی ہے۔

حافظ ابن حجرؒ نے اپنی تہذیب میں اس کتاب سے کافی استفادہ کیا ہے، حذف و تہذیب میں ان کی اتباع کی ہے اور اس کو ایک عظیم کتاب قرار دیا ہے، تہذیب التہذیب میں جو اضافے ہیں عموماً اسی کتاب سے ماخوذ ہیں۔

اس کتاب کے مختلف اجزاء مختلف کتب خانوں میں پائے جاتے ہیں، تفصیل کے لئے ڈاکٹر بشار عواد معروف کا مقدمہ ملاحظہ فرمائیں۔

اس کتاب کی تکمیل کے بعد مغلطائی نے اس میں سے ان راویوں کو الگ جمع کر دیا ہے، جن کے بارے میں ان کا خیال تھا کہ امام مزئیؒ سے ان کے بارے میں غلطیاں ہو گئی ہیں، اس کا نام "اوہام التہذیب" رکھا ہے۔ (مقدمہ تہذیب الکمال ۶۱/۱ جرح و تعدیل)

(۶) ذیل الکاشف: تالیف: ابو زرہ عراقي (م: ۸۲۶)

امام ذہبیؒ کی کتاب "الکاشف" پر اس کی اہمیت کے پیش نظر ابو زرہ عراقي نے ذیل "ذیل

الکاشف" کے نام سے تحریر کیا ہے، اس کتاب میں امام عراقیؒ نے ان راویوں کا ذکر کیا ہے جو مؤلفین کتب ستہ کی دیگر کتابوں کے راوی تھے، جن کو امام ذہبیؒ نے الکاشف سے حذف کر دیا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ مسند احمد بن حنبلؒ اور زیادات عبد اللہ کے راویوں کا اضافہ کیا ہے۔ (ذیل الکاشف ص ۲۹)

الکاشف اور ذیل دونوں محقق و مطبوع ہیں، الکاشف میں ۷۸۰ اور ذیل الکاشف میں ۲۱۹۸ راویوں کا ذکر ہے۔

(۷) تہذیب التہذیب: تالیف۔ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (م ۸۵۲)

کتب ستہ کے رجال کی خدمت کرنے والی کتابوں کی ایک نہایت اہم اور معتبر کڑی تہذیب التہذیب یعنی تہذیب تہذیب الکمال فی اسماء الرجال ہے۔

تعارف :

اس کتاب کے مؤلف حافظ ابن حجر عسقلانیؒ ہیں، بنیادی طور سے یہ کتاب جیسا کہ نام سے واضح ہے، امام مزنیؒ کی کتاب تہذیب الکمال سے متعلق ہے، اس میں مذکورہ کتاب کو مہذب اور مختصر کیا گیا ہے، اس لئے اس میں ان تمام راویوں کا تذکرہ ہے، جو کتب ستہ کے راوی ہیں، نیز اصحاب کتب ستہ کی کچھ دیگر تالیفات کے رواۃ بھی ہیں، اسی طرح ان کے ہم نام راویوں کو بھی برقرار رکھا ہے، جن کو امام مزنیؒ نے بطور تمیز ذکر کیا تھا۔

حافظ ابن حجرؒ کی باکمال شخصیت، ان کے تحریری وثبت نیز فیصلوں پر بعد میں آنے والوں نے بہت زیادہ اعتماد کیا ہے، اس لئے یہ کتاب علماء کے یہاں بے حد مقبول و معتمد ہے۔ علماء نے کتب ستہ کے راویوں کے تراجم کے لئے حافظ ابن حجرؒ کی دونوں کتابوں "تہذیب التہذیب" اور "تقریب التہذیب" پر ہی زیادہ اعتماد کیا ہے۔ ان کی تہذیب منظر عام پر آنے کے بعد ذہبی کی "تہذیب"، مغلطائی کی "الاکمال" اس کے سامنے ماند پڑ گئی، حتیٰ کہ اس کی اصل تہذیب الکمال کی طرف بھی علماء کی اتنی توجہ نہیں رہی جتنی ان دونوں کتابوں پر رہی۔

یہ کتاب تہذیب الکمال کے مقابلہ میں مختصر اور جامع ہے، اس لئے کہ اس میں راویوں کے تعلق سے صرف ضروری معلومات ہی جمع کی گئی ہے، نیز تراجم رجال کا اصل مقصد جرح و تعدیل کی معرفت ہوتی ہے، جو اس کتاب میں دیگر کتابوں کے مقابلہ میں زیادہ ہے۔

وجہ اختصار: حافظ ابن حجرؒ نے اس کتاب کے مہذب و مختصر کرنے کی وجہ یہ بتائی ہے کہ عموماً لوگ طویل کتابوں سے گھبراتے ہیں اور ان سے استفادہ کرنے میں کاپی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ (چونکہ امام مزئیؒ کی کتاب انتہائی مفید ہونے کے باوجود کافی طویل تھی) لہذا لوگ امام ذہبیؒ کی کتاب "الکاشف" کی طرف زیادہ توجہ دینے لگے، جس سے مقصد پورا نہیں ہوتا تھا۔ نیز بعض تراجم میں معلومات بالکل نہ ہونے کے برابر تھیں، اس میں اضافہ کی ضرورت تھی، اس لئے میں نے سوچا کہ اس کتاب کو مناسب طریقہ سے مختصر کر دیا جائے جو مفید ہو۔ (تہذیب التہذیب: ۱/۳۵ جرح و تعدیل)

اختصاری عمل :

امام مزئیؒ نے اپنی کتاب تہذیب الکمال کے مقدمہ میں تین فصلیں قائم کی تھیں۔

(۱) شروط الائمة الستة (۲) الحث عن الرواية من الثقات (۳) السيرة النبوية ﷺ

(۱) حافظ ابن حجرؒ نے ان فصلوں کو یکسر حذف کر دیا، اس لئے کہ ان کا تعلق علوم حدیث اور سیرت کی کتابوں سے ہے۔

(۲) امام مزئیؒ نے جن احادیث کو اپنی اسناد عالیہ کے واسطے سے ذکر کیا تھا ان کو بالجملہ مع سند و متن کے حذف کر دیا۔

(۳) وہ سارے اختلافات جن کا تعلق راوی کی تاریخ وفات سے تھا ان کو بھی حذف کر دیا۔

(۴) اسی طرح ان واقعات و اخبار کو بھی حذف کر دیا جن کا تعلق جرح و تعدیل سے نہ تھا۔

(۵) امام مزئیؒ نے ہر راوی کے جملہ اساتذہ و تلامذہ کو ذکر کرنے کی کوشش کی تھی، حافظ ابن حجرؒ نے ان سب کو حذف کر دیا جو مشہور یا قریبی تھے صرف ان کو باقی رکھا، جس کی وجہ یہ بتائی کہ راویوں کے اساتذہ

وتلاندہ کا حصر کرنا ناممکن ہے، اس طرح یہ کتاب مختصر ہو کر تہذیب الکمال کے بہ نسبت ایک تہائی رہ گئی ہے۔

اضافی عمل :

حافظ ابن حجرؒ نے اس کتاب میں کچھ اہم اضافی کام کیا ہے وہ یہ ہیں۔

- (۱) بعض راویوں کا اضافہ کیا جو کتاب کی شرط پر تھے، لیکن امام مزئیؒ سے فوت ہو گئے تھے۔
- (۲) بعض ایسے راویوں کا اضافہ کیا جو ان کتب کے راویوں کے ہم نام تھے، یہ اضافہ اس لئے کیا تاکہ دونوں میں فرق کیا جاسکے۔ اس لئے ان کے نام پر رمز کے بجائے لفظ تمیز لکھ دیا ہے۔
- (۳) الکمال فی اسماء الرجال کے ان راویوں کو جن کی روایت امام مزئیؒ کو کتب ستہ میں نہیں مل سکی تھی، انہوں نے ان کو حذف کر دیا تھا، حافظ ابن حجرؒ نے ان راویوں کو بھی اس کتاب میں شامل کر لیا کیونکہ احتمال کے طور پر ذکر کر دینا فائدہ سے خالی نہیں اور حذف کے مقابلہ میں باقی رکھنا بہتر ہے۔
- (۴) سب سے اہم اضافہ ائمہ نقد کے اقوال کا ہے، جو جرح و تعدیل سے متعلق ہیں، اس طرح کہ اضافہ کی جہاں گنجائش تھی اس کو ترجمہ کے بالکل آخر میں ذکر کیا ہے اور لفظ "قلت" سے اس کی ابتداء کی ہے۔ لہذا راوی کے ترجمہ میں جہاں لفظ "قلت" آیا ہے، اس کے بعد کی معلومات حافظ ابن حجرؒ کے زیادات ہیں۔

ترتیب و رموز :

یہ کتاب بھی اپنی اصل یعنی تہذیب الکمال کی طرح نہایت ہی دقیق ترتیب پر حروف تہجی کے اعتبار سے مرتب ہے، صرف حرف الف میں "احمدین" اور حرف میم میں "محمدین" کو مقدم کیا گیا ہے، ناموں کے بعد کنیت سے مشہور راویوں کا ذکر ہے، پھر دیگر چار فصلوں میں منقسم راویوں کا ذکر ہے۔ جیسے کہ تہذیب الکمال میں ہے، آخر میں خواتین کا تذکرہ اسی دقیق ترتیب سے کیا گیا ہے، لہذا کتاب سے استفادہ بہت ہی آسان ہے اور ساری کتاب ایک فہرست جیسی ہے، دونوں کتابوں کی ترتیب میں

کوئی فرق نہیں ہے، سوائے اس کے کہ 'تہذیب التہذیب' میں راوی کے مشائخ و تلامذہ کو شہرت اور قربت کی بنیاد پر مرتب کیا گیا ہے۔ اس کتاب میں وہ سارے رموز اسی طرح برقرار رکھے گئے ہیں، جس طرح تہذیب الکمال میں ہیں۔

مصادر :

اس کتاب کے وہی مصادر ہیں جو تہذیب الکمال کے مصادر ہیں، البتہ اضافی معلومات کے لئے جو مصادر خصوصی طور سے استعمال کئے گئے ہیں ان میں علامہ مغلطائی کی تالیف "اکمال تہذیب الکمال" ہے، اس سے مؤلف نے بھرپور استفادہ کیا ہے اور اختصار میں عموماً اسی کتاب کا طریقہ استعمال کیا ہے، نیز امام ذہبیؒ کی کتاب "تذہیب التہذیب" سے بھی مفید معلومات کو منتخب کیا ہے۔

مؤلف کتاب نے اپنی کتاب کی افادیت بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ فرض کیجئے کہ اس کتاب میں کچھ نہیں ہے تو بھی کم از کم مناسب حجم میں دو کتابوں (مزی کی تہذیب الکمال اور مغلطائی کی اکمال تہذیب الکمال) کا مجموعہ ضرور ہے اور یہ بھی بہت بامقصد عمل ہے۔ (تہذیب التہذیب ۴۰/۱)

(۸) تقریب التہذیب تالیف : حافظ ابن حجر عسقلانی (م ۸۵۲)

تعارف اور وجہ تالیف :

کتب ستہ اور اس کے ملحقات کے راویوں کی معلومات کے لئے یہ ایک مختصر، جامع ترین اور انتہائی مفید کتاب ہے۔ جو بقاءت کہتر بقیمت بہتر کی مصداق ہے۔ اس کتاب کو حافظ ابن حجرؒ نے تہذیب التہذیب کے بعد تصنیف کیا ہے، تہذیب التہذیب جس میں تہذیب الکمال کو مختصر اور مہذب کیا گیا تھا، مختصر ہونے کے باوجود بھی کافی طویل تھی، (جونی الحال بارہ جلدوں میں مطبوع ہے) اس لئے کچھ مجاہدین علم نے ان سے یہ درخواست کی کہ اس کتاب کو بھی مختصر کر دیا جائے تو بہتر ہوگا، چنانچہ کچھ پس و پیش کے بعد انہوں نے اس کے اختصار کا بیڑا اٹھایا اور ایسے نرالے ڈھنگ سے تیار کیا جس کی نظیر

نہیں ملتی، معمولی سے وقت میں چند کلمات کے ذریعہ راوی کے بارے میں ضروری معلومات حاصل ہو جاتی ہے، یہ کتاب اپنے اس قالب میں انتہائی مشہور اور متداول ہوئی علماء نے اس پر بھرپور اعتماد کیا، جس کو تفصیل و تحقیق کی ضرورت ہوتی ہے، وہی دوسری کتابوں کی مراجعت کرتا ہے ورنہ اسی کو کافی سمجھتا ہے۔

ترتیب :

یہ کتاب ہو بہو اپنی اصل تہذیب التہذیب کی طرح حروف معجم پر مرتب ہے۔ آخر میں کنیت اور دیگر چار فصلیں اس میں بھی اسی طرح ہیں، البتہ خواتین کے باب میں مہمات کا اضافہ کیا گیا ہے جو تہذیب التہذیب میں نہیں ہے، ان مبہم خواتین کی ترتیب ان سے روایت کرنے والوں کے نام پر مرتب ہے۔

اہم خوبی :

اس کتاب کی سب سے اہم خوبی یہ ہے کہ اس میں ہر راوی کی شخصیت اور اس کے بارے میں وارد شدہ اقوال کا بغائر مطالعہ کر کے ایک جامع فیصلہ تیار کیا گیا ہے، جس میں جرح و تعدیل کے جو بارہ مرتبے ہیں، ان کو سامنے رکھ کر راوی کے لئے جو مناسب کلمہ و مرتبہ ہوتا تھا، اس پر حکم لگا دیا گیا ہے، مثلاً ثقہ، ثبت، ثقہ، صدوق، لا باس بہ، مقبول، ضعیف وغیرہ راوی کے بارے میں خاص طور سے متضاد اقوال کا یہی جامع خلاصہ و فیصلہ اس کتاب کے مقبول و متداول ہونے کا سب سے اہم سبب ہے، اس لئے کہ راویوں کے حالات معلوم کرنے کا سب سے اہم مقصد یہی ہے۔

کیفیت :

اس کتاب میں عموماً تراجم ایک یا دو سطر میں مکمل ہو گئے ہیں جس میں راوی اور اس کے باپ دادا کے نام کے ساتھ ساتھ اس کی مشہور نسبت، کنیت، لقب وغیرہ کا ذکر آ گیا ہے، مشکل اور متشابہ نام کا حروف کے ذریعہ ضبط کر دیا گیا ہے، راویوں کے اسمائے و تلامذہ کا ذکر نہیں کیا گیا ہے بلکہ اس کی جگہ ان کو

طبقات پر تقسیم کیا گیا ہے اور جو راوی جس طبقہ کا ہے اس کا ذکر اس کے ترجمہ میں کر دیا گیا ہے۔ انہیں طبقات کے ذریعہ راوی کی تاریخ وفات کی تعیین بھی کی گئی ہے، ان طبقات کا سمجھنا اس کتاب میں تاریخ وفات کی تعیین کے لئے بہت ضروری ہے، اس کے بغیر تاریخ وفات سمجھنا ممکن نہیں۔

مناسب معلوم ہوتا ہے ان بارہ طبقات کو تقریب التہذیب سے بعینہ نقل کر دیا جائے۔

پہلا طبقہ : صحابہ کرامؓ باختلاف مراتب

دوسرا طبقہ : کبار تابعینؓ، جن میں مخضر مین بھی شامل ہیں، مثلاً ابن المسیب

تیسرا طبقہ : تابعینؓ کا متوسط طبقہ جیسے حسن بصری، ابن سیرین

چوتھا طبقہ : تابعینؓ کے متوسط طبقہ سے قریب تر طبقہ، جن کی زیادہ تر روایتیں کبار تابعینؓ

سے ہیں، جیسے زہری، قتادہ (یعنی تابعینؓ کے متوسط اور طبقہ صغریٰ کے درمیان کا طبقہ)

پانچواں طبقہ : تابعینؓ کا طبقہ صغریٰ، جنہوں نے ایک دو صحابہؓ کو دیکھا، لیکن صحابہؓ سے سماع

ثابت نہیں جیسے اعمشؓ

چھٹا طبقہ : تابعینؓ کا وہ طبقہ جو طبقہ خامسہ کا ہم عصر تھا لیکن کسی صحابیؓ کو نہیں دیکھا جیسے ابن

جریجؓ

ساتواں طبقہ : کبار اتباع تابعینؓ جیسے امام مالکؒ، سفیان ثوریؒ وغیرہ

آٹھواں طبقہ : اتباع تابعینؓ کا طبقہ وسطی جیسے سفیان بن عیینہؒ، ابن علیہؒ

نواں طبقہ : اتباع تابعینؓ کا طبقہ صغریٰ جیسے یزید بن ہارونؒ، امام شافعیؒ، ابو داؤد طیالسیؒ

دسواں طبقہ : وہ بڑے بڑے اہل علم جنہوں نے تبع تابعینؓ سے روایت کیا ہے، لیکن تابعینؓ

سے ملاقات نہیں ہوئی جیسے امام احمد بن حنبلؒ (یعنی تابع اتباع تابعینؓ کا پہلا طبقہ)

گیارہواں طبقہ : تبع تابعینؓ سے روایت کرنے والا طبقہ وسطی جیسے امام بخاریؒ، امام ذہلیؒ

(یعنی تابع اتباع تابعینؓ کا دوسرا طبقہ)

بارہواں طبقہ : تبع تابعینؒ روایت کرنے والا طبقہ صغریٰ جیسے امام ترمذیؒ، ان میں اصحاب کتب ستہ کے وہ مشائخ بھی شامل ہیں جن کی وفات متاخر ہے۔

بذریعہ طبقات وفات کی تعیین :

(۱) اگر راوی پہلے یا دوسرے طبقہ کا ہوگا تو اس کی سن وفات ایک سو ہجری سے پہلے کی ہوگی۔
(۲) اگر تیسرے طبقہ سے لے کر آٹھویں طبقہ کے آخر تک کا ہے تو اس کی سن وفات ایک سو ہجری کے بعد ہوگی۔

(۳) اور اگر نویں طبقہ سے لے کر بارہویں کے آخر تک کا ہے تو اس کی سن وفات دوسو کے بعد ہوگی، اگر کہیں اس کے برخلاف ہے تو اس کی وضاحت کر دی گئی ہے۔

مزید وضاحت :

مثال کے طور پر اس کتاب کے سب سے پہلے راوی "احمد بن ابراہیم" ہیں ان کا ترجمہ کتاب میں اس طرح ہے۔ احمد بن ابراہیم بن خالد الموصلی ابو علی نزیل بغداد صدوق من العاشرة مات سنة ست وثلاثين۔ د۔ فق

احمد بن ابراہیم بن خالد جو اصلاً موصل کے رہنے والے تھے، لیکن بغداد کو اپنا وطن بنایا، یہ راوی صدوق ہیں یعنی یہ کہ مراتب تعدیل کے چوتھے درجہ کے راوی ہیں جن کی روایت قابل قبول ہوتی ہے، ان کا تعلق دسویں طبقہ سے ہے، ان کا انتقال سن ۳۶ھ میں ہوا ہے یعنی چونکہ یہ دسویں طبقہ کے ہیں اس لئے ان کی وفات سن دوسو ہجری کے بعد کی ہے۔ لہذا سن ۳۶ھ پر دوسو کا اضافہ کریں، اس طرح سے ان کی وفات سن ۲۳۶ھ میں ہوئی ہے۔ د۔ فق یعنی یہ سنن ابوداؤدؒ اور ابن ماجہؒ کی کتاب التفسیر کے راوی ہیں۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ راوی کے ترجمہ میں جو تاریخ وفات موجود ہے اگر وہ راوی پہلے یا دوسرے طبقہ کا ہے تو اس کی تاریخ میں کسی قسم کا اضافہ نہ ہوگا وہی اس کی تاریخ وفات ہوگی، لیکن اگر

تیسرے سے لے کر آٹھویں طبقہ تک کا ہے تو تاریخ وقات میں مذکور عدد پر ایک سو کا اضافہ کر دیا جائے گا اور اگر نویں سے بارہویں طبقہ تک کا ہے تو مذکورہ عدد پر دو سو کا اضافہ کر دیا جائے گا۔

رموز :

راوی کے ترجمہ میں وہ سارے رموز اسی طرح موجود ہیں جس طرح اس کی اصل تہذیب التہذیب اور اصل الاصل تہذیب الکمال میں موجود ہیں اگر کسی راوی پر یہ علامت نہیں ہے، تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ترجمہ یا تو گزر چکا یا آئندہ آئے گا، عموماً اس طرح کے تراجم کنیت اور اس کے بعد کی فصلوں میں پائے جاتے ہیں۔ انتہی

(یہاں سے بارہ مراتب تک کتاب "حدیث اور فہم حدیث" ص ۳۰۵ تالیف: مفتی عبد اللہ صاحب معروفی (استاذ شعبہ تخصص فی الحدیث دارالعلوم دیوبند) سے منقول ہے۔)

یہ کتاب تمام کتب اسماء الرجال میں استفادہ کے لحاظ سے آسان ترین ہے، سب سے زیادہ مہیا اور عام ہے، روات کی ثقاہت و ضعف کے اعتبار سے درجہ بندی میں سب کتب سے پختہ ترین اور جامع ترین ہے بلکہ کتب ستہ اور ان کے ملحقات کے رجال کے تعلق سے اس کی حیثیت سیکڑوں کتب رجال و فنون حدیث سے کشیدہ کئے ہوئے عطر کی ہے، اس لئے کتب ستہ کے رجال کی تحقیق کے لئے اسی کتاب کو معیار بنایا جا رہا ہے۔

دکٹر ولید عائشہ نے تقریب میں حافظ کی جانب سے صادر کئے گئے احکام جرح و تعدیل اور ان کے مراتب کا بڑی باریکی سے مطالعہ کیا ہے، اور مختلف پہلوؤں سے پرکھ کر اس نتیجہ پر پہنچے کہ حافظ نے سچ مچ بڑی باریکی اور زرف بینی سے کام لیتے ہوئے رواد کے متعلق مبسوط اور منتشر مواد کو انتہائی لطیف انداز میں سمیٹنے کی کوشش کی ہے، اگر صحیح معنوں میں حافظ کے لائحہ عمل اور باریکیوں کو ہضم کر لیا جائے تو بے شک یہ ایک جلد کی کتاب دیگر مطولات سے بے نیاز کر دینے والی ہے۔

ولید عائشہ کے الفاظ ملاحظہ فرمائیں۔

وہ کذا نری ان التقرب هو خلاصة ما توصل اليه ابن حجر من احكام على رواية الكتب الستة وما ألحق بها وعصارة فكر متواصل البحث والدراسة والتحقيق والتحرير مدة زادت على الستين عاما من حياة عالم موسوعي ويقظ ذكي۔

ولهذا فاني ارى ان من تضييع الوقت وتحصيل الحاصل ان نتجاوز هذا الحمل الى غيره ونتخطى عمل ابن حجر لنرجع الى الراء لنبحث من جديد احوال رواة اشبعوا كلاما وتحريرا۔ (منهج دراسة الاسناد ص ۲۳)

پھر دکتور عانی نے مراتب تقریب میں سے ایک ایک مرتبہ کے رجال کی احادیث کے درجات بھی متعین فرمادیئے ہیں۔ یہ درجہ بندی انہوں نے حضرت امام احمد، شیخین، امام ابوداؤد، امام نسائی، امام ترمذی، ابن حبان، ابن خزیمہ، ضیاء الدین مقدسی، منذری، ذہبی، نووی، ابن حجر اور سخاوی وغیرہم جیسے ائمہ فن کے طریقہ کار کو پیش نظر رکھتے ہوئے کی ہے اور قدم قدم پر ان حضرات کی نصوص و عبارات کو بطور دلیل پیش فرمایا ہے، نیز کسی راوی کی حدیث کا درجہ متعین کرتے وقت اس راوی کی حدیث سے متعلق خود حافظ ابن حجرؒ کی تصریحات کو بھی پیش کیا ہے اور متکلم کی تصریح اس کے کلام کی سب سے مضبوط تشریح ہوا کرتی ہے۔

شعبہ تخصص فی الحدیث دارالعلوم دیوبند میں بھی حضرت مولانا نعمت اللہ صاحب اعظمی مدظلہ کی زیر نگرانی ادھر چند سالوں سے ولید عانی کی قائم کردہ اس معیار پر غور و خوض ہوتا رہا اور تجربہ سے اس نتیجہ پر پہنچا گیا کہ تقریب کے تعلق سے عانی مرحوم کا نقطہ نظر درست ہے اور نقد اسناد کا یہی معیار اطمینان بخش ہے۔

مراتب جرح و تعدیل باعتبار تقریب :

حافظ ابن حجرؒ نے جرح و تعدیل کے جو مراتب قائم کئے اور ان مراتب کے رواۃ کو جن الفاظ سے تعبیر کیا ہے، ان کی تفصیل مع ان کی احادیث کے احکام حسب ذیل ہے، واضح رہے کہ یہ تفصیل حافظ

ابن حجرؒ کی عبارت کا بعینہ ترجمہ نہیں ہوگی بلکہ اس میں ولید عائیٰ مرحوم کی تشریح یا اپنے تجربہ کی روشنی میں توضیحی جملوں کے اضافے بھی ہوں گے۔

(۱) پہلے مرتبہ کو تو حافظ نے صحابہ کرامؓ کے لئے مختص کیا ہے، ان کی فضیلت اور قدر و منزلت کے پیش نظر۔

(۲) دوسرا مرتبہ ان کے لئے خاص کیا ہے جو علماء جرح و تعدیل اور ائمہ نقد کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان لوگوں کو حافظ اوثق الناس، ثقة ثقة یا ثقة متقن جیسے مبالغہ کے صیغے یا تاکید کی تعبیرات سے تعبیر کرتے ہیں۔ حکم : ان لوگوں کی حدیث نمبر ایک کی صحیح لذاتہ ہوتی ہے۔

(۳) تیسرا مرتبہ ان لوگوں کا ہے، جنہیں ثقہ کہنے پر دوسرے مرتبہ کے لوگ یعنی ائمہ جرح و تعدیل متفق نہ ہوں، چنانچہ ان لوگوں کو حافظ صاحب ثقہ، متقن، حجة، حافظ، ثبت وغیرہ بغیر تکرار کے صیغوں سے تعبیر کرتے ہیں۔ ان ہی رجال کے حکم میں وہ لوگ بھی ہوتے ہیں جن کے صحابی ہونے میں اختلاف کیا گیا ہے، مگر ان کی صحبت متحقق نہیں ہوتی۔ حکم : اس مرتبہ والوں کی حدیث نمبر دو کی صحیح لذاتہ ہوتی ہے۔

(۴) چوتھا مرتبہ ان لوگوں کا ہے جن کی توثیق پر دوسرے مرتبہ والے ائمہ جرح و تعدیل تقریباً متفق ہوتے ہیں، اکادکا حضرات نے اختلاف کیا ہوتا ہے، عام ناقدین تو جمہور کی توثیق کے مقابلہ میں ایک آدھ اختلاف کو کوئی حیثیت ہی نہیں دیتے، مگر حافظ صاحب اس اختلاف پیش نظر اس کا مرتبہ تھوڑا گھٹا دیتے ہیں اور اس کو تعبیر کرتے ہیں صدوق، لا بأس بہ اور لیس بہ بأس جیسے صیغوں سے۔

حکم : اس مرتبہ والوں کی حدیث نمبر تین کی صحیح لذاتہ ہوتی ہے۔

(۵) پانچواں مرتبہ ان رجال کا ہے جن کے متعلق ائمہ جرح و تعدیل کے درمیان اختلاف ہوتا ہے، بعض تو ان کی توثیق کرتے ہیں اور بعض تضعیف کرتے ہیں اور تضعیف کی بھی کوئی بنیاد ہوتی ہے۔ ایسے لوگوں کو حافظ صاحب صدوق یہم، صدوق یخطی، صدوق لہ اوہام یا صدوق یخطی کثیرا جیسے الفاظ سے تعبیر کرتے ہیں۔

ان ہی رجال کے درجہ میں ان لوگوں کو بھی حافظ صاحب نے رکھا ہے جن پر بعض ناقدین نے جرحیں کی ہوتی ہیں اور وہ کسی قسم کی بدعت سے متہم ہوتے ہیں، چنانچہ ان کو صدوقی رمی بتشیع وغیرہ تعبیرات سے ذکر کرتے ہیں۔ حکم : اس مرتبہ والوں کی حدیث نمبر ایک کی حسن لذاتہ ہوتی ہے۔

(۶) چھٹا مرتبہ ان رجال کے لئے ہے جو قلیل الحدیث ہوتے ہیں (یعنی ان کی احادیث ایک سے دس تک کے درمیان ہوتی ہے) اور ان کے متعلق کوئی ایسی جرح بھی ثابت نہیں ہوتی جس کی وجہ سے ان کی حدیث چھوڑ دی جائے، چنانچہ ایسے رجال میں سے جن کی احادیث میں متابعت کی گئی ہوتی ہے ان کو حافظ صاحب مقبول سے تعبیر کرتے ہیں اور جن کی متابعت نہیں کی گئی ہوتی ان کو لین الحدیث سے تعبیر کرتے ہیں۔

’ واضح رہے کہ ان لوگوں پر جو کچھ کلام ہوتا ہے وہ عموماً جہالت عین کا ہوتا ہے مگر اس کے ساتھ ہی کسی امام معتبر کی توثیق بھی ہوتی ہے، خواہ یہ توثیق صریح ہو یا ضمنی ہو۔ ضمنی کا مطلب یہ کہ صحاح کے مصنفین اس کی حدیث کا اخراج کریں یا کلام جہالت حال کا ہوتا ہے اور اس میں امام معتبر کی توثیق ضمنی ہوتی ہے یا توثیق غیر متین (مثلاً صرف ابن حبان کی توثیق) جب کہ وہ طبقہ تابعین کا راوی ہو بلکہ بسا اوقات مضبوط درجہ کی توثیق بھی پائی جاتی ہے، الغرض یہ مرتبہ ابن حجرؒ کے نزدیک تعدیل کے مراتب میں سے ہے۔ جرح کے مراتب میں سے ہرگز نہیں۔

حکم : اس مرتبہ میں دو شقیں ہیں، مقبول اور لین الحدیث۔ مقبول کی حدیث نمبر دو کی حسن لذاتہ ہوتی ہے اور لین الحدیث نمبر تین کی حسن لذاتہ ہوتی ہے۔

(۷) ساتواں مرتبہ ان لوگوں کے لئے ہے جن سے روایت کرنے والے ایک سے زائد ہوتے ہیں مگر ان کی توثیق کسی نے نہیں کی ہوتی ایسے لوگوں کو حافظ صاحب مستور یا مجہول الحال یا لا یعرف حالہ سے تعبیر کرتے ہیں۔

اس مرتبہ میں حافظ صاحب نے عموماً ان لوگوں کو شامل کیا ہے، جن کو امام بخاریؒ نے اپنی

تاریخ میں اور ابن ابی حاتم نے "الجرح والتعديل" میں ذکر کر کے سکوت فرمایا ہوتا ہے، یا جن کو ابن حبان نے اپنی کتاب الثقات میں ذکر کیا ہوتا ہے اور وہ تابعین سے نیچے طبقہ کے ہوتے ہیں یا ان لوگوں کو جن کے متعلق ابن ابی حاتم، ابن مدینی اور ابن القطان نے مجہول کہا ہوتا ہے کیوں کہ یہ لوگ مجہول التابعین اور مجہول الحال دونوں پر مجہول کا اطلاق کرتے ہیں، دونوں میں فرق نہیں کرتے۔

حکم : اس مرتبہ کے رجال کی احادیث میں توقف کیا جاتا ہے تا آنکہ ان کا کوئی حال واضح ہو جائے، حال کے واضح ہونے کی ایک صورت یہ ہے کہ مستور شخص کی روایت کا کوئی متابع یا شاہد مل جائے تو جانا جائے گا کہ آدمی قابل اعتبار ہے، لہذا اب اس کی حدیث حسن لغیرہ نمبر ایک شمار کی جاتی ہے۔

(۸) آٹھواں مرتبہ ان لوگوں کے لئے ہے جن کے متعلق کسی معتبر امام کی توثیق نہیں پائی جاتی بلکہ ائمہ جرح و تعدیل کی جانب سے اس پر ضعیف ہونے کا اطلاق موجود ہوتا ہے۔ خواہ یہ تضعیف مبہم طور سے ہی کیوں نہ ہو، قطع نظر اس بات سے کہ کوئی غیر متین توثیق (جیسے ابن حبان کا اس کو کتاب الثقات میں ذکر کرنا) پائی جا رہی ہے یا نہیں ان کو حافظ صاحب ضعیف یا یس بالقوی کے لفظ سے تعبیر کرتے ہیں۔

حکم : اس مرتبہ والوں کی حدیث ضعیف کہلاتی ہے اور تعدد طرق کی صورت میں بلند ہو کر حسن لغیرہ تک پہنچ جاتی ہے، اس وقت یہ نمبر دو کی حسن لغیرہ ہوگی۔

(۹) نواں مرتبہ ان رجال کے لئے ہے جن سے روایت کرنے والا صرف ایک راوی ہوتا ہے اور سرے سے ان کی کسی نے توثیق بھی نہیں کی ہوتی، دراصل یہ لوگ اصحاب حدیث ہوتے ہی نہیں بلکہ ایک آدھ حدیث روایت کر کے محدثین کے زمرے میں اپنا نام لکھواتے ہیں، ان لوگوں کو حافظ صاحب مجہول کے لفظ سے تعبیر کرتے ہیں۔

حکم : اس مرتبہ والوں کی حدیث بھی ضعیف ہوتی ہے اور تعدد طرق کی صورت میں بلند ہو کر حسن لغیرہ تک پہنچ جاتی ہے مگر یہ نمبر تین کی حسن لغیرہ ہوگی۔

(۱۰) دسواں مرتبہ ان لوگوں کے لئے ہے جن پر ائمہ جرح و تعدیل نے سخت جرحیں کی ہوتی ہیں، یہاں

تک کہ ان کی حدیث لکھنے سے یا ان سے روایت کرنے سے بھی منع کرتے ہیں، ایسے لوگوں کو حافظ صاحب متروک کے لفظ سے تعبیر کرتے ہیں۔

حکم : ان لوگوں کی حدیث ضعیف جداً کہلاتی ہے۔

(۱۱) گیارہواں مرتبہ ان لوگوں کا ہے جو کذب کے ساتھ متہم ہوتے ہیں، کذب سے متہم کئے جانے کی صورت یہ ہوتی ہے کہ حدیث رسول میں تو ان کا کوئی جھوٹ نہیں پکڑا گیا البتہ عام بول چال میں دروغ گوئی کے مرتکب ہوتے ہیں، جس سے یہ شبہ ہوتا ہے کہ وہ حدیث رسول میں بھی جھوٹ بولنے کی جسارت کر سکتے ہیں، ان لوگوں کو حافظ صاحب متہم بالکذب سے تعبیر کرتے ہیں۔

حکم : ان لوگوں کی حدیث متروک کہی جاتی ہے۔

(۱۲) بارہواں مرتبہ ایسے بد بختوں کا ہے جو حدیث رسول میں جھوٹ کے مرتکب ہوتے ہیں، چنانچہ حافظ صاحب ان کو وضاع یا کذاب سے تعبیر کرتے ہیں۔

حکم : ان کی روایات موضوعات و باطلیل کہلاتی ہیں ایسا شخص اگر توبہ بھی کر لے تب بھی اس کی حدیث قبول نہیں کی جاتی۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ یہ کتاب طالبان علوم نبوت کے لئے ایک بیش بہا خزانہ اور نادر تحفہ ہے، جس سے بے نیاز نہیں ہوا جاسکتا، اس سے بے نیازی کوتاہی اور کم علمی کی دلیل ہے۔ انتہی

(۹) خلاصۃ تہذیب التہذیب تالیف: احمد بن عبد اللہ خزرجی (م: بعد ۹۲۳)

علامہ صفی الدین احمد بن عبد اللہ خزرجی نے امام ذہبی کی کتاب "تہذیب التہذیب الکمال" کا اختصار کیا ہے، جس کا نام "خلاصۃ تہذیب التہذیب الکمال" رکھا ہے، جس کو عرف عام میں خلاصۃ الخزرجی کہا جاتا ہے۔

اس کتاب کی ترتیب و تنظیم بھی اپنی اصل کی طرح ہے اور موضوع بھی وہی ہے۔ (یعنی کتب ستہ اور ان کے ملحقات کے رجال کے حالات) نیز رموز بھی اسی طرح برقرار رکھے گئے ہیں۔

کتاب کو مختصر کرنے کے ساتھ ساتھ علامہ خزرجی نے اپنی طرف سے کچھ اضافہ بھی کیا ہے اور ضبط اسماء پر خصوصی توجہ دی ہے۔ تحریر فرماتے ہیں کہ

فهذا مختصر فی اسماء الرجال اختصرته من تہذیب تہذیب الکمال وضبطت ما یحتاج الی ضبط فی غالب الاحوال وزدت فیہ زیادات مفیدة ووفیات عدیدة من الکتب المعتمدة والنقول المسندة۔ (خلاصہ ۱/۵)

(۱۰) التذکرۃ بوجال العشرۃ

تالیف : ابن حمزہ الحسینی ابوالحسن شمس الدین محمد بن علی بن الحسن الدمشقی (م ۶۵۷ھ)

اس کتاب کی تالیف کے لئے ابو عبد اللہ محمد بن علی بن حمزہ الحسینی نے امام مزنی کی کتاب تہذیب الکمال کو بنیاد بنایا ہے، چنانچہ سب سے پہلے انہوں نے تہذیب الکمال کو مختصر کیا اور وہ سارے راوی جن کا تعلق کتب ستہ سے نہیں تھا بلکہ ان کے ملحقات سے تھا یا تمیز کے طور پر ان کو ذکر کیا گیا تھا ان کو حذف کر دیا باقی ماندہ راویوں کے حالات کو ویسے ہی مختصر کیا۔ جیسے کہ امام ذہبیؒ نے الکاشف میں کیا تھا۔ اب یہ کتاب بالکل الکاشف کے مانند ہو گئی۔ اس کے بعد مزید چار کتابوں کے راویوں کے حالات کا اضافہ کیا۔

(۱) مؤطا امام مالک (ک) (۲) مسند امام شافعی (فع)

(۳) مسند امام احمد بن حنبل (أ) (۴) مسند امام ابو حنیفہ (فہ)

نیز عبد اللہ بن امام احمد بن حنبلؒ نے مسند میں جو اضافہ کیا ہے اس کے لئے (عب) کا رمز متعین کیا ہے۔ کتب ستہ کے رموز کو اپنی شکل پر برقرار رکھا ہے۔ (تہذیب الکمال بشار عواد معروف: ۱/۶۳)

ان چاروں کتابوں کے اضافے کا سبب علامہ حسینی نے یہ بتایا ہے کہ ائمہ متبوعین کے استدلال کا دار و مدار عموماً انہیں روایتوں پر ہے جن کو انہوں نے اپنی سند سے روایت کیا ہے اور سواد اعظم

کے عمل کا دار و مدار انہیں اقوال پر ہے، لہذا ان کی جو مستدل روایتیں ہیں، ان کے راویوں کے حالات کا جاننا بے حد ضروری تھا۔

اس طرح یہ کتاب دو اویں اسلام (صحاح ستہ) اور ائمہ اربعہ کی مستدل روایتوں کے رجال کا مجموعہ ہے۔

(۱۱) تعجیل المنفعة بزوائد رجال الأئمة الأربعة تالیف : حافظ ابن حجر عسقلانی (م: ۸۵۲)

اس کتاب کا تعلق اساسی طور پر علامہ حسینی کی سابقہ کتاب "التذکرۃ برجال العشرة" سے ہے اور خصوصی طور سے ان راویوں کے حالات کا ترجمان ہے جن کے واسطے سے ائمہ اربعہ (امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد) نے روایت کیا ہے۔

جب حافظ ابن حجر نے علامہ حسینی کی کتاب کا مطالعہ کیا تو یہ کتاب ان کو بہت اہم نظر آئی، اس لئے کہ اس میں دس اہم کتابوں کے راویوں کا تذکرہ ہے، چونکہ حافظ ابن حجر نے کتب ستہ کے راویوں پر مختصر و مطول دونوں طرح سے کام کیا تھا اس لئے اب انہوں نے یہ مناسب سمجھا کہ ائمہ اربعہ سے متعلق کتابوں کے راویوں کے حالات کو بھی قلمبند کرنا چاہیے۔

چنانچہ حافظ صاحب نے امام حسینی کی کتاب کو بنیاد بنا کر کام شروع کیا اور التذکرہ سے ان راویوں کو حذف کر دیا جن کا تعلق کتب ستہ سے تھا، صرف انہیں راویوں کو باقی رکھا جو مؤطا مالک، مسند شافعی، مسند احمد اور مسند ابوحنیفہ کے راوی تھے اور جن کا ذکر کتب ستہ کے رجال میں نہیں آ سکا تھا۔

ائمہ اربعہ کی مستدل روایتوں میں سے مذکورہ کتابوں کے علاوہ دیگر کتابوں کے راویوں کا اضافہ بھی کیا ہے۔ اس اضافہ میں انہوں نے امام دارقطنی کی کتاب "غرائب مالک" امام بیہقی کی کتاب "معرفة السنن والآثار"، امام احمد کی کتاب "الزهد"، امام محمد کی کتاب "الآثار" کے راویوں کا اضافہ کیا، ان میں سے جن کا ترجمہ "تہذیب التہذیب" میں کیا جا چکا تھا صرف ان کا نام ذکر کر کے تہذیب کا حوالہ دے دیا ہے۔

علامہ حسیبیؒ کی دوسری کتاب "الاکمال عمن فی مسند احمد من الرجال" سے کچھ دیگر فوائد اضافی معلومات کا ذکر کیا ہے، نیز ان سے جو غلطیاں ہو گئی تھیں ان کی اصلاح کر دی ہے، علامہ پیشی نے "الاکمال عمن فی مسند احمد من الرجال" میں کچھ راویوں کا اضافہ کیا تھا، اس سے بھی حافظ صاحبؒ نے استفادہ کیا ہے۔ علامہ پیشی کی کتاب سے جن راویوں کا اضافہ کیا ہے ان کی جانب لفظ (ہب) سے اشارہ کیا ہے، بقیہ رموز اسی طرح سے ہیں، جس طرح سے "التذکرہ" میں گزر چکا ہے۔

التذکرہ کی معلومات نقل کرنے کے بعد اپنا جو بھی اضافہ کیا ہے اس کو لفظ "قلت" سے شروع کیا ہے۔

پوری کتاب حروف معجم پر بڑی دقیق ترتیب سے مرتب کی گئی ہے، سب سے پہلے راویوں کو ان کے ناموں کے اعتبار سے مرتب کیا ہے، پھر کنیت سے مشہور افراد کا تذکرہ کیا ہے، اس کے بعد لفظ "ابن فلاں" سے مشہور راویوں کا ذکر کیا ہے، پھر مبہمات اور اس کے بعد خواتین کے تراجم اسی ترتیب سے مرتب کئے گئے ہیں۔ (تخریج الحدیث: ص ۲۳۸، جرح و تعدیل: ص ۲۸۸، تعجیل المنفعة: ص ۹، ۸، ۳)

اس طرح یہ مختصر سی ایک جلد کی کتاب اپنے صفحات میں گراں قدر معلومات سمیٹے ہوئے ہے اور حقیقت یہی ہے کہ حافظ ابن حجرؒ کی دونوں مختصرات یعنی "تقریب التہذیب" اور "تعجیل المنفعة" ایسی کتابیں ہیں جس میں قرون فاضلہ کے اکثر و بیشتر راویوں کے حالات کا اجمالی تعارف ہو جاتا ہے اور اس فن کی بڑی بڑی مطول کتابوں سے بے نیاز کر دیتی ہیں۔

طالبان علوم نبوت جو اس فن کی امہات کتب تک پہنچنے کی استطاعت نہیں رکھتے ان کے لئے یہ دونوں کتابیں مشعل راہ بن سکتی ہیں اور ان سے ان کا کام چل سکتا ہے۔

(۱۲) مغانی الاخیار فی رجال معانی الآثار: تالیف: بدرالدین عینی محمود بن احمد بن موسیٰ قاہری حنفی (م: ۸۵۵ھ)

اس کتاب میں علامہ عینیؒ نے خاص طور سے امام طحاویؒ کی کتاب "شرح معانی الآثار" (طحاوی شریف) کے رجال کے احوال کو ذکر کیا ہے اور طریقہ وہی اختیار کیا ہے جو حافظ مزنیؒ نے "تہذیب الکمال" میں اختیار کیا ہے۔

(۱۳) کشف الستار عن رجال معانی الآثار تالیف: ابوالتراب رشد اللہ شاہ سندھی
شرح معانی الآثار (جو امام طحاویؒ کی مشہور کتاب حدیث ہے) اس کے راویوں کے حالات کو علامہ عینیؒ نے ایک خاص تالیف (جس کا اوپر ذکر ہوا) میں جمع کیا تھا، جس کا نام "معانی الاختیار فی رجال معانی الآثار" رکھا تھا، شیخ ابوالتراب رشد اللہ نے اس کا اختصار کیا اور اس کا نام "کشف الستار عن رجال معانی الآثار" رکھا۔

(۱۴) تراجم الاحبار من شرح معانی الآثار تالیف: مولانا محمد ایوب بن محمد یعقوب مظاہری
سہارنپوری (م ۱۴۰۷ھ)

اس کتاب کے مؤلف نے شرح معانی الآثار (طحاوی شریف) کے رجال کے احوال کو جمع کیا ہے، سب سے پہلے راوی کا نام لکھ کر اگر وہ کتب ستہ یا ان کے ملحقات کا ہے تو اس راوی کے اساتذہ و تلامذہ کو حافظ صاحب کی کتاب تہذیب سے نقل کئے ہیں۔ اس کے بعد ائمہ جرح و تعدیل کے اقوال اور تاریخ ولادت و وفات بھی اسی کتاب سے نقل کیا ہے، لیکن بعض اقوال اختصار کی غرض سے چھوڑ دیئے ہیں، البتہ بعض اساتذہ و تلامذہ کے ناموں کا دیگر کتب سے اضافہ کیا ہے اور وہ رواۃ جو صحاح ستہ یا ان کے ملحقات کے نہیں ہیں ان کے حالات فن کی دوسری کتابوں سے تحریر کئے ہیں اور مزید اساتذہ و تلامذہ کا طحاوی شریف سے تلاش کر کے اضافہ کیا ہے، ہر راوی کو ذکر کرنے کے بعد کس امام نے ان کی حدیث تخریج کی ہے اس کی بھی نام کے ساتھ صراحت کی ہے، صرف رموز پر اکتفاء نہیں کیا ہے، نیز راوی کے ترجمہ کو ذکر کرنے کے بعد طحاوی میں اس راوی کی کتنی مرویات ہیں اس کی بھی نشان دہی کی ہے۔

ان مذکورہ بالا کتابوں کے علاوہ اسماء رجال سے متعلق اور بھی بہت ساری کتابیں تصنیف کی گئی

ہیں، جن کی اجمالی فہرست حسب ذیل ہے۔

- (۱) رجال البخاری: ابونصر کلاباذی احمد بن محمد بن الحسن البخاری (م: ۳۹۸)
- (۲) رجال مسلم: ابن منجویہ ابوبکر احمد بن علی بن محمد اصہبانی (م: ۴۲۸)
- (۳) التعديل والتجريح لمن روى عنه البخاری فی الصحيح: ابوالولید باجی سلیمان بن خلف (م: ۴۷۴)

(۴) اسعاف المبطابر رجال المؤطا: حافظ جلال الدین سیوطی (م: ۹۱۱)

اور بعض کتابیں وہ ہیں جو کسی کتاب حدیث کی قید سے آزاد ہو کر مطلق رجال کے تراجم کے لئے لکھی گئی ہیں، یہ قسم درج ذیل انواع پر منقسم ہے۔

(الف) کتب ثقات: یعنی وہ کتابیں جو صرف ثقہ راویوں کے حالات سے بحث کرتی ہیں۔

- (۱) الثقات: عجل ابوالحسن احمد بن عبد اللہ بن صالح کوفی (م: ۲۶۱)
- (۲) الثقات: ابن حبان ابوحاتم محمد بن حبان البستی (م: ۳۵۴)
- (۳) مشاہیر علماء الامصار: ابن حبان (م: ۳۵۴)
- (۴) تاریخ اسماء الثقات ممن نقل عنهم العلم: ابن شاہین ابوحفص عمر بن احمد بن عثمان بغدادی (م: ۳۸۵)

(۵) المعجم المشتمل علی ذکر اسماء شیوخ الائمة النبل: ابن عساکر ابوالقاسم علی بن الحسن بن ہبۃ اللہ مشقی (م: ۵۷۱)

(۶) صفة الصفوة: ابن الجوزی ابوالفرج عبد الرحمن بن علی بن محمد بغدادی (م: ۵۹۷)

(۷) تذکرۃ الحفاظ: امام ذہبی (م: ۷۴۸)

(۸) طبقات الحفاظ: امام جلال الدین سیوطی (م: ۹۱۱)

(ب) کتب ضعفاء: یعنی وہ کتابیں جو صرف ضعیف یا مشکوک فیہ راویوں کے تراجم کو بیان کرتی ہیں۔

(۱) الضعفاء الصغیر: امام بخاری (م: ۲۵۶)

(۲) الضعفاء الکبیر: امام بخاری (م: ۲۵۶)

(۳) الشجرة فی احوال الرجال: جوزجانی ابواسحاق ابراہیم بن یعقوب بن اسحاق (م: ۲۵۹)

(۲۵۹)

(۴) الضعفاء والمتروکون: ابوزرعہ عبید اللہ بن عبد الکریم رازی (م: ۲۶۴)

(۵) الضعفاء والمتروکون: امام نسائی (م: ۳۰۳)

(۶) الضعفاء الکبیر: عقیلی ابو جعفر محمد بن عمرو بن موسیٰ (م: ۳۲۲)

(۷) الضعفاء والمتروکون: دارقطنی علی بن عمر (م: ۳۸۵)

(۸) معرفة المجروحین من المحدثین والضعفاء والمتروکین: ابن حبان (م: ۳۵۴)

(۹) الکامل فی ضعف الرجال: ابن عدی ابوالاحمد عبد اللہ بن عدی بن عبد اللہ

الجزجانی (م: ۳۶۵)

(۱۰) المدخل الی الصحیح: حاکم (م: ۴۰۵)

(۱۱) الضعفاء والمتروکون: ابن الجوزی (م: ۵۹۷)

(۱۲) میزان الاعتدال: ذہبی (م: ۷۴۸) تفصیلی تعارف آگے آرہا ہے۔

(۱۳) دیوان الضعفاء: ذہبی (م: ۷۴۸)

(۱۴) المغنی فی الضعفاء: ذہبی (م: ۷۴۸)

(۱۵) لسان المیزان: ابن حجر (م: ۸۵۲) تفصیلی تعارف آگے آرہا ہے۔

(۱۶) کشف الاحوال فی نقد الرجال: عبد الوہاب بن مولوی محمد غوث ہندی

تعارف: میزان الاعتدال

تالیف: حافظ عبداللہ ذہبی

اس کتاب میں ان راویوں کا ذکر کیا گیا ہے، جو ضعیف اور مشکلم فیہ ہے، اس کتاب میں ان راویوں کے بارے میں تفصیلی معلومات کو حتی الامکان جمع کر دیا گیا ہے، خاص طور سے اقوال جرح و تعدیل کے جمع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے، پھر ان پر نقد اور دوسرے اقوال سے ان کا مقابلہ کیا گیا ہے، راجح اور مرجوح کی وضاحت کر دی گئی ہے، یہ کتاب کتب ضعفاء رجال میں اہم کتاب شمار کی جاتی ہے

اس کتاب کو ایک مختصر مقدمہ سے شروع کیا گیا ہے، جس میں تاریخ تدوین رجال حدیث، کتاب کی ترتیب و تصنیف نیز محتویات و منہج کے متعلق وضاحت کی گئی ہے، آخر میں جرح و تعدیل کے کلمات اور ان کے مراتب کا ذکر کرتے ہوئے متقدمین اور متأخرین میں حد فاصل کی وضاحت کی ہے، اس کتاب میں کذاہیں، وضاعین، متہمین، ضعفاء اور مجھولین کے ساتھ ساتھ ان ثقات کا بھی ذکر ہے جو بدعتی ہیں اور ایسے ثقات کا بھی ذکر ہے جن پر کیا گیا لیکن کلام قادح نہیں ہے، اور جن رواد کے بارے میں ائمہ کی طرف سے محلہ الصدق اور لا باس بہ جیسا حکم لگایا گیا تھا ان کا تذکرہ نہیں کیا ہے۔

اس کتاب کو آٹھ قسموں میں تقسیم کیا گیا ہے :

- (۱) پہلی قسم میں مردوں اور عورتوں کے تراجم بترتیب اسماء ذکر کئے گئے ہیں۔
- (۲) دوسری قسم میں ان رجال کا ذکر کیا ہے جو کنیت سے مشہور ہیں۔
- (۳) تیسری قسم میں ان افراد کا ذکر ہے جو ابن فلان سے مشہور ہیں۔
- (۴) چوتھی قسم میں ان لوگوں کا ذکر ہے جو نسبت سے مشہور ہیں۔
- (۵) پانچویں قسم میں ایسے راویوں کا ذکر کیا گیا ہے جو مجہول ہیں۔
- (۶) چھٹی قسم میں ان روایات (خواتین) کا ذکر کیا گیا ہے جو مجہول ہیں۔
- (۷) ساتویں قسم میں روایات کا ذکر باعتبار کنیت کیا گیا ہے۔

(۸) آٹھویں قسم میں ان خواتین کا ذکر ہے جو ام فلان سے معروف ہیں۔

ترتیب: ابتداء سے لے کر انتہا تک ساری قسمیں نہایت دقت کے ساتھ حروف تہجی پر مرتب ہیں، اس ترتیب میں راویوں کے نام اور ان کے آباء کے نام میں بھی ترتیب کا خیال رکھا گیا ہے، اس وجہ سے اس کتاب سے استفادہ انتہائی آسان ہے، جس راوی کی بھی تلاش ہو پہلے اس کے نام کے حروف کو دیکھیں پھر اس جگہ تلاش کریں جہاں وہ نام ہو سکتا ہے، چند لمحوں میں مطلوبہ ترجمہ مل جائے گا۔

ثقافت کے ذکر کا مقصد:

اس کتاب میں ہر اس راوی کا ذکر کیا گیا ہے جس پر کسی بھی قسم کا کلام کیا گیا ہے، یہی وجہ ہے کہ اس میں بہت سے صحیحین کے رجال اور بڑے بڑے اہل علم کا ذکر آ گیا ہے، لیکن ان کے ذکر کرنے کا مقصد ان پر عیب لگانا نہیں تھا، بلکہ ان کا دفاع کرنا اور اپنے اوپر تعقیب اور استدراک سے بچنا تھا، وہ فرماتے ہیں کہ وفیہ من تکلم فیہ مع ثقہ و جلالتہ بأدنی لین و بأقل تجریح فلولاً ان ابن عدی او غیرہ من مولفی کتب الجرح ذکر و اذلک لما ذکرہ لثقہ ولم أر من الرا۱ ان احذف اسم احد خوف من ان یتعقب علی، لا ائی ذکرہ، لضعف فیہ عندی۔

نیز اس میں ائمہ مقبوعین کا ذکر نہیں کیا گیا ہے اور اگر کسی کا ذکر آ بھی گیا ہے، تو انصاف کے ساتھ ان کا ذکر کیا گیا ہے جو ان کے لئے قابل حرج نہیں۔

اشارات: کتب ستہ کے جو رجال اس میں مذکور ہیں ان کے لئے مشہور اشارات استعمال کئے گئے ہیں جس سے اندازہ ہو جاتا ہے کہ مذکورہ راوی کتب ستہ میں سے کس کتاب کے یا کن کن کتابوں کے راویوں میں سے ہے وہ رموز یہ ہیں خ، م، د، س، ت، ق۔ اگر مذکور راوی کا نام ساری کتابوں میں ہے تو ایسی صورت میں حرف 'ع' سے اشارہ کیا گیا ہے اور اگر سنن اربعہ کا ہے تو اس کے لئے "عو" کا استعمال کیا گیا ہے، اور جن راویوں کا ذکر اس میں آ گیا ہے اور حقیقت میں ثقہ ہیں ان کے نام پر کلمہ "صح" لکھ کر ثقاہت کی جانب اشارہ کیا ہے۔

نوعیت تراجم : تراجم میں راوی کا نام و نسب، شیوخ، تلامذہ اور ائمہ کے اقوال کا ذکر کیا گیا ہے، کہیں کہیں راوی کے عام حالات اخبار و احادیث کا بھی ذکر ہے، تراجم عموماً متوسط ہیں، کہیں کہیں مفصل اور کہیں کہیں مختصر بھی ہیں۔

خاص اصطلاح : وہ راوی جن کو مجہول کہا ہے اور اس کی نسبت کسی امام کی طرف نہیں کی ہے، تو یہ امام ابو حاتم کا قول ہے اور اگر یہ کہا ہے کہ فیہ جہالۃ او نکرۃ او یجہل او لا یعرف وغیرہ اور قول کی نسبت کسی کی طرف نہیں کی ہے تو وہ خود امام ذہبی کا فیصلہ ہے، اس طرح اگر صدوق، ثقہ، صالح یا لین وغیرہ کہا ہے تو وہ بھی امام ذہبی کا قول ہے۔ (مقدمہ میزان الاعتدال)

تعارف: لسان المیزان

تالیف: حافظ حجر عسقلانی (م: ۸۵۲)

فن ضعفاء رجال میں یہ سب سے اہم کتاب ہے، جس کے بعد کوئی اہم کتاب وجود میں نہیں آئی، اور نہ ہی اس کی ضرورت محسوس کی گئی، یہ کتاب آپ کی ان تصانیف میں سے ہے جس کو آپ نے خود پسند کیا ہے، یہ کتاب امام ذہبی کی تصنیف 'میزان الاعتدال' کا تتمہ، اختصار اور تہذیب ہے، اس میں سے میزان الاعتدال کے ان راویوں کو حذف کر دیا گیا ہے جو تہذیب الکمال میں موجود ہیں، اس لئے کہ میزان اور تہذیب دونوں میں ان کا تذکرہ موجود تھا، اس کتاب میں بہت سے افراد کا اضافہ کیا ہے جو میزان الاعتدال میں موجود نہیں تھے، وہ اضافے جن کو اپنی طرف سے کئے ہیں ان پر حرف 'ز' کی علامت لگا دی ہے، بہت سے افراد کا اضافہ امام عراقی کی کتاب ذیل المیزان سے کیا ہے، ایسے ناموں پر حرف 'ز' کی علامت لگا دی ہے جو ذیل کی طرف اشارہ ہے، میزان الاعتدال کے بعض رجال میں کچھ معلومات کا اضافہ کیا ہے جو امام ذہبی کے کلام کے خاتمہ کے بعد ہے، جس کو کلمہ انتہی کے بعد ذکر کیا ہے، میزان میں جو اوہام پائے جاتے تھے ان کی تصحیح کی ہے، میزان کے وہ رجال جن کو لسان سے حذف کر

دیا گیا تھا، ان کی فہرست آخر کتاب میں فصل فی تجرید الاسماء کے عنوان کے ماتحت ذکر کر دی گئی ہے، ان رجال پر وہ سارے رموز برقرار رکھے گئے ہیں جو رجال کتب ستہ کے لئے تہذیب میں استعمال کئے گئے ہیں، جن ناموں پر 'صح' لکھا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ ان پر بغیر دلیل کے کلام کیا گیا ہے، جو غیر مؤثر ہے اور وہ راوی ثقہ ہے اور کچھ راویوں پر 'ھ' کا رمز لگایا گیا ہے، جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ راوی مختلف فیہ ہے، لیکن ثقاہت غالب ہے۔

ترتیب :- کتاب کی ترتیب و تنظیم بالکل ویسے ہی ہے جس طرح 'میزان الاعتدال' کی ہے، یعنی پوری کتاب حروف تہجی پر بڑی دقت کے ساتھ راویوں کے نام اور ان کے اباء کے نام کی رعایت کرتے ہوئے مرتب کی گئی ہے، ناموں کے اختتام کے بعد کنیت اور پھر مبہمات کا ذکر کیا گیا ہے، پھر ان راویوں کے نام ہیں جو کسی بھی نسبت سے مشہور نہیں، اس کے بعد ان رواة کا ذکر ہیں جن کی کسی کی طرف اضافت کی گئی ہے، جیسے ابن فلان، اخو فلان یا خادم فلان وغیرہ، پھر القاب و صفات سے مشہور راویوں کا ذکر ہے، عورتوں کے ناموں کو کتاب میں مردوں کے ساتھ کر دیا ہے، حالانکہ امام ذہبی نے عورتوں کو الگ فصل میں ذکر کیا تھا، پھر ان رجال کی فہرست ہے جن کو ابتداء میں تہذیب الکمال میں ہونے کی وجہ سے لسان المیزان میں سے حذف کر دیا تھا۔

رموز :

(۱) ذ - ذیل المیزان للحافظ العراقي

(۲) ز - ان تراجم و رواة کے لئے جن کا حافظ صاحب نے استدراک کیا ہے، جو نہ میزان میں تھے اور نہ ذیل میں تھے۔

(۳) ک - مستدرک علی الصحیحین کے رواة کی طرف اشارہ کرنے کے لئے۔

نوٹ : حافظ صاحب نے بعض رواة پر اس رمز کو لگانا چھوڑ دیا ہے حالانکہ وہ رواة مستدرک کے ہیں۔

(۴) ح - صحیح ابن حبان کے رواة کے لئے۔

(۵) ص۔ اصل یعنی میزان الاعتدال کی طرف اشارہ کرنے کے لئے اس رمز کا استعمال کیا ہے، اکثر یہ رمز باب الکنی والمبهمات میں استعمال کیا ہے، اس لئے کہ اصل میزان الاعتدال میں باب الکنی والمبهمات کے ماتحت کم رواۃ کا ذکر کیا گیا ہے، حافظ صاحب نے اصل پر کچھ رواۃ کا اضافہ کیا ہے گویا یہ رمز تمیز کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔

(۶) ص۔ جس راوی پر کچھ کلام ہوتا ہے، لیکن توفیق معتبر ہوتی ہے، توح کا رمز لگاتے ہیں، یہ رمز حافظ صاحب نے ذہبی کی متابعت میں استعمال کیا ہے، اکثر اس کا استعمال آخر کتاب فصل التجرید میں کیا گیا ہے۔

(۷) ھ۔ اس رمز کا استعمال فصل التجرید میں کیا ہے، اس رمز سے اس بات کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہوتا ہے کہ مذکور راوی کے سلسلہ میں ائمہ جرح و تعدیل نے توثیق و تخریج کے اعتبار سے اختلاف کیا ہے۔

نوٹ: یہ کتاب حلب کے مشہور عالم شیخ عبدالفتاح ابو غدہ کی تحقیق و تعلیق کے ساتھ بیروت سے شائع ہوئی ہے، شیخ عبدالفتاح کی مساعدت کا شرف سورت کے مایہ ناز محقق شیخ طلحہ بن بلال منیار کو حاصل ہوا ہے، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ سارا کام شیخ طلحہ ہی نے انجام دیا ہے، موصوف متواضع، ملنسار اور محققانہ مزاج کے حامل ہے، ابتداء سے انتہاء تک کی تعلیم مدینہ منورہ میں حاصل کی ہے، اور شیخ عبدالفتاح کی صحبت میں چار سال تک رہے، موصوف کا شمار شیخ عبدالفتاح کے خصوصی شاگردوں میں ہوتا ہے، شیخ نے 'السان المیزان' کے مقدمہ میں موصوف کو ان الفاظ سے یاد کیا ہے۔۔۔ واذکر ہنا بالشاء والتقدير مساعدة تلميذى واخى النابه المجد شيخ محمد طلحه بلال فى خدمة هذا الكتاب وقد بذل جهده بمحبة واخلاص فجزاه الله خيرا ونفع به المسلمين۔

(ت) کتب مدلسین:

ان رواۃ کو جن پر تدلیس کا عیب لگا ہوا ہے، اہل علم نے منفرد کتابوں میں ان کے نام جمع کر دئے ہیں، ان میں سے کچھ کتابیں:

(۱) التبيين في اسماء المدلسين: سبط ابن العجمي ابراهيم بن محمد بن خليل الحلبي (م: ۸۴۱)

(۲) تعريف اهل التقديس بمراتب الموصوفين بالتدليس: حافظ ابن حجر عسقلاني

(م: ۸۵۲)

(۳) اسماء المدلسين: جلال الدين سيوطي (م: ۹۱۱)

(۴) اسماء المدلسين: جوامع التحصيل في احكام المراسيل کے ساتھ ملحق ہے، علائی

(م: ۷۶۱)

(۵) اتحاف ذوي الرسوخ بمن رمى بالتدليس من الشيوخ: حماد بن محمد بن محمد بن حنہ

انصاری

(ج) کتب مختلفین

وہ رواۃ جو ابتدائی دور میں ثقہ تھے لیکن زندگی کے آخری دور میں یا کسی وقت کسی وجہ سے ان کا

حافظہ کمزور یا خراب ہو گیا تھا، ایسے رواۃ کے اسماء کو اہل علم نے منفرد کتابوں میں جمع کر دیا ہے، ان میں

سے کچھ کتابیں حسب ذیل ہیں۔

(۱) الاغتباط بمن رمى بالاختلاط: سبط ابن العجمي (م: ۸۴۱)

(۲) الكواكب النيرات فيمن رمى بالاختلاط من الرواة الثقات: ابن کمال برکات ابن

احمد ابن محمد بن یوسف دمشقی (م: ۹۲۹)

(د) مرسل روایت کرنے والوں پر کتابیں:

(۱) المراسيل: ابن ابی حاتم رازی (م: ۳۲۷)

(۲) جامع التحصيل في احكام المراسيل: حافظ صلاح الدین علائی (م: ۷۶۱)

مراسیل پر بعض کتابیں بھی ایسی ہیں جن میں صرف مرسل روایتوں کا ذکر کیا گیا ہے، جیسے

"مراسیل امام ابو داؤد" لیکن وہ اس موضوع سے خارج ہے، یہاں وہ کتابیں موضوع بحث ہیں جن میں

مرسل روایت کرنے والوں کے نام درج ہے، مذکورہ دونوں کتابیں مرسلین کے ساتھ ساتھ مختلفین پر بھی مشتمل ہیں۔

(ذ) کتب ثقات و ضعفاء: یعنی وہ کتابیں جو ثقہ یا ضعیف کی قید سے آزاد ہو کر مطلق رجال کے تراجم بیان کرتی ہیں، ان کی چند قسمیں ہیں۔

(۱) کتب طبقات

ان کتابوں کو کہتے ہیں جن میں راویوں کو ان کے احوال و واقعات روایتوں یا خاص صفات (جیسے سبقت الی الاسلام، سبقت الی الحجۃ یا غزوات میں حاضری) کے اعتبار سے طبقہ در طبقہ مؤلف کے زمانہ تک ذکر کیا جائے، اور صحابہ کے بعد والے رواۃ یعنی تابعین، اتباع تابعین وغیرہ کو ان کے تقارب سن یا اساتذہ حدیث کے اعتبار سے طبقہ در طبقہ ذکر کیا جائے۔

ان کتابوں کی وجہ سے حدیث کی سند میں موجود ارسال، انقطاع، عضل، تدلیس اور تشابہ اسماء کے درمیان تمیز وغیرہ جیسے اہم امور کی معرفت حاصل ہو جاتی ہے، کچھ اہم کتابیں۔۔۔۔۔

(۱) الطبقات الکبریٰ: محمد بن سعد بصری (م: ۲۳۰)

(۲) طبقات خلیفۃ بن خیاط ابی عمرو بصری (م: ۲۴۰)

(۳) طبقات: مسلم بن الحجاج نیشاپوری (م: ۲۶۱)

(۴) طبقات الاسماء المفردة من الصحابة والتابعین واصحاب الحدیث: ابوبکر احمد بن

ہارون برذعی بردیجی (م: ۳۰۱)

(۵) المنتخب من ذیل المذیل من تاریخ الصحابة والتابعین۔ ابن جریر طبری

(م: ۳۱۰)

(۶) المنتقى من کتاب الطبقات: ابو عمرو بہ الحسین بن محمد حرانی (م: ۳۱۸)

(۷) مختصر فی طبقات علماء الحدیث: ابن عبد الہادی محمد بن احمد بن عبد الہادی مقدسی

حنبل (م: ۷۴۴)

(۸) سیر اعلام النبلاء: امام ذہبیؒ (م: ۷۴۸)

ان کتابوں کے علاوہ مخصوص صفات سے متصف لوگوں کو بھی کتب طبقات میں الگ الگ جمع کیا جانے لگا، مثلاً طبقات قراءت، طبقات فقہاء، طبقات صوفیہ، طبقات شعراء، طبقات اطباء، طبقات ادباء، طبقات نحاۃ وغیرہ

نیز فقہاء کو مذاہب کے اعتبار سے الگ الگ طبقات میں شامل کر کے کتابیں تالیف کی گئی مثلاً

(۱) طبقات الشافعیہ الکبریٰ: امام سبکی (م: ۷۷۱)

(۲) طبقات الحنابلہ: قاضی ابوالحسن محمد بن ابی یعلیٰ (م: ۵۲۶)

(۳) الجواهر المضیئة فی طبقات الحنفیة: ابو محمد عبدالقادر بن ابوالوفاء محمد بن محمد بن نصر

قریشی مصری

(۴) الدیاج المذہب فی معرفة اعیان علماء المذہب: (طبقات مالکیہ) ابن فرحون

مالکی (م: ۷۶۹)

(۲) کتب تاریخ:

کتب رجال کے ابتدائی تالیفی دور ہی سے محدثین نے اپنی ان کتابوں کو خالص راویان حدیث کے حالات بیان کرنے کے لئے تالیف کی تھیں ان کو "التاریخ" سے موسوم کیا تھا، چنانچہ امام علی بن عبداللہ مدنی نے اپنی خالص رجال کی کتاب کو "التاریخ" کے نام سے موسوم کیا۔ اسی طرح یحییٰ بن معین کی کتاب کا نام "التاریخ" رکھا گیا ہے۔ امام بخاریؒ نے اپنی تینوں کتابوں التاریخ الکبیر، التاریخ الاوسط اور التاریخ الصغیر کو تاریخ کے نام سے موسوم کیا ہے۔

کتب تواریخ کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) وہ کتابیں جن میں صرف راویان حدیث کے بارے میں تفصیلی معلومات یا مختصر معلومات ہوتی ہے، دیگر حالات و واقعات عالم قطعاً نہیں پائے جاتے، چند اہم کتابیں حسب ذیل ہیں۔

(۱) التاريخ: ابو زكريا يحيى بن معين بغدادى (م: ۲۳۳)

(۲) التاريخ: خليفه بن خياط (م: ۲۴۰)

(۳) التاريخ الكبير: امام بخارى (م: ۲۵۶)

(۴) التاريخ الاوسط: امام بخارى (م: ۲۵۶)

(۵) التاريخ الصغير: امام بخارى (م: ۲۵۶)

(۶) التاريخ الكبير: ابن ابو خيثمه ابو بكر احمد بن ابى خيثمه (م: ۲۷۹)

(۷) التاريخ: ابو زرعه عبد الرحمن بن عمرو (م: ۲۸۱)

(۲) دوسری قسم کی وہ کتابیں ہیں جن میں حالات و واقعات زمانہ اور علماء محدثین دونوں کا ذکر کیا گیا ہے، لیکن حادثات و واقعات کی جانب توجہ کم دی گئی ہے، راویان حدیث و محدثین کے حالات بیان کرنے اور ان کے ذکر خیر پر زیادہ توجہ دی گئی ہے، اس طرح کی کتابیں رجال حدیث کی معلومات کے لئے کافی مفید ہوتی ہیں، اس طرح کی کتابوں میں تین کتابیں کافی اہم ہیں۔

(۱) المنتظم فی تاریخ الملوک والامم: ابن جوزی (م: ۵۹۷)

(۲) البدایہ والنہایہ: ابن کثیر (م: ۷۷۴)

(۳) تاریخ الاسلام: امام ذہبی (م: ۷۴۸)

(۳) تیسری قسم کی وہ کتابیں ہیں جن میں مختلف زمانہ کے حالات و واقعات اور حوادث، ملوک و سلاطین امراء، وزراء کا ذکر تفصیل سے ہوتا ہے، ان میں مشہور محدثین اور راویان حدیث کا تذکرہ شاذ و نادر اور ضمیمہ ہوتا ہے، جن میں ان کے سلسلہ میں کوئی خاص معلومات فراہم نہیں کی جاتی، صرف سن وفات کی جانب اشارہ ہوتا ہے، لہذا اس طرح کی کتابوں سے راویان حدیث، ائمہ جرح و تعدیل، فقہاء و محدثین کی معرفت میں کوئی خاص مدد نہیں ملتی، اس طرح کی کتابوں میں دو کتابیں کافی مشہور و معروف اور متداول ہیں۔

(۱) تاریخ الامم والملوک: ابن جریر طبری (م: ۳۱۰)

(۲) الکامل فی التاریخ: ابن اثیر جزری (م: ۶۰۶)

(۳) توارخ بلاد مخصوصہ

یعنی مخصوص شہر یا خطہ کے رجال علم کی تاریخ سے متعلق کتب۔

(۱) فتوح مصر و اخبارها: عبدالرحمن بن عبداللہ بن عبداللہ بن عبدالحکم (م: ۲۵۷)

(۲) تاریخ واسط: ابوالحسن اسلم بن سہل بخشل (م: ۲۸۸)

(۳) مختصر طبقات علماء افریقیة وتونس: ابوالعرب محمد بن احمد بن تیمم قیراوانی

(م: ۳۳۳) اور مختصر ابو عمر احمد بن محمد طلسمکی (م: ۴۲۹) کی ہے۔

(۴) تاریخ الرقة: محمد بن سعید قشیری (م: ۳۳۴)

(۵) تاریخ مصر: ابوسعید عبدالرحمن بن احمد بن یونس مصری (م: ۳۴۷)

(۶) طبقات المحدثین باصبهان والواردین علیہا: ابوالشیخ اصہبانی (م: ۳۶۹)

(۷) تاریخ داریا: ابوعبداللہ عبدالجبار بن عبداللہ خولائی دارانی (م: ۳۷۰)

(۸) تاریخ علماء اندلس: ابن الفرضی ابوالولید عبداللہ بن محمد بن یوسف (م: ۴۰۳)

(۹) تاریخ نيسابور: ابوعبداللہ حاکم (م: ۴۰۵)

(۱۰) تاریخ علماء مصر: ابن الطحان ابوالقاسم یحییٰ بن علی بن محمد حضرمی (م: ۴۱۶)

(۱۱) تاریخ جرجان: ابوالقاسم حمزہ بن یونس السہمی (م: ۴۲۷)

(۱۲) ذکر اخبار اصبهان: ابونعیم الاصبہانی (م: ۴۳۰)

(۱۳) تاریخ بغداد: خطیب بغدادی (م: ۴۶۳)

(۱۴) تاریخ بیہقی: علی بن زید ظہیر الدین بیہقی (م: ۵۶۵)

(۱۵) تاریخ دمشق: ابن عساکر (م: ۵۷۱)

(۱۶) الصلة: ابوالقاسم خلف بن عبد الملك بن بشکوال (م: ۵۷۸)

(۱۷) المقفی فی تراجم اهل مصر والواردين علیہا۔ تقی الدین احمد بن علی المقریزی

(م: ۸۵۲)

(۱۸) النجوم الزاهرة فی اخبار ملوک مصر والقاهرة: ابن تغری بردی ابوالحسن یوسف

بن تغری بردی (م: ۸۷۴)

(۱۹) حسن المحاضرة فی اخبار مصر والقاهرة: جلال الدین سیوطی (م: ۹۱۱)

(۲) کتب کنی واسماء :

بہت سے راویان حدیث اپنی کنیت سے مشہور ہوتے ہیں، ان کی معرفت کے لئے محدثین نے مخصوص کتابیں تیار کی ہیں، انہیں کتابوں کو کتب الکنی یا کتب الاسماء والکنی کہا جاتا ہے، اس طرح کی کتابوں میں صرف ان ہی راویوں کا ذکر ہوتا ہے، جو صاحب کنیت ہوتے ہیں۔ کچھ کتابیں مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) الکنی: امام بخاری (م: ۲۵۶)

(۲) الکنی والاسماء: امام مسلم (م: ۲۶۱)

(۳) اسماء المحدثین وکنائهم: ابو عبد اللہ محمد بن احمد المقدمی (م: ۳۰۱)

(۴) الکنی والاسماء: ابوشرد لابی (م: ۳۱۶)

(۵) اسامی من یعرف بالکنی: ابن حبان (م: ۳۵۴)

(۶) من وافقت کنیتہ زوجہ من الصحابة رضی اللہ عنہ: ابوالحسن محمد بن عبد اللہ بن زکریا بن

حبیبہ (م: ۳۶۶)

(۷) تسمیة من وافق اسمہ اسم ابیہ من الصحابة والتابعین ومن بعدهم:

ابوالفتح محمد بن الحسین الازدی (م: ۳۶۷)

(۸) الکنی: ابواحمد حاکم الکبیر (م: ۳۷۸)

(۹) فتح الباب فی الکنی واللقاب : ابو عبد اللہ محمد بن اسحاق بن محمد بن یحییٰ بن مندرہ
اصہبانی (م: ۳۹۶)

(۱۰) الاستغناء فی معرفة المشہورین من حملة العلم بالکنی : ابن عبد البر (م: ۴۶۳)

(۱۱) الاسامی والکنی : امام احمد بن حنبل (م: ۲۴۱)

(۱۲) الکنی : امام نسائی (م: ۳۰۳)

(۱۳) کنی من يعرف بالاسماء : ابن حبان (م: ۳۵۴)

(۱۴) اسماء من يعرف بکنیتہ من اصحاب رسول اللہ ﷺ : ابن حبان (م: ۳۵۴)

(۱۵) الکنی لمن لا يعرف له اسم من اصحاب رسول اللہ ﷺ : ابن حبان (م: ۳۵۴)

(۱۶) المقتنی فی سرد الکنی : امام ذہبی (م: ۷۴۸)

(۵) کتب القاب :

راویان حدیث کی معرفت، ان کی شخصیت کی تعیین نیز معرفت احوال کے لئے علماء، محدثین و مؤرخین نے مختلف قسم کی جو کتابیں تالیف کی ہیں، ان میں کتب القاب ایک نمایاں قسم ہے، ان کتابوں میں لقب سے مشہور راویان حدیث نیز دیگر علماء و محدثین کے ناموں کی وضاحت، شخصیت کے تعیین اور حسب معلومات اسباب لقب کا ذکر ہوتا ہے، کتابوں میں بعض دیگر حالات زندگی بحیثیت جرح و تعدیل نقاد کے اقوال وغیرہ کا تذکرہ بھی کیا جاتا ہے، جس سے ان راویان کی معرفت بآسانی ہو جاتی ہے، ان کے تراجم و حالات زندگی کتب رجال و کتب جرح و تعدیل میں تفصیل سے مذکور ہوتی ہے، پھر بھی صرف ان پر اکتفاء نہ کرتے ہوئے بحیثیت فن ان کو جدا کتابوں میں جمع کر دیا گیا ہے، اس فن یعنی معرفت القاب کے چند اہم فائدے ہیں۔

(۱) اس کی معرفت سے افراد میں جو تشابہ ہونے کا امکان ہے اس سے محفوظ رہا جاتا ہے، اس لئے کہ ایک شخص کبھی لقب سے اور کبھی نام سے مشہور ہوتا ہے، اس کی معرفت سے دو اشخاص ہونے کا شبہ

ختم ہو جاتا ہے۔

(۲) راوی کے اصل نام و لقب میں فرق معلوم ہو جاتا ہے، جو اس کو نہیں جانتا، وہ نام کو لقب

اور لقب کو نام سمجھ سکتا ہے۔ (تذریب الراوی: ۲/۲۵۳، مقدمہ ابن الصلاح: ص ۳۳۶)

(۳) اگر اتفاق سے راوی کسی سند میں اپنے نام و لقب دونوں سے مذکور ہو تو پڑھنے والا یہ سمجھ

بیٹھے گا کہ درمیان سے "عن" ساقط ہو گیا ہے۔

(۴) ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ القاب کی معرفت سے کبھی کبھی سبب لقب بھی معلوم ہوتا ہے،

جس کے معلوم ہونے سے ملقب بہ کا غیر ظاہر مفہوم بھی واضح ہو جاتا ہے۔ مثلاً معاویہ بن عبدالکریم کا

لقب "ضال" ہے، اس لقب کا سبب یہ نہیں ہے کہ وہ دینی اعتبار سے گمراہ تھے بلکہ یہ مکہ جاتے وقت

راستہ بھٹک گئے تھے، اسی گم شدگی میں وفات ہو گئی، وہیں سے ضال ان کا لقب پڑ گیا، اسی طرح عبداللہ

بن محمد بن یحییٰ طرسوی کا لقب "ضعیف" ہے، اس لقب کا سبب یہ نہیں ہے کہ وہ حدیث میں ضعیف تھے

بلکہ یہ جسمانی اعتبار سے ضعیف تھے، انہیں دونوں کے بارے میں حافظ عبدالغنی بن سعید نے فرمایا تھا،

رجلان جلیلان لزمہما لقبان قبیحان معاویہ بن عبدالکریم الضال وانما ضل فی

طریق مکة و عبد اللہ بن محمد الضعیف کان ضعیفا فی جسمہ لافى حدیثہ (مقدمہ ابن الصلاح

: ۳۳۶)

تالیفات : القاب کے سلسلہ میں محدثین نے بہت مفید کتابیں تالیف کی ہیں، کچھ کتابیں خالص القاب

میں اور کچھ کنیت کے ساتھ اور کچھ اسماء کے ساتھ مشترک ہیں، ان کتابوں میں جو القاب سے متعلق ہیں،

اکثر و بیشتر کتابیں غیر مطبوع ہیں۔ بعض کے وجود کا پتہ بھی نہیں، صرف ان کا ذکر کتابوں میں ملتا ہے، اس

فن میں تالیف شدہ اہم کتابوں سے کچھ مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) الالقاب والکنی: علامہ ابو بکر شیرازی احمد بن عبدالرحمن (الرسالہ) (م: ۴۱۱)

(۲) مختصر القاب: حافظ ابوالفضل بن طاہر

- (۳) ذات النقباب فی الالقاب : احمد بن عثمان حافظ ذہبی (م: ۷۴۸)
- (۴) نزہۃ الباب فی الالقاب : حافظ ابن حجر عسقلانی (م: ۸۵۲)
- (۵) فتح الوہاب فی من اشتهر من المحدثین بالالقاب : حماد بن محمد انصاری (مطبوع)
- (۶) مجمع الادب فی معجم الاسماء والالقاب ابو الولید ابن القرضی (م: ۴۰۳)
- (۷) فتح الباب فی الکنی واللقاب : امام ابو عبد اللہ حاکم (م: ۴۰۵)
- (۸) منتهی الکمال فی معرفۃ القاب الرجال : ابو الفضل ابن الفلکی علی بن النحیم (م: ۳۲۸)

(۹) کشف النقاب عن الاسماء والالقاب : حافظ ابن الجوزی (م: ۵۹۷)

(۱۰) کشف النقاب عن الالقاب : حافظ جلال الدین سیوطی (م: ۹۱۱)

(۶) کتب انساب :

فن انساب اس فن کو کہتے ہیں جس میں قبیلوں کے بنیادی اور فروعی افراد نیز ان سے منفرع ہونے والے ذیلی قبائل کا بیان ہو، اسی طرح سے لفظی نسبتوں کی جمع و ترتیب، ضبط اور معنی کو بھی فن انساب کہا جاتا ہے۔ (الانساب مقدمہ)

محدثین کرام حسب و نسب کی معرفت کا بہت اہتمام کرتے تھے، اس سے راویوں کی تعیین میں آسانی ہوتی تھی، تصحیف و تحریف کی غلطیوں سے حفاظت نیز لطائف اسناد کا استنباط کرتے تھے، مثلاً کسی سند کے بارے میں کہتے تھے کہ اس کے سب راوی ہاشمی ہیں یا قریشی ہیں یا یہ روایت بصری ہے یا مدنی وغیرہ۔ (معرفۃ علوم الحدیث)

اہل عرب اپنے آپ کو قبیلوں کی طرف منسوب کرتے تھے اور اس کی معرفت رکھتے تھے، ان کے برخلاف عجم میں حسب و نسب کی معرفت کا وہ رواج نہ تھا، لہذا یہ لوگ اپنے آپ کو قبیلہ کے بجائے ملک، وطن، محلہ، پیشہ، صنعت و حرفت، مذہب وغیرہ کی جانب منسوب کرتے تھے اور اس طرح انساب کی

بڑی کثرت ہوگئی بلکہ اسی کا غلبہ ہو گیا۔ (جرح و تعدیل: ص ۵۲۷، بحوالہ کشف الظنون: ۱/۱۷۸)

علامہ ابن اثیر فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ بہت سے حضرات قبیلہ، جد اعلیٰ، جد اونی، وطن، صنعت، مذہب وغیرہ کی جانب نسبت کرتے ہیں، جو خاص و عام ہر ایک کے لئے غیر معروف ہوتے تھے، جس کی بناء پر اس میں تصحیف و تحریف اور بے حد غلطیاں ہوتی تھیں، لہذا ایک تالیف کا خیال پیدا ہوا۔ (اللباب فی تہذیب الانساب: ۱/۷۱)

چنانچہ محدثین نے تصحیف و تحریف سے بچنے کے لئے اس کو ایک مستقل فن کی حیثیت دے دی اور اس کی معرفت میں بڑی توجہ اور دلچسپی دکھائی، بڑے بڑے ماہرین انساب اور مؤلفین انساب پیدا ہوئے۔

اس فن کو بھی جرح و تعدیل سے گہرا تعلق ہے، اس لئے کہ اس فن کی کتابوں میں راویان حدیث کے مکمل تراجم بھی پائے جاتے ہیں، جن پر بحیثیت جرح و تعدیل حکم بھی رہتا ہے، نیز بعض راویان حدیث ایسے بھی ہیں جو نسبت سے زیادہ مشہور ہیں حتیٰ کہ کبھی کبھی وہی نسبت نام کی جگہ لے لیتی ہے، لہذا ان کا جاننا بھی ضروری ہوتا ہے۔ مثلاً اوزاعی، شافعی وغیرہ۔ کچھ اہم کتابیں حسب ذیل ہیں۔

(۱) الانساب: عبدالکریم بن محمد بن منصور سمعانی (م: ۵۶۲)

(۲) اللباب فی تہذیب الانساب: ابن اثیر جزری (م: ۶۳۰)

(۳) اقتباس الانوار والتماس الازہار فی انساب الصحابة ورواة الآثار:

ابو محمد عبداللہ بن علی بن عبداللہ رشاطی (م: ۵۴۲)

(۴) قبس الانوار تلخیص اقتباس الانوار : ابوالفداء اسماعیل بن ابراہیم بن محمد

البیلیسی۔ (م: ۷۲۸)

(۵) لب اللباب فی تحریر الانساب جلال الدین سیوطی (م: ۹۱۱)

(۶) النسبة الى المواضع والبلدان ابو محمد عبداللہ الطیب بن عبداللہ بن احمد (م: ۹۲۷)

(۷) کتب وفيات

معرفت وفيات کی اہمیت : راویان حدیث کی تاریخ پیدائش اور وفات کا جاننا ناقد حدیث کے لئے انتہائی ضروری ہے، اس ضرورت کے پیش نظر محدثین نے اس کو اصول حدیث کے علوم میں سے ایک علم شمار کیا ہے اور اس کی معرفت کی جانب توجہ دلائی ہے۔ امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ تاریخ پیدائش اور وفات کی معرفت انتہائی اہم فن ہے۔ اس کی معرفت سے حدیث کے انقطاع و اتصال کا پتہ چلتا ہے، بعض افراد نے کچھ ایسے لوگوں سے روایت کرنے کا دعویٰ کیا کہ جب ان کی تاریخ پیدائش و وفات دیکھی گئی تو پتہ چلا کہ یہ دعویٰ غلط ہے۔ (تدریب الراوی : ۲/۳۰۴) یعنی اس کی معرفت سے دروغ گوئی کا پتہ بھی چل جاتا ہے۔

امام سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ اسماعیل بن عیاش نے ایک شخص سے دریافت کیا کہ آپ نے خالد بن معدان سے کس سن میں روایت کیا ہے، اس نے کہا ۱۱۳ھ میں، ابن عیاش نے فرمایا یعنی ان کی وفات کے سات سال بعد تم نے ان سے روایت کیا ہے؟؟؟ اس لئے کہ ان کی وفات ۱۰۶ھ میں ہو گئی ہے، ایسے ہی محمد بن حاتم الکسی نے عبد بن حمید سے روایت کا دعویٰ کیا تو امام حاکم نے ان سے سوال کیا کہ آپ کی پیدائش کس سن میں ہے؟ اس نے کہا کہ ۲۶۰ھ میں، امام حاکم نے فرمایا کہ اس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ نے ان کی وفات کے ۱۲ سال بعد ان سے روایت کیا، اس لئے کہ ان کا انتقال ۲۴۹ھ میں ہی ہو گیا تھا۔

امام سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں کہ جب راویوں نے دروغ گوئی کی تو ہم نے ان کے لئے تاریخ کا استعمال کیا۔ (تدریب الراوی : ۲/۳۰۴)

اس لئے رجال کی کتابوں میں تاریخ پیدائش اور خاص طور سے تاریخ وفات کا بہت اہتمام کیا جاتا ہے۔ اسی اہتمام کا نتیجہ ہے کہ علماء نے راویوں کی تاریخ کی معرفت کے لئے مخصوص کتابیں تالیف کی ہیں، جن کو ”کتب وفيات“ کہا جاتا ہے۔ جو کتب رجال حدیث کی ایک قسم ہے۔ ان کتابوں میں

تاریخ وفات ذکر کرنے کے ساتھ ساتھ دیگر معلومات بھی تحریر کر دی جاتی ہے۔ ابتداء میں یہ کتابیں صرف راویان حدیث کے لئے تحریر کی گئی تھیں لیکن بعد میں ان میں وسعت دے دی گئی اور ان میں دیگر افراد مثلاً علماء، ادباء، شعراء، امراء وغیرہ کو بھی شامل کیا گیا۔ بعد میں تحریر کی گئی کتابیں زیادہ تر اسی طرح کی ہیں۔ کچھ کتابیں مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) الوفيات: ابوالحسن عبدالباقی بن قانع بن مرزوق (م: ۳۵۱)

(۲) تاریخ موالید الرواة ووفیاتہم: حافظ ابوسلیمان محمد بن عبد اللہ بن احمد بن زبر الربعی

دمشقی (م: ۳۷۹)

(۳) الذیل علی کتاب ابن زبر: ابو محمد عبدالعزیز بن احمد بن محمد کنانی (م: ۴۶۶)

(۴) وفيات المصريين: ابواسحاق ابراہیم بن سعید عبد اللہ حبال (م: ۴۸۲)

(۵) وفيات الاعیان وانباء ابناء الزمان: ابن خلکان احمد بن محمد بن ابراہیم (م: ۶۸۱)

(۶) دول الاسلام: امام ذہبی (م: ۷۴۸)

(۷) العبر فی خبر من غیر: امام ذہبی (م: ۷۴۸)

(۸) فوات الوفيات: محمد بن شاكر بن احمد بن عبد الرحمن دمشقی (م: ۷۶۳)

(۹) الوافی بالوفیات: صفدی خلیل بن ایبک بن عبد اللہ دمشقی (م: ۷۶۳)

(۱۰) البداية والنهاية: ابن کثیر (م: ۷۷۴)

(۱۱) التبیان بشرح بدیعة البیان عن موت الاعیان:

ابن ناصر الدین ابو عبد اللہ محمد بن ابی بکر عبد اللہ بن محمد بن احمد (م: ۸۴۲)

(۱۲) درة الحجال فی اسماء الرجال ذیل وفيات الاعیان لابن خلکان:

احمد بن محمد بن محمد بن احمد بن علی بن عبد الرحمن بن ابی العافیہ المکناسی (م: ۱۰۲۵)

(۱۳) شذرات الذهب فی اخبار من ذهب: ابن العماد عبدالحی بن احمد بن محمد

حنبل (م: ۱۰۳۲)

- (۱۴) جامع الوفيات: ابو محمد هبة الله بن احمد الكفاني (م: ۵۲۴)
 (۱۵) الوفيات: ابو يعقوب اسحاق بن ابراهيم سرخسي هروزي (م: ۴۲۹)
 (۱۶) الوفيات: ابو القاسم عبد الرحمن بن منده (م: ۴۷۰)
 (۱۷) در السحابة في وفيات الصحابة: امام صاغاني (م: ۶۵۰)
 (۱۸) وفيات النقلة: ابو الحسن علي بن مفضل مقدسي (م: ۶۱۱)
 (۱۹) التكملة لوفيات النقلة: حافظ زكي الدين عبد العظيم بن عبد القوي منذري (م: ۶۵۶)
 (۲۰) صلة التكملة لوفيات النقلة: عز الدين احمد بن محمد بن عبد الرحمن حسيني (م: ۶۹۵)

(۸) کتب بلدان

ان کتابوں کو کہتے ہیں جن میں ایک شہر یا مختلف شہروں کے مقامات وہاں کی آب و ہوا، حدود اربعہ، مشہور صنعت، امراء، سلاطین، نہروں، پہاڑوں، راستوں وغیرہ کا ذکر کیا جاتا ہے۔
 اس فن میں جو کتابیں تحریر کی گئی ہیں، ان میں سے زیادہ تر وہ ہیں جن میں صرف بلدان و مقامات سے متعلق عام معلومات درج ہوتی ہیں، لیکن کچھ ایسی بھی ہیں، جن میں ان معلومات کے علاوہ وہاں کے مشہور ائمہ و محدثین، اہل علم اور راویان حدیث کے متعلق بھی معلومات درج ہیں۔ چند اہم کتابیں حسب ذیل ہیں۔

- (۱) المسالك والممالك: ابو عبید اللہ بکری (م: ۴۸۷)
 (۲) معجم ما استعجم: ابو عبید اللہ بکری (م: ۴۸۷)
 (۳) مسالك الابصار في الاقطار والامصار: شہاب بن فضل (م: ۷۴۹)
 (۴) فتوح البلدان: احمد بن یحییٰ بلاذری (م: ۲۷۹)
 (۵) معجم البلدان: یاقوت حموی (م: ۶۲۶)

آخر الذکر کتاب (معجم البلدان) میں راویان و مشہور اہل علم کے بارے میں بڑی اچھی معلومات موجود ہے، ایک محدث اور حدیث کے طالب علم کے لئے اس فن کی کتابوں کی اشد ضرورت پڑتی ہے۔ خاص طور سے یہ کتاب راویوں کے مقامات اور ان کے صحیح تلفظ کے بارے میں کافی مفید اور جامع کتاب ہے، جس سے راویوں کی نسبت میں تصحیف کا امکان ختم ہو جاتا ہے اور وہاں کے مزاج، ماحول اور اسباب مروت کی واقفیت حاصل ہوتی ہے، جس سے وہاں کا باشندہ راوی متاثر رہتا ہے، لہذا راوی پر حکم لگانے اور اس کو سمجھنے کے لئے اس کتاب سے بڑی مدد مل سکتی ہے۔

سلسلہ سند کے تمام رواۃ کی تحقیق کر لینے کے بعد سلسلہ سند کی آخری کڑی یعنی صحابیؓ کی تحقیق کا نمبر آتا ہے لیکن تعدیل و ترجیح کے اعتبار سے نہیں بلکہ صحابیت و عدم صحابیت کے اعتبار سے اس لئے کہ صحابیت اور عدم صحابیت کے علم ہو جانے کی وجہ سے حدیث پر مرسل یا موصول ہونے کا حکم باسانی لگایا جاسکتا ہے۔ یوں تو صحابہؓ کرام کی سیرت ان کے حالات و واقعات، ان کے بارے میں معلومات عام طور سے ان ساری کتابوں میں دستیاب ہیں، جو راویان حدیث کے حالات معلوم کرنے کے لئے تحریر کی گئی ہیں، مثلاً کتب طبقات، کتب ثقات، کتب بلدان، کتب تواریخ، کتب القاب و انساب، کتب ضبط اسماء رجال وغیرہ، لیکن صرف ان کتابوں پر اکتفاء نہ کرتے ہوئے ان کے بارے میں مخصوص متنوع کتابیں بھی تحریر کی گئی ہیں۔ ان میں سب سے اہم چار کتابیں ہیں۔

(۱) الاستیعاب فی معرفة الاصحاب رحمۃ اللہ علیہ

تالیف : ابن عبدالبر ابو عمر یوسف بن عبداللہ بن محمد بن عبدالبر قرطبی (م: ۴۶۳)

ترتیب :

یہ کتاب بنیادی طور پر حروف معجم پر مرتب ہے، لیکن ترتیب میں صرف پہلے حرف کا خیال کیا گیا ہے، یہی ترتیب اس دور میں بہتر تصور کی جاتی تھی، بعد میں ترتیب میں مزید ترقی ہوئی۔

ہر حرف میں مشترک ناموں سے موسوم صحابہؓ کو ذکر کرنے کے بعد آخر میں باب "الافراد" کا عنوان قائم کیا ہے، اس باب میں ان ناموں کا ذکر ہے جو مفرد ہیں (یعنی اس نام کا کوئی دوسرا صحابیؓ نہیں) مشترک اسماء کو بھی باب کے تحت ذکر کیا ہے۔ مثلاً باب "ابراہیم" پھر باب "ابان" پھر باب "ابی" اسی ترتیب کے مطابق حرف "الف" ختم ہوتا ہے۔ حرف "الف" کے ختم ہونے کے بعد حرف "ب" سے شروع ہونے والے ناموں کا ذکر سابقہ ترتیب پر کیا ہے، ساری کتاب اسی ترتیب پر حرف "ی" تک مرتب ہے۔ ناموں کے خاتمہ کے بعد کنیت سے مشہور صحابہؓ کو سابقہ ترتیب پر ذکر کیا ہے۔ صحابہؓ کے تراجم کے خاتمہ کے بعد صحابیات کے نام و تراجم، پھر آخر میں ان میں سے جو کنیت سے مشہور ہیں ان پر کتاب کا خاتمہ کیا ہے۔

موضوع :

اس میں ان صحابہؓ کے ساتھ ساتھ جن کی صحبت عرفی ثابت شدہ ہے، ان حضرات کا بھی تذکرہ کیا ہے، جن کی رسول اللہ ﷺ سے صرف ملاقات ہوئی ہے، اگرچہ زندگی میں ایک ہی بار کیوں نہ ہو؟ اسی طرح ان کا بھی ذکر خیر کر دیا ہے، جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کو دور سے دیکھا یا جن کی پیدائش آپ ﷺ کے دور میں کسی مسلم گھرانے یا مسلمان والدین کے درمیان ہوئی تھی، آپ ﷺ نے ان کو دیکھا و عاف فرمائی اور تحنیک فرمائی۔ (الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب : ۱/ ۱۳۲)

نوعیت تراجم :

تراجم صحابہؓ میں نام و نسب کے بیان پر خصوصی توجہ دی ہے، اس کے ساتھ ساتھ واقعات اور غزوات میں شرکت کا ذکر ہے اور کبھی کبھی صحابیؓ کی ایک دو روایات بطور مثال کے نقل کی ہے، صحابیؓ نے کس شہر کو اپنا وطن بنایا اگر مل سکا تو اس کی جانب بھی اشارہ کر دیا ہے۔

(۲) اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابة :

تالیف : ابوالحسن علی بن محمد بن اثیر جزیریؒ (م: ۶۳۰ھ)

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ صحابہؓ کے بارے میں جن لوگوں نے تالیفات کی ہیں، ان کا شمار بہت مشکل ہے، اس لئے کہ یہ کام متقدمین اور متاخرین دونوں نے کیا ہے، اس طرح یہ سلسلہ چلتا رہا، یہاں تک کہ ساتویں صدی کی ابتداء میں حافظ ابن اثیر آئے، جنہوں نے ایک عظیم کتاب تیار کی، جس میں بہت سی سابقہ کتابوں کو جمع کر دیا۔ (اصابہ : ۱/ ۱۵۴)

ان میں سے ہر کتاب میں جو اہم معلومات تھیں، ان کا خلاصہ اس کتاب میں جمع کر دیا ہے اور ہر نام کے ساتھ ان کتابوں کا حوالہ رمز کے ذریعہ دے دیا ہے تاکہ یہ پتہ چل جائے کہ صاحب ترجمہ کے بارے میں معلومات کس کتاب یا کن کن کتابوں سے لی گئی ہے۔ وہ کتابیں یہ ہیں۔

- (۱) حافظ ابو عبد اللہ بن مندہ کی کتاب : معرفۃ الصحابہ جس کا اشارہ حرف (د) ہے۔
 - (۲) حافظ ابو نعیم اصبہانی کی کتاب : معرفۃ الصحابہ جس کا اشارہ حرف (ع) ہے۔
 - (۳) حافظ ابن عبد البر قرطبی کی کتاب : الاستیعاب جس کا اشارہ حرف (ب) ہے۔
 - (۴) حافظ ابن موسی المدینی کی کتاب : جس کا اشارہ حرف (س) ہے۔ (اسد الغابہ : ۱/ ۵)
- بہت سے صحابہؓ ایسے تھے جن کا تذکرہ ان سب کتابوں میں تھا، ایسی صورت میں ہر کتاب کا حوالہ صاحب ترجمہ کے نام کے ساتھ دے دیا ہے اور بہت سے ایسے تھے جن کا تذکرہ ہر کتاب میں نہیں بلکہ بعض میں تھا اور بعض میں نہیں تھا، لہذا جس کتاب میں ان کا تذکرہ تھا، صرف اسی کا حوالہ دیا گیا ہے۔
- بہت سی معلومات اور ناموں کا اضافہ ایسا ہے، جو مؤلف کی ذاتی معلومات پر مبنی ہیں، جو انہوں نے اپنے مشائخ کے واسطے سے حاصل کی تھیں۔

ترتیب :

کتاب کی ترتیب انتہائی دقیق اور منظم طور سے حروف معجم پر کی گئی ہے، اس لئے کسی بھی نام کو تلاش کرنے کے لئے کوئی پریشانی نہیں ہوتی، مطلوبہ نام جس حرف سے شروع ہوتا ہے، اس حرف کی جگہ نکال کر جہاں ترتیب میں یہ نام فٹ ہوتا ہو، وہاں دیکھنے سے باسانی مل جائے گا۔ پوری کتاب کی ترتیب

حرف "الف" سے لے کر حرف "ی" تک اسی طرح سے ہے، کتب صحابہؓ میں سب سے اچھی اور آسان ترتیب اسی کتاب کی ہے، ناموں کے ختم ہونے کے بعد کنیت سے معروف حضرات کا تذکرہ ہے، اس کے بعد صحابیات کا ذکر سابقہ ترتیب پر کیا ہے اور آخر میں کنیت سے معروف صحابیات کا ذکر کیا ہے۔

نوعیت تراجم :

صحابہؓ کے تراجم میں ان کے حسب نسب ان سے متعلق واقعات کا جس سے صحابی کی صحبت کا پتہ چلتا ہے، خصوصیت کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ بطور مثال کے بعض احادیث کو بھی ذکر کیا ہے، جس میں اختصار ملحوظ رکھا ہے، کثرت طرق، اسناد اعلیٰ حدیث پر گفتگو نہیں کی ہے، اس لئے کہ یہ چیزیں تراجم کے لئے موزوں نہیں ہے۔ (بحوث فی تاریخ السنۃ المشرقة : ص ۶۵)

ابن حجر کی تنقید : حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ انہوں نے اس کتاب میں وہی غلطی کی ہے جو سابقہ مصنفین سے ہوئی تھی، اس لئے کہ بہت سے ایسے حضرات جو حقیقت میں صحابی نہیں ہے، اس کتاب میں ان کا ذکر آ گیا ہے، نیز ان حضرات کی کتابوں میں جو دیگر غلطیاں تھیں جن پر نقد کی ضرورت تھی ان میں بہت ساری غلطیوں کو نظر انداز کر دیا ہے۔ (الاصابة : ۱/ ۱۵۴)

مختصرات : چونکہ یہ کتاب اپنے دور تک کی کتابوں میں سب سے زیادہ جامع سابقہ کتابوں کا نچوڑ اور حسن ترتیب میں ممتاز تھی، اس لئے اہل علم نے اس کو ہاتھوں ہاتھ لیا اور مختلف طرح سے اس کی خدمت کی۔ کسی نے ذیل تحریر کیا، تو کسی نے اختصار کیا، انہی مختصرات میں سے تجرید اسماء الصحابة ہے، جس کا ذکر آگے آ رہا ہے۔

(۳) تجرید اسماء الصحابة تالیف: ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی (م: ۷۴۸)

یہ کتاب علامہ ابن اثیر کی کتاب "اسد الغابة" کا خلاصہ اور اختصار ہے، اس میں ان سارے صحابہؓ اور صحابیاتؓ کا مختصر ذکر موجود ہے، جن کے تراجم "اسد الغابة" میں ہے، لہذا اس کے بنیادی مصادر وہی ہیں، جو "اسد الغابة" کے ہیں، کچھ اضافی کام دیگر مصادر سے بھی کیا ہے۔

نوعیت تراجم : اس کتاب کے تراجم بہت مختصر ہیں صرف راوی کا نام و نسب اور انتہائی ضروری معلومات ہی کا تذکرہ ہے، اس لئے تراجم عموماً سطر دو سطر کے ہیں۔

ترتیب : کتاب کی ترتیب بالکل اپنے اصل کی طرح حروف مجسم پر ہے، پہلے صحابہؓ کے نام پھر ان کی نسبت اس کے بعد صحابیاتؓ کے نام و کنیت ہے، جو بھی اضافی نام ذکر کیا ہے، اس کو ترتیب میں جہاں فٹ ہو سکتا تھا وہی تحریر کر دیا ہے، اس وجہ سے کتاب سے استفادہ بہت ہی آسان ہے۔

اضافہ اور اصلاح : امام ذہبیؒ نے بہت سے ناموں کا اضافہ ذاتی معلومات اور دیگر مصادر و مراجع سے کیا ہے، جو حسب ذیل ہے۔

(۱) تاریخ الصحابة الذين نزلوا حمص (۲) و تاریخ دمشق (۳) مسند احمد (۴) مسند بقی بن مخلد

(۵) حواشی الاستیعاب (۶) طبقات کبری محمد بن سعد (۷) ابوالفتح بن سید الناس کی

کتاب الشعراء وغیرہ (جرح و تعدیل ص ۱۰۰، بحوالہ تجرید اسماء الصحابة مقدمة مؤلف ۱/ب)

اس طرح ایک اہم کام یہ کیا ہے کہ جن کا نام غلطی سے صحابہؓ میں آگیا تھا یا جن کی صحبت صحیح نہیں، اس کی وضاحت کر دی ہے، آپ کے نسخہ میں جو نام سرخ قلم سے تحریر ہے وہ تابعی اور جس نام پر سرخ قلم سے علامت تغلیب ہے وہ وہ حضرات ہیں جو غلطی سے صحابہؓ میں شمار کئے گئے۔

لیکن حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ وہ یہ کام مکمل نہ کر سکے اور نہ تکمیل کے قریب پہنچے۔ (اصابة:

(۱۵۴/۱)

ترجمہ کے شروع میں جو رموز ہیں وہ اضافہ ہے اور اس سے یہ مقصود ہے کہ صاحب ترجمہ کی روایت کتب ستہ میں کس کتاب میں موجود ہے نیز اس میں وہی حروف بطور رموز ہیں جو کتب ستہ کے لئے معروف ہیں۔ (خ، م، د، ت، ن، ق)

اگر ابتداء میں حرف "ه" کا ذکر ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کی روایت مسند احمد میں موجود ہے اور اگر "د" کا ذکر ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ مسند بقی بن مخلد میں ان کی ایک روایت اور

اگر حرف "س" ہے تو اس کا مطلب ہے کہ مسند بقی میں ان کی دو روایتیں ہیں۔ (جرح و تعدیل ص ۱۰۱)
بحوالہ تجرید اسماء الصحابة مقدمة مؤلف: ۱/ب)

نوٹ : مسند بقی کے لئے حرف "د" کا رمز استعمال کرنا سنن ابوداؤد کے رمز سے متعارض ہو جاتا ہے، جو پریشانی کا باعث ہے۔

(۴) الاصابة في تمييز الصحابة تالیف : حافظ ابن حجر عسقلانی (م: ۸۵۲)

یہ کتاب اس فن کی سب سے اہم، جامع، مشہور اور آخری کتاب ہے، سابقہ کتابوں میں سے اس فن کی جتنی کتابیں آپ کو دستیاب ہو سکیں، خواہ وہ چھوٹی رہی ہوں یا بڑی، حاشیہ ہو یا تعلیق ہر ایک سے استفادہ کیا ہے، ان کے علاوہ جرح و تعدیل و اسماء رجال کی کتابوں، کتب طبقات، کتب تواریخ، کتب بلدان، ضبط اسماء رجال، کتب انساب، کتب القاب و کنی، کتب تواریخ عامہ، کتب حدیث و تفسیر، ادب، لغت وغیرہ سے بھی استفادہ کیا ہے، اس طرح مشہور اسلامی فنون کی کتابوں کو کھنگال ڈالا، اس وجہ سے ان سے کوئی نام شاذ و نادر ہی چھوٹا ہوگا۔

علامہ کتابی فرماتے ہیں کہ مؤلف نے اس کتاب میں "الاستیعاب" کے جملہ ذیل
اسد الغابۃ، تجرید اسماء الصحابة کی معلومات کو جمع کر کے بہت سارا اضافہ کیا ہے۔ (جرح و تعدیل ص ۱۰۲)
بحوالہ الرسالة المستطرفة: ص ۵۳)

ترتیب کتاب :

یہ کتاب بنیادی طور پر حروف معجم پر بڑی دقت سے مرتب ہے، سب سے پہلے اسماء صحابہؓ پھر ان کی کنیت ان کے بعد اسماء صحابیاتؓ اور پھر ان کی کنیت کا تذکرہ کیا ہے، لیکن اس کتاب سے استفادہ کے لئے صرف اتنی معلومات کافی نہیں بلکہ اس کے اقسام کی معلومات ضروری ہے۔

اقسام کتاب :

اس کتاب کے ہر حرف کو مؤلف نے چار قسموں میں تقسیم کیا ہے اور پھر ہر قسم کو حروف معجم پر

مرتب کیا ہے۔

(۱) پہلی قسم میں ان صحابہؓ کا ذکر ہے جن کے صحابیؓ ہونے کی صراحت کسی روایت میں موجود ہو، خواہ اس کی سند صحیح ہو یا ضعیف یا کہیں اس طرح سے تذکرہ آیا ہو جو صحبت پر دلالت کرے، چاہے جس طریق سے ثابت ہو۔

(۲) دوسری قسم میں ان کم سن بچوں کا ذکر ہے جو رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں پیدا ہوئے لیکن رسول اللہ ﷺ کے انتقال کے وقت وہ سن تمیز کو نہیں پہنچے تھے۔

ان حضرات کو اس بنیاد پر صحابہؓ میں شمار کیا ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ان بچوں کو دیکھا ہوگا، ان کے لئے دعائیں کی ہوں گی۔ ان کی تحنیک کی ہوگی جیسا کہ اہل مدینہ کی عادت تھی کہ بچوں کی ولادت کے بعد رسول اللہ ﷺ کے پاس حصول برکت کے لئے لاتے تھے، اگرچہ حصول صحبت کا یہ طریقہ مختلف فیہ ہے اسی وجہ سے محققین اہل علم کے یہاں ان لوگوں کی روایتیں رسول اللہ ﷺ سے مرسل مانی جاتی ہے۔

(۳) تیسری قسم میں ان حضرات کا ذکر ہے جو رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں موجود تھے لیکن رسول اللہ ﷺ سے ملاقات ثابت نہیں، خواہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ایمان لائے ہوں یا بعد میں، جن کو اصطلاح میں مخضرمین کہا جاتا ہے۔ کتب صحابہؓ میں ان کا نام صحابہؓ سے قربت کی وجہ سے ذکر کر دیا جاتا ہے۔

(۴) چوتھی قسم میں ان لوگوں کا ذکر ہے، جس کا نام غلطی اور وہم کی بنیاد پر صحابہؓ میں آگیا ہے حالانکہ وہ صحابہؓ نہیں ہیں۔

لہذا کتاب سے استفادہ کے وقت یہ ضرور خیال رہے کہ آپ کس قسم میں تلاش کر رہے ہیں ورنہ کسی مخضرم یا غیر صحابی کو صحابیؓ سمجھ بیٹھیں گے یا کسی ایک قسم میں نظر ڈالنے سے مطلوبہ نام نہ ملا تو یہ سمجھ سکتے ہیں کہ یہ نام اس کتاب میں موجود نہیں۔

ظاہر بات ہے پہلی قسم ہی کے حضرات صحابہؓ ہیں، دوسری قسم کے لوگ مختلف فیہ ہیں، جبکہ تیسری اور چوتھی قسم والے صحابی نہیں ہے۔

نوعیت تراجم :

ترجمہ میں صحابیؓ کا نام و نسبت اور حتی الامکان جامع معلومات پیش کرنے کی کوشش کی ہے، خاص طور سے غزوات میں شرکت، وطن، علمی، یا اداری منصب کا تذکرہ کیا ہے۔ کہیں کہیں صحابیؓ کی روایت بطور مثال پیش کی ہے، خاص طور سے اگر صحابیؓ کی روایتیں کم ہیں تو اسے ضرور ذکر کیا ہے، اگر صحابیؓ کی روایت کتب ستہ میں سے کسی کتاب میں ہے تو اس کی بھی صراحت کر دی ہے، مشکل نام جن کا پڑھنا دشوار ہوتا ہے اس کا ضبط تحریر کر دیا ہے، جن کی تاریخ وفات معلوم ہو سکی ان کی تاریخ وفات بھی ذکر کر دی ہے۔

اضافہ :

سابقہ کتابوں کے مقابلہ میں اس کتاب میں تراجم میں کافی معلومات کا اضافہ کیا ہے، اس کے علاوہ بعض نام جو "اسد الغابۃ" یا "تجريد اسماء الصحابة" اور ان کے اصول میں نہیں تھے ان کا اضافہ کیا ہے، ایسے اضافی ناموں کے تراجم کے ختم ہونے کے بعد حرف "ز" کی علامت لگا دی ہے، جو زیادتی کی علامت ہے۔ (اصابة : ۱/۱۶۶)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ یہ کتاب اس فن کی سابقہ کتابوں کا نچوڑ اور دیگر فنون سے استفادہ کی وجہ سے سب سے جامع کتاب ہو گئی ہے، جس پر مزید اضافہ تقریباً ناممکن ہے، نیز انتہائی قیمتی معلومات، علمی تبصرہ، تحقیق و تدقیق اور دیگر خوبیوں کی وجہ سے سب پر فائق ہے، اس کے بعد کوئی نئی چیز پیش نہیں کی جاسکتی، لہذا اب یہی مرجع خلافت ہے۔

نوٹ : (۱) یہ کتاب دراصل اس لئے تالیف کی گئی ہے تاکہ صحابیؓ غیر صحابی سے ممتاز ہو جائے، اس لئے طالب علم کے لئے ضروری ہے کہ جب وہ اس کتاب کا حوالہ دے تو ساتھ ساتھ اس بات کو بھی ذکر

کرے کہ حافظ صاحب نے اس صحابی کو کس قسم میں ذکر کیا ہے۔

(۲) عام لوگوں کا گمان ہے کہ حافظ صاحب کسی کا ذکر قسم اول میں کر دے تو وہ آدمی صحابی ہوگا اور حافظ صاحب کے نزدیک اس کا صحابی ہونا بطریق روایت ثابت ہوگا، حالانکہ یہ بات درست نہیں، اس لئے کہ حافظ صاحب نے قسم اول میں بعض ایسے لوگوں کا ذکر کر دیا ہے، جن کی صحابیت موضوع طریق سے ثابت ہوتی ہے اور موضوع حدیث پر حدیث کا اطلاق بطور مجاز کے ہے گویا ان کا صحابی ہونا کسی بھی طریق سے ثابت نہیں ہے، یعنی حقیقتاً وہ صحابی نہیں ہے اور یہ بات حافظ صاحب کے دعویٰ کے خلاف بھی نہیں ہے۔ اس لئے کہ انہوں نے قسم اول کا تعارف کراتے ہوئے اس بات کی صراحت کی ہے، اور وقع ذکرہ بما يدل على الصحابة باى طريق كان کہ جس طریق سے بھی ان کا صحابی ہونا ثابت ہوگا، ان کو قسم اول میں ذکر کروں گا، اور ظاہری بات ہے کہ "باى طريق كان" کے عموم میں طریق موضوع بھی شامل ہے، بطور نمونہ کے دو مثالیں پیش کی جاتی ہے۔

(۱) سعد بن الاسود السلمی ثم الذکوانی

روی ابن عدی (فی الکامل ۷ / ۴۳۱) وابن حبان والمخلص عن فوائده کلہ من طریق سويد بن سعيد عن محمد بن عمر بن صالح عن قتادة عن انس رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ اَيْمَنُ سَوَادِي وَرَمَامَتِي مِنْ دُخُولِ الْجَنَّةِ؟ قَالَ لَا۔۔۔ الْحَدِيثُ وَفِيهِ اَنَّهُ قَالَ وَاَنِّي لَفِي حَسْبٍ مِنْ قَوْمِي بَنِي سَلِيمٍ ثُمَّ مِنْ ذُكْوَانَ مَعْرُوفِ الْاَبَاءِ وَلَكِنْ غَلَبَ عَلَيَّ سَوَادُ اخْوَالِي وَفِيهِ اَنَّهُ زَوْجَةُ بَنَاتٍ عَمْرًا وَعَمْرُ بْنُ وَهَبٍ الثَّقَفِيُّ فَذَكَرَ قِصَّةَ شَبْهَةِ بِقِصَّةِ جَلِيبٍ۔

ومحمد بن عمر ذكره الحاكم انه روى حديثا موضوعا يعني هذا (الاصابة: ۳ / ۷۴)

جس حدیث سے سعد بن الاسود کا صحابی ہونا ثابت ہو رہا ہے، اس کی سند میں ایک راوی محمد بن عمر بن صالح الکلاعی ہے، جن کے بارے میں حاکم کی رائے یہ ہے کہ وہ موضوع حدیث روایت کرتا ہے، بلکہ خاص اسی حدیث پر وضع کا حکم لگایا ہے، اسی طرح ابن عدی نے الکامل فی ضعف الرجال میں

تحریر کیا ہے کہ یہ منکر الحدیث جڈا ہے۔ خود حافظ ابن حجرؒ نے اپنی کتاب لسان المیزان ۵/۳۶۰ میں ابن حبان سے نقل کیا ہے یہ راوی منکر الحدیث جڈا ہے۔

جب یہ بات معلوم ہوگئی تو جس آدمی کا صحابی ہونا ایسے طریق سے معلوم ہو جس میں منکر الحدیث راوی ہے، تو اس کا صحابی ہونا کیسے ثابت ہوگا، حالانکہ حافظ صاحب نے ان کو قسم اول میں ذکر کیا ہے۔

(۲) زیاد بن مطرف:

قال الحافظ ذكره ابن معين والبارودي وابن جرير وابن شاهين في الصحابة واخرجوا من طريق ابى اسحاق عنه قال سمعت رسول الله ﷺ يقول من احب ان يحيى حياته ويموت ميتى ويدخل الجنة فليتل علوا وذريته من بعده

قال ابن منده لا يصح، قال الحافظ في اسناده يحيى بن يعلى وهوواه

جس سند سے زیاد کا صحابی ہونا ثابت ہو رہا ہے، اس میں ایک راوی یحییٰ بن یعلیٰ ہے، جو خود حافظ صاحبؒ کے نزدیک "واہ" ہے۔

اسی طرح حافظ ذہبیؒ نے تجرید ۱/۱۹۹ میں ذکر کیا ہے کہ مطین نے ان کو صحابہ میں ذکر کیا ہے، حالانکہ ان کا صحابہ میں سے ہونا درست نہیں ہے، اسی طرح ابن اثیرؒ کی بھی یہی رائے ہے، نیز ابو نعیم نے معرفۃ الصحابة میں لکھا ہے کہ حضرمی نے ان کو مفارید میں ذکر کیا ہے، حالانکہ ان کا صحابی ہونا درست نہیں ہے۔

ان چار کتابوں کے علاوہ اور بھی چند کتابیں صحابہ کے حالات سے متعلق تصنیف کی گئی ہیں، جن کا اجمالی ذکر حسب ذیل ہے۔

(۱) تسمية اولاد العشرة وغيرهم من الصحابة: علي بن المديني ابو الحسن علي بن عبد الله

بن جعفر بن نجیح۔ مدنی بصری (م: ۲۳۳)

(۲) الأحاد والمثنائی : ابن ابی عاصم ابو بکر احمد بن عمرو بن النخیل ابی عاصم ضحاک بصری (م: ۲۸۷)

(۳) معجم الصحابة : ابن قانع، ابوالحسن عبدالباقی بن قانع بغدادی (م: ۳۵۱)

(۴) اسماء الصحابة : ابن عدی ابواحمد عبداللہ بن عدی جرجانی (م: ۳۶۵)

(۵) معرفة الصحابة : ابن منده ابو عبداللہ محمد بن اسحاق بن محمد بن یحییٰ بن منده (م: ۳۹۵)

(۶) معرفة الصحابة : ابو نعیم احمد بن عبداللہ اصہبانی (م: ۴۳۰)

(۷) تلخیص فہوم اہل الاثر فی عیون التاریخ والسیر: (م:)

ابن الجوزی ابوالفرج عبدالرحمن بن علی بن محمد بغدادی (م: ۵۹۷)

سند میں واقع اسماء رجال کے احوال کی تحقیق اور آئندہ صفحات میں مذکور نقد اسناد کے مراحل سے گزرنے کے لئے ان مذکور بالا کتابوں کی حسب ضرورت مراجعت کرنی چاہئے جو عنوان ”اسماء رجال“ کے ماتحت ذکر کی گئیں۔

نقد اسناد کے مراحل :

نقد اسناد کی راہ میں طالب علم کو درج ذیل مراحل سے گزرنا پڑتا ہے۔

(۱) رجال اسناد کی تعیین :

نقد اسناد کے لئے جو سند پیش نظر ہو سب سے پہلے باحث کی ذمہ داری یہ ہے کہ اس کے جملہ رجال کو تشخص کے ساتھ ممتاز و معین کر لے، کیوں کہ بعض دفعہ ایک ہی طبقہ میں ایک نام، ایک کنیت یا ایک نسبت کے ایک سے زائد رجال معروف ہوتے ہیں، جن کی حیثیتیں جرح و تعدیل کے اعتبار سے مختلف ہوتی ہیں۔

اس عملی اقدام کے لئے پہلا کام یہ کریں کہ سند کا بغور مطالعہ کریں اور یہ معلوم کریں کہ اس میں وارد شدہ نام مبین ہے، جس سے شخصیت کی تعیین ہو جاتی ہے یا مبہم ہے جس سے تعیین نہیں ہو پاتی اگر

شخصیت مبین ہے تو بہت خوب، عمل آسان ہو گیا اور اگر شخصیت مبہم ہے تو یہ معلوم کریں کہ یہ حدیث کسی اور کتاب میں پائی جاتی ہے کہ نہیں؟ اگر ہے تو اس کی سند میں مبین ہے یا مبہم اگر مبین ہے تو بہتر ہے ورنہ اس کتاب کو اٹھائیں، جس میں اس راوی کی سیرت و سوانح تحریر شدہ ہے، اس نام کا اگر دوسرا راوی اس کتاب میں نہیں ہے تو یوں سمجھئے کہ اس کی تعیین ہو گئی کہ سامنے موجود راوی یہی مطلوبہ شخصیت ہے اور اگر اس نام کے دو یا اس سے زیادہ زیادہ راوی ہوں تو سند حدیث پر ایک نظر پھر سے ڈالیں اور یہ دیکھیں کہ اس راوی کا استاذ اور شاگرد کون ہے؟ استاذ اور شاگرد کا نام معلوم ہو جانے پر پھر اس کتاب کو دیکھیں جس میں اس کا ترجمہ موجود ہے۔ اور یہ دیکھئے کہ وہاں اس کے استاذ اور شاگرد کس راوی کے ترجمہ میں ہے، جس ترجمہ میں بحیثیت استاذ و شاگرد وہ نام تحریر ہو تو اب اس کی تعیین ہو گئی۔ یاد رہے کہ کتب رجال میں اساتذہ کی طرف نشاندہی کے لئے "روی عن" اور شاگردوں کی طرف نشاندہی کے لئے "روی عنہ" کا عنوان قائم کیا جاتا ہے۔

کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ دو ہم نام راوی استاذ و شاگرد میں مشترک ہوتے ہیں، اس صورت میں اگر دونوں ثقہ ہیں تو مسئلہ آسان ہے اور اگر ان میں کوئی ضعیف ہے تو مسئلہ بڑا مشکل اور پیچیدہ ہو جاتا ہے، اس کی تعیین کے لئے بڑی دقت اٹھانی پڑتی ہے، اس کے لئے کتب معاجم و کتب مشیخت سے جس میں اس کی روایتیں ہوتی ہیں مدد مل سکتی ہے، نیز کتب ضعفاء وغیرہ سے مدد لی جاسکتی ہے، جس میں ضعیف راویوں کی روایتوں کو ان کے ترجمہ میں ذکر کیا جاتا ہے، جس کتاب کی حدیث آپ تلاش کر رہے ہیں اگر اس کی کوئی شرح ہے تو ممکن ہے کہ اس میں راوی کی تعیین شارح نے کسی ذریعہ سے معلوم کر کے کر دی ہو وہاں سے مدد مل سکتی ہے۔

(۲) رواۃ کی عدالت اور ان کے ضابطہ ہونے کی تحقیق :

جب راوی کی شخصیت کی تعیین ہو جائے تو اس کا ترجمہ جس کتاب میں خصوصی طور سے ذکر کیا گیا ہے، اس میں دیکھ کر اس کا حکم بحیثیت جرح و تعدیل اور بحیثیت تدلیس و ارسال معلوم کر لیں اگر اس

کا وافی ترجمہ وہاں موجود نہ ہو تو کتب ثقات یا کتب ضعفاء نیز دیگر کتابوں سے مدد لے سکتے ہیں راوی کے ثقہ یا عدم ثقہ دونوں صورتوں میں اس کی حیثیت کے حساب سے حدیث پر حکم لگایا جاسکتا ہے۔

نوٹ : بذریعہ استاذ و شاگرد کتب ستہ کے راویوں کی تعیین سب سے بہتر کتاب "تہذیب الکمال" ہے اور بحیثیت جرح و تعدیل اقوال کی تفصیل معلوم کرنے کے لئے سب سے مفید کتاب "تہذیب التہذیب" ہے اور صرف مجموعی حکم (خلاصہ) معلوم کرنے کے لئے سب سے بہتر کتاب "تقریب التہذیب" ہے۔

ائمہ جرح و تعدیل نے راویوں کے حالات اور ان کے مراتب بیان کرنے کے لئے جرح و تعدیل کے کلمات کا استعمال کیا ہے، ان میں سے بعض کثیر الاستعمال ہیں اور بعض قلیل الاستعمال، اسی طرح سے کلمات کے علاوہ حرکات و اشارات کا بھی استعمال کیا ہے، انہیں کلمات و اشارات سے رواۃ کی ثقاہت اور ضعف نیز ان کے مراتب کی وضاحت کی گئی ہے اور انہیں مراتب کے اعتبار سے ان کی روایتوں پر اصح، صحیح، حسن اور ضعف کا حکم لگایا جاتا ہے۔

لیکن چونکہ یہ علماء مختلف دور اور مختلف مزاج کے تھے اس لئے لازمی طور سے ان کے زمانہ اور مزاج کا گہرا اثر ان کلمات کے انتخاب پر بھی ہوا ہے، ایک محدث کے یہاں ایک کلمہ کسی خاص مرتبہ پر دلالت کرتا ہے، بعینہ وہی کلمہ دوسرے محدث کے یہاں دوسرے مرتبہ پر دلالت کرتا ہے، اسی وجہ سے علامہ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ ان کا ضبط کرنا بے حد مشکل کام ہے۔ (جرح و تعدیل ص ۲۲۲، بحوالہ الباعث الحشیت ص ۱۰۵)

ہر فرد نے اپنی سمجھ کے مطابق ایسے کلمات کا انتخاب کیا ہے، جو مدلول پر واضح طور سے دلالت کرتے ہیں، لیکن اس کے باوجود بھی اس پر کامل اتحاد نہ ہوسکا، خصوصاً چوتھی صدی سے ان میں نمایاں فرق پایا جاتا تھا امام عبد الرحمن بن ابی حاتم الرازی (م: ۳۲۷) نے کلمات تعدیل کو چار مرتبوں میں محدود کیا۔ (الجرح والتعدیل: ۱/۳۲۴)

حافظ ابن صلاح (م: ۶۴۳)، امام مزنی (م: ۷۴۲) وغیرہ نے بھی انہیں کے موقف کو اختیار کیا ہے۔ (مقدمہ ابن الصلاح: ص ۱۷۱)

آٹھویں صدی میں امام ذہبی (م ۷۴۸ھ) نے کچھ اور اضافہ کیا انہوں نے تعدیل کو چار اور جرح کو پانچ مرتبوں میں تقسیم کیا ہے، حافظ عراقی (م: ۸۰۶) نے بھی ان کی موافقت کی صرف چند الفاظ کا اضافہ کیا ہے۔ (التقید والایضاح: ص ۱۳۰)

علامہ سخاوی (م ۹۰۲ھ) جو حافظ ابن حجر (م: ۸۵۲) کے شاگردوں میں سے ہیں، انہوں نے بھی ان مراتب کو چھ مرتبوں میں تقسیم کیا ہے، لیکن دوسرے مرتبہ میں انہوں نے صرف ایک کلمہ فلاں لایسٹل عنہ رکھا اور صحابہ کو نکال دیا۔ (فتح المغیث: ۱/۳۹۰)

علامہ سخاوی سے پہلے حافظ ابن حجر نے ہر ایک کو چھ مرتبوں میں تقسیم کیا ہے، جس میں انہوں نے صحابہ کو ایک طبقہ میں شمار کیا ہے، اگر صحابہ کو نکال دیا جائے تو ان کے یہاں بھی تعدیل کے پانچ مرتبے اور تخرج کے چھ مرتبے ہوتے ہیں۔ (نزہۃ النظر فی نخبة الفکر ص ۱۸۳)

حافظ سیوطی (م ۹۱۱ھ) جو ان میں سب سے زیادہ متأخر ہیں انہوں نے بھی دسویں صدی ہجری میں چھ مرتبوں میں ان کو برقرار رکھا لیکن انہوں نے بھی صحابہ کو خارج کر دیا ہے، اور فلاں لایسٹل عنہ کو درجہ اول میں رکھا ہے۔

کلمات جرح و تعدیل میں اگرچہ فرق ہے لیکن ان کو عام قاعدہ کے تحت مختلف مراتب میں تقسیم کرنے سے جرح و تعدیل میں سے ہر ایک کے چھ مرتبے بنتے ہیں اور ہر مرتبہ کے لئے مختلف کلمات ہوتے ہیں جو اس مرتبہ پر دلالت کرتے ہیں، جس کی تفصیل یہ ہے۔

مراتب تعدیل اور ان کے کلمات :

(۱) پہلا مرتبہ جو سب سے اعلیٰ ہے وہ یہ ہے جس میں راوی کی ثقاہت بذریعہ اسم تفصیل یا صیغہ مبالغہ یا جوان کے مشابہ اور ہم معنی ہو ان سے بیان کیا گیا ہو جیسے اوثق الناس، احد الاحدین، الیہ المنتہی فی

الثبت، اثبت الناس، لا اعرف له نظير، فلان لا يستل عنه، امير المؤمنين في الحديث وغيره
(۲) دوسرا مرتبہ یہ ہے کہ راوی کی ثقاہت کی تاکید تکرار لفظی یا معنوی سے کی گئی ہو، جیسے ثقة ثقة، ثقة
ثبت، ثبت حجة، ثقة حافظ، ثقة مامون وغيره

اس بنیاد پر جس کی ثقاہت بیان کرنے میں مزید تکرار ہوتی ہے، وہ اس درجہ میں سب سے اعلیٰ
ہوگا، جیسے ابن سعد کا امام شعبہ کے بارے میں کہنا ثقة مامون ثبت حجة حدیث

اس سلسلہ میں سب سے زیادہ تکرار جو منقول ہے وہ نوبار کی ہے، جو سفیان بن عیینہ کے قول
عمرو بن دینار کے بارے میں ہے، جب انہوں نے لفظ ثقة کی تکرار نو مرتبہ کی تھی اور ایسا لگتا تھا کہ کہتے
کہتے وہاں پر سانس ٹوٹ گئی۔ (فتح المغیث: ۱/۳۹۲)

(۳) تیسرا مرتبہ یہ ہے جس میں راوی کی ثقاہت بغیر تاکید کے بیان کی گئی ہو، جیسے ثقة، ثبت، حجة،
متقن، حافظ، ضابط، امام، عادل وغيره اور (کاہ مصحف) کو بھی اسی کے ملحق قرار دیا
گیا ہے، حالانکہ یہ مبالغہ کے مشابہ ہے۔ قاعدے کے اعتبار سے پہلے درجہ میں رکھنا زیادہ مناسب تھا۔
(۴) چوتھا مرتبہ یہ ہے کہ جس میں راوی کی عدالت واضح ہو لیکن ضبط غیر واضح ہو جیسے صدوق،
مامون، لا باس به، ليس به باس، محله الصدوق، خيار وغيره

(۵) پانچواں مرتبہ یہ ہے جس میں راوی کی عدالت اور ضبط واضح طور سے نہ بیان کی گئی ہو، جیسے شیخ
وسط، جيد الحديث، حسن الحديث، مقارب الحديث، صالح الحديث، الى الصدوق ما هو
رووا عنه وغيره

نیز جن لوگوں پر کسی قسم کی بدعت یا اختلاط وغيره کا الزام ہے، ان کو بھی اس کا ملحق قرار دیا گیا

ہے، جیسے صدوق رمی بالتشیع، صدوق سئ الحفظ، صدوق تغیر، صدوق یہم

(۶) چھٹاں مرتبہ یہ ہے جس میں راوی پر حکم لگانے میں ناقد کے تردد و شبہ کا پتہ چلے اور اس کی دلالت
عدالت کے بہ نسبت جرح سے زیادہ قریب ہو جیسے صویلح، یکتب حدیثہ، صدوق ان شاء اللہ،

مقبول، ارجو ان لا بأس بہ وغیرہ

اصحاب مراتب تعدیل کا حکم :

ان مراتب میں پہلے تین مراتب والوں کی روایتیں عدالت اور ضبط کی بنیاد پر قابل قبول اور قابل حجت ہوتی ہے اگرچہ قوت میں بعض بعض سے قوی ہوتی ہیں، صحیحین کی روایتیں پہلے مرتبہ والوں میں شمار ہوتی ہے، صحیح ابن خزیمہ اور صحیح ابن حبان کی روایتیں دوسرے مرتبہ والوں میں شمار ہوتی ہیں اور کتب سنن کی روایتیں تیسرے مرتبہ والوں میں شمار کی جاتی ہیں۔

چوتھے مرتبہ والوں کے سلسلہ میں قدرے اختلاف ہے لیکن رائج یہ ہے کہ یہ قابل احتجاج ہوتے ہیں اور ان کی روایتیں درجہ حسن کو پہنچتی ہیں، عام طور سے اس طرح کی روایتیں سنن میں پائی جاتی ہے۔

پانچویں مرتبہ والوں کی روایتیں مطلق قابل احتجاج تو نہیں ہوتی ہیں البتہ قابل اعتبار ہوتی ہیں لیکن ان کی روایتیں اگر ثقات کے موافق ہوں تو قابل احتجاج ہو جاتی ہیں۔

چھٹے مرتبہ والوں کی بھی روایت قابل قبول نہیں ہوتی بلکہ قابل اعتبار ہوتی ہے لیکن مرتبہ میں کم ہوتی ہے اگر اس کی کوئی روایت شاہد ہے تو حسن لغیرہ ہوگی ورنہ ضعیف ہوگی لیکن ضعیف خفیف ہوگا۔

مراتب جرح اور ان کے کلمات :

(۱) پہلا مرتبہ جو سب سے کم تر ہے یہ ہے کہ جو راوی کے کمزور اور ضعیف ہونے کی جانب اشارہ کرتا ہے جیسے لین الحدیث، فیہ مقال، سیء الحفظ، تکلموا فیہ، لیس بالقوی، تعرف وتنکر، غیرہ اوثق منہ، مجہول وغیرہ

(۲) دوسرا مرتبہ یہ ہے جو راوی کے ضعیف اور مردود ہونے پر صراحت سے دلالت کرتا ہے جیسے ضعیف، لا یحتج بہ، لہ مناکیر، مضطرب وغیرہ

(۳) تیسرا مرتبہ یہ ہے جو راوی سے استدلال کی ممانعت اور کثرت ضعیف پر دلالت کرتا ہے، جیسے

ضعیف جداً، واہ بمرۃ، لایکتب حدیثہ، لاتحل الروایۃ عنہ، تالف، رد حدیثہ، لیس بشئ، لایساوی شیاً وغیرہ

(۴) چوتھا مرتبہ یہ ہے جو راوی کے متہم بالوضع، متہم بالكذب، سارق الحدیث، ساقط، متروک، ذاہب الحدیث، (فیہ نظر، سکتوا عنہ صرف امام بخاری کے یہاں)

(۵) پانچواں مرتبہ یہ ہے جو راوی کے حدیث رسول میں دروغ گو ہونے پر دلالت کرتا ہے جیسے کذاب، دجال، وضاع، یکذب، یضع وغیرہ

(۶) چھٹا مرتبہ یہ ہے جو راوی کے دروغ گو ہونے پر اسم تفضیل یا صیغہ مبالغہ پر دلالت کرے جیسے اکذب الناس، رکن الکذب، الیہ المنتہی فی الکذب وغیرہ

اصحاب مراتب جرح کا حکم :

ان میں پہلے اور دوسرے مرتبہ والوں کی روایتیں ضعیف ہوتی ہیں لیکن درجات میں فرق ہوتا ہے، یہ روایتیں قابل احتجاج نہیں ہوتی ہیں البتہ قابل استیناس ہوتی ہیں بوقت ضرورت ان کا ذکر کیا جاسکتا ہے اور دوسرے ہم مرتبہ والوں سے مل کر کام چلاؤ ہو سکتی ہیں اور دوسرے کی تائید کر سکتی ہیں ان کے علاوہ بقیہ چار مراتب والوں کی روایتیں مردود ہوتی ہیں، ان کا تحریر کرنا بھی درست نہیں ہوتا بلکہ آخری تین مراتب والوں کی روایتوں کا بیان کرنا بھی بغیر وضاحت کے حرام ہوتا ہے، اس طرح کی روایتیں کتب موضوعات میں پائی جاتی ہیں یہ ترتیب وار ضعیف، انتہائی ضعیف، متروک اور موضوع ہوتی ہیں۔ (جرح و تعدیل ص ۲۲۲ تا ۲۲۶ بحذف)

مخصوص کلمات :

جرح و تعدیل کے جو کلمات اور مراتب گزرے ہیں یہ عام استعمال کے اعتبار سے ہیں، اس کے برخلاف کچھ ایسے مخصوص کلمات ہیں جو عام قاعدے کے برخلاف مخصوص مرتبہ پر دلالت کرتے ہیں اور یہ صاحب قول کی خصوصی مصطلحات ہیں، صاحب قول نے اس سے کیا مراد لیا ہے، جب یہ واضح

ہو جائے تب ان کلمات سے مراتب کی تعیین ہو سکتی ہے لہذا ان کلمات اور اصطلاحات کا جاننا ضروری ہے، وہ کلمات یہ ہیں۔

(۱) اکتب عنہ، یکتب عنہ: یہ کلمہ عام قاعدہ کے اعتبار سے تعدیل کے آخری مرتبہ کا ہے، لیکن جب امام بخاری بن معین اور امام مسلم کسی کے بارے میں اکتب عنہ کہتے ہیں تو اس سے جرح مراد نہیں لیتے بلکہ اس سے راوی کی ثقاہت بیان کرنا مقصود ہوتا ہے۔

امام حاکم فرماتے ہیں کہ ہذا رسم مسلم فی الثقات ثقات کے بارے میں امام مسلم کی یہی اصطلاح ہے۔ اور جب امام ابو حاتم کسی کے بارے میں بکتب عنہ فرماتے ہیں تو ان کے نزدیک نہ تو یہ مطلق توثیق پر دلالت کرتا ہے اور نہ ہی ضعف پر، اور جب ابن معین کسی کے بارے میں یکتب عنہ فرماتے ہیں تو اس سے تضعیف مراد لیتے ہیں۔

(۲) ثقة: جمہور کے یہاں تعدیل کا تیسرا مرتبہ ہے لیکن امام بخاری ثقه کہہ کر صدوق اور نیچے کا مرتبہ مراد لیتے ہیں۔

(۳) سکتوا عنہ: اس کلمہ کو امام بخاری اکثر و بیشتر استعمال کرتے ہیں اور اس کا جو ظاہری معنی سمجھ میں آتا ہے وہ یہ ہے کہ لوگوں نے اس راوی کے سلسلہ میں کچھ نہیں کہا بلکہ جرح و تعدیل کے اعتبار سے سکوت اختیار کیا ہے ایسی صورت میں بظاہر یہ مجہول ہوتا ہے جو جرح کا ادنیٰ مرتبہ ہے۔

لیکن حقیقت میں امام بخاری کے یہاں یہ مراد نہیں ہے بلکہ جب وہ کسی کے بارے میں سکتوا عنہ کہتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ متروک ہے جو جرح کا چوتھا مرتبہ ہے بلکہ علامہ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ یہ امام بخاری کے نزدیک جرح کا سب سے بدترین مرتبہ ہے۔

اور امام ذہبی فرماتے ہیں کہ استقراء سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ وہ ترکوا کے معنی میں ہے۔

امام سخاوی فرماتے ہیں کہ اکثر و بیشتر امام بخاری نے اس سے متروک مراد لیا ہے۔

(۴) صدوق: یہ کلمہ جمہور کے نزدیک تعدیل کے چوتھے مرتبہ میں ہے لیکن امام بخاری کے یہاں یہ

معاملہ نہیں ہے کہ جب وہ کسی کو صدوق کہتے ہیں تو اس سے مراد ثقہ ہوتا ہے جو تعدیل کا تیسرا مرتبہ ہے۔
 (۵) فیہ نظر : ظاہری معنی و مفہوم سے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ اس پر کچھ کلام ہے اور راوی مشتبہ ہے حالانکہ یہ مقصد نہیں بلکہ جب امام بخاریؒ کسی راوی کے بارے میں فیہ نظر کہتے ہیں تو اس سے مراد ان کے نزدیک متروک ہوتا ہے جو جرح کا بدترین درجہ ہے۔

علامہ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں کہ انہ ادنی المنازل عندہ وارد اھا

علامہ ذہبیؒ فرماتے ہیں کہ امام بخاریؒ کسی راوی پر "فیہ نظر" کا اطلاق عموماً اس وقت کرتے ہیں جب وہ متہم بالکذب ہو۔ امام بخاریؒ خود فرماتے ہیں کہ اذا قلت فلان فی حدیثہ نظر فہو متہم واہ کچھ محققین کا خیال ہے کہ یہ قاعدہ کلیہ نہیں ہے بلکہ عموماً ایسا ہوتا ہے، کبھی اس کے برعکس بھی ہوا ہے کہ وہ راوی جرح کے اس درجہ میں نہیں ہوتا مثلاً تمام بن نجیح کے بارے میں امام بخاریؒ نے کہا کہ "فیہ نظر" اور خود ان سے ایک معلق اثر روایت کیا ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رکوع کے وقت رفع یدین کرتے تھے۔ یعنی امام بخاریؒ کے نزدیک وہ راوی متروک نہیں ہے اس لئے کہ اگر ایسا ہوتا تو وہ ان سے کبھی یہ قول نقل نہ فرماتے۔

اسی طرح حریش بن حریش کے بارے میں امام بخاریؒ نے "فیہ نظر" کہا ہے اور پھر خود ہی کہا ہے کہ ارجوان یکون صالحاً۔ اس سے پتہ چلا کہ امام بخاریؒ ہر وقت "فیہ نظر" سے مراد متروک نہیں لیتے ہیں۔

محققین کا یہ خیال کسی حد تک صحیح ہو سکتا ہے لیکن اس میں مزید تحقیق کی ضرورت ہے ویسے قاعدے اکثر کلی نہیں ہوتے کچھ نہ کچھ شذوذ پایا جاتا ہے دوسری بات یہ ہے کہ ہو سکتا ہے ایسا امام بخاریؒ سے سہوا ہو گیا ہو نیز یہ بھی ہو سکتا ہے کہ راوی کے بارے میں ان کی رائے بدل گئی ہو اگر حقیقت میں ایسا ہی ہے تو متاخرین محققین کی رائے غلط ہو سکتی ہے۔

البتہ کچھ راویوں کو حاشیۃ الرفع والتکمیل ص ۲۰۲ اور درر اسات فی الجرح والتعدیل ص ۲۶۳

میں بطور مثال پیش کیا گیا ہے، جس میں یہ واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ بعض راویوں پر امام بخاریؒ نے فیہ نظر کا حکم لگایا ہے جب کہ وہ راوی دوسروں کے یہاں ثقہ ہے یا اس درجہ کا ضعیف نہیں ہے جو امام بخاریؒ کا مقصد ہے۔

لیکن حقیقت یہ ہے کہ دلیل مدلول پر واضح طور سے دلالت نہیں کرتی اس لئے کہ یہاں اصل مسئلہ یہ ہے کہ امام بخاریؒ کے یہاں اس راوی کا کیا حکم ہے، دوسرے لوگوں کا خیال کیا ہے، اس سے یہاں کوئی سروکار نہیں، اگر ایک راوی کسی محدث کے یہاں کذاب اور کسی کے نزدیک ثقہ ہو تو ایک کے اصول کو دوسرے کے اصول سے نہیں پرکھا جاسکتا اور جب امام بخاریؒ نے بذات خود یہ وضاحت کر دی کہ اس سے مراد متہم ہوتا ہے تو پھر قیاس آرائی کی کوئی ضرورت نہیں رہ جاتی۔

(۶) منکر الحدیث: اس کلمہ کا استعمال عام طور سے جرح شدید کے لئے ہوتا ہے، جس کا استعمال زیادہ تر امام بخاریؒ نے کیا ہے اور اس سے مراد جرح شدید لیا ہے، جس کی جانب انہوں نے خود اشارہ فرمایا ہے کہ جب میں کسی راوی کو "منکر الحدیث" کہتا ہوں تو اس سے روایت کرنا درست نہیں ہوتا ہے۔

لیکن جب یہی کلمہ امام احمد استعمال کرتے ہیں تو اس کا مطلب ان کے یہاں یہ ہوتا ہے کہ راوی کسی چیز کے روایت کرنے میں جملہ احباب سے مفرد ہے، چنانچہ وہ عبدالرحمن بن ابی الموالی کے بارے میں فرماتے ہیں جنہوں نے استخارہ والی حدیث روایت کی ہے کہ کان یروی حدیثا منکر اعن

ابن المنکدر عن جابر فی الاستخارۃ لیس احد یرویہ غیرہ

(۷) لا اعرفہ: جب یحییٰ بن معین کسی راوی کے بارے میں کہتے ہیں لا اعرفہ تو اس سے ان کا مقصد راوی پر جہالت کا حکم لگانا نہیں ہوتا بلکہ مقصد یہ ہوتا ہے کہ اس شخص کی روایتیں ان کو معلوم نہیں، چنانچہ عبدالخالق بن منصور نے ابن معین سے حاجب بن ولید کے بارے میں سوال کیا انہوں نے جواب دیا کہ لا اعرفہ واما احادیثہ فصحیحہ۔

ابن عدی فرماتے ہیں کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جب امام یحییٰ کے پاس راوی کی احادیث کے

بارے میں معلومات نہیں ہوتی تھی وہ فرماتے تھے لا اعرفہ

اور جب یحییٰ بن سعید قطان کسی راوی کے بارے میں لا یعرف یا لم یثبت عدالتہ کہتے ہیں تو اس کا مطلب ان کے نزدیک یہ ہوتا ہے کہ کسی معاصر امام نے اس شخص کے بارے میں کوئی ایسی بات نہیں کہی جس سے اس کی عدالت ثابت ہو۔

امام ذہبیؒ فرماتے ہیں کہ ابن قطان ہر اس شخص کو لا یعرف کہتے ہیں جس کے بارے میں اس کے معاصرین میں سے کسی نے کوئی ایسی بات نہیں کہی ہے جس سے اس کی عدالت کا پتہ چلے۔

(۸) لا بأس به : جب یحییٰ بن معین اور عبدالرحمن بن ابراہیم (دحیم) کسی راوی کے بارے میں لا بأس به کہتے ہیں تو اس سے مراد یہ ہوتا ہے کہ وہ ثقہ ہے۔

چنانچہ ابن ابی خيثمه نے یحییٰ بن معین سے کہا کہ آپ کسی راوی کے بارے میں کہتے ہیں کہ فلان لیس بہ باس اور فلان ضعیف تو اس کا کیا مطلب ہوتا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ جب میں کسی کے بارے میں کہتا ہوں کہ لیس بہ باس تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ ثقہ ہے۔

امام ابو زرعدی مشقی نے دحیم سے سوال کیا کہ علی بن حوشب فزاری کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ لا بأس به تو انہوں نے کہا کہ آپ ثقہ کیوں نہیں کہتے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ کہہ تو دیا کہ وہ ثقہ ہیں۔

لیکن امام عجل جی جب کسی راوی کے بارے میں لا بأس به کہتے ہیں تو اس سے ضعیف مراد لیتے ہیں۔

(۹) لیس بشی : یہ کلمہ جرح کے تیسرے مرتبہ کا ہے لیکن امام شافعیؒ اور ان کے شاگرد امام مزنیؒ کسی راوی کے بارے میں لیس بشی کہتے ہیں تو اس کا معنی یہ ہوتا ہے کہ راوی کذاب ہے ایسی صورت میں یہ پانچویں مرتبہ کا کلمہ ہو جاتا ہے۔

امام مزنیؒ فرماتے ہیں کہ ایک دن امام شافعیؒ نے مجھ سے فلان کذاب کہتے ہوئے سنا تو

انہوں نے فرمایا کہ اچھے الفاظ استعمال کرو فلاں کذاب نہ کہو بلکہ یہ کہو کہ حدیثہ لیس بشیٰ اور جب امام یحییٰ بن معین کسی راوی کے بارے میں لیس بشیٰ کہتے ہیں تو ان کا مقصد جرح کرنا نہیں بلکہ یہ ہوتا ہے کہ یہ راوی قلیل الحدیث ہے۔

عام طور سے امام یحییٰ بن معین کا یہی مقصد ہوتا ہے لیکن کبھی کبھی جرح شدید بھی مراد لیتے ہیں، لہذا اس طرح کے کلمات کا تتبع کرنا پڑیگا اور دیگر اہل علم کے اقوال سے مقارنہ کرنا پڑیگا۔ احمد نور سیف نے دراسہ کرنے کے بعد بتایا ہے کہ عموماً اس سے وہی مراد ہوتا ہے جو جمہور کے یہاں ہے لیکن کبھی کبھی انہوں نے اس سے مجہول بھی مراد لیا ہے۔

(۱۰) لیس بالقوی: یہ کلمہ جرح کا پہلا مرتبہ ہے لیکن جب ابو حاتم کسی کے بارے میں لیس بالقوی کہتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ راوی قوت اور تثبت کے اعلیٰ درجہ پر نہیں ہے۔

اور جب امام نسائی کسی راوی کے بارے میں لیس بالقوی کہتے ہیں تو جرح مفید مراد نہیں لیتے ہیں کیونکہ اس طرح کہ راویوں کی حدیث اپنی کتاب میں ذکر کرتے ہیں۔

لیس بالقوی اور لیس بقوی کے استعمال میں فرق ہے علامہ معلیٰ فرماتے ہیں کہ لیس بقوی مطلق قوت کی نفی کرتا ہے اگرچہ مطلق ضعف نہ ثابت ہو اور لیس بالقوی قوت کے کامل درجہ کی نفی کرتا ہے۔

(۱۱) مجہول: جب محدثین کسی راوی پر مجہول کا اطلاق کرتے ہیں تو اس سے مراد مجہول عین لیتے ہیں لیکن جب ابن ابی حاتم کسی راوی پر جہالت یا مجہول کا حکم لگاتے ہیں تو ان کا مقصد اس سے جہالتِ حال ہوتی ہے۔

چنانچہ امام سخاوی فرماتے ہیں کہ ابن ابی حاتم نے داؤد بن یزید ثقفی کو مجہول کہا ہے جب کہ ان سے روایت کرنے والے بہت سے لوگ ہیں۔

علامہ لکھنوی فرماتے ہیں کہ امام ذہبیؒ نے اپنی کتاب "میزان الاعتدال" میں جہاں بھی لفظ

مجہول کہا ہے اور اس کی نسبت کسی قائل کی طرف نہیں کی ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ امام ابن ابی حاتم کا قول ہے۔ (جرح و تعدیل ص ۲۲۹ تا ۲۳۴)

نادر کلمات :

اب تک جن کلمات کے بارے میں بات ہو رہی تھی وہ ایسے کلمات ہیں جو بکثرت مستعمل ہوتے ہیں لیکن کچھ ایسے کلمات بھی ہیں، جو بہت کم مستعمل ہوتے ہیں، ندرت کے ساتھ ساتھ ان کا مفہوم بھی قدرے غامض ہوتا ہے اس لئے مدلول کے سمجھنے میں دقت ہوتی ہے اور یہ بھی نہیں پتہ چلتا کہ کہنے کا مقصد کیا ہے اور اس راوی کا شمار کس طبقہ میں کیا جائے اور اس کلمہ کو کس درجہ میں رکھا جائے اس سلسلہ میں کچھ کلمات بطور مثال کے پیش کئے جاتے ہیں۔

(۱) اتق حیات سلم لاتسعک : سلم کے سانپوں سے بچتے رہنا کہیں تم کو ڈس نہ لیں۔

یہ تعبیر صرف عبداللہ بن مبارک نے سلم بن سالم ابو محمد بلخی کے بارے میں بطور جرح استعمال کی ہے۔ ان کا مقصد یہ ہے کہ یہ راوی کذاب ہے ان کی مرویات کی مثال سانپوں سے دی گئی ہے گویا کہ سانپ جس طرح ضرر رساں اور ناقابل اعتماد ہوتا ہے یہی کیفیت ان کی حدیثوں کی ہوتی ہے، چنانچہ خود خطیب بغدادی نے ان کے بارے میں کہا ہے کہ یہ بے بنیاد حدیثیں روایت کرتے ہیں۔

(۲) اعور بین العمیان (اندھوں میں کانارا جا) یہ تعبیر امام دارقطنی کی ہے جس کو انہوں نے ابو یوسف کے بارے میں ذکر کیا ہے جنہوں نے ”غورک“ سے روایت کیا ہے اور جن سے لیث بن حماد نے روایت کیا ہے، امام دارقطنی کی مراد یہ ہے کہ ابو یوسف اگرچہ ضعیف ہیں لیکن غورک اور لیث بن حماد سے بہتر ہیں۔

(۳) جمازات المحامل

(۴) جمال المحامل

(۵) الجمال التي تحمل المحامل

جمال و جمازات اونٹ کو کہتے ہیں، محال بوجھ اٹھانے والے یا ہودج اٹھانے والے کو کہتے ہیں یعنی ایسے اونٹوں میں سے ہیں جن پر بوجھ لا دیا جاسکتا ہے، عربی میں اونٹوں کو بطور تشبیہ و استعارہ بکثرت استعمال کیا گیا ہے اس سے اشارہ ایسے شخص کی طرف کیا جاتا ہے جو مشقتوں کو برداشت کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو اور پیچیدہ مقامات میں نہ گھبراتا ہو بلکہ ان کو حل کرنے کی جرأت رکھتا ہو۔

محدثین نے یہ کلمہ جرح و تعدیل دونوں کے لئے استعمال کیا ہے، تعدیل کے لئے فلان من جمل المحامل اور جرح کے لئے لیس من جمل المحامل

مطلب یہ ہوا کہ جس طرح سے ہودج اور ساز و سامان اٹھا کر دور دراز مقامات پر پہنچانا باہمت، طاقتور اور مضبوط اونٹ کا کام ہے اسی طرح حدیثوں کے لئے رخت سفر باندھنا اور ان کو محفوظ رکھنا باہمت قوی حافظ اور صبر آزمایوں کا کام ہے۔

سب سے پہلے یہ تعبیر امام مالک نے عطف بن خالد مدنی کے لئے استعمال کی ہے انہوں نے ان کے بارے میں لیس من جمل المحامل فرمایا تھا۔

اسی طرح یحییٰ بن سعید قطان نے مسلم بن قتیبة خراسانی کے بارے میں اور یحییٰ بن معین نے رشید بن سعد کے بارے میں استعمال کیا ہے۔

اس معنی میں جمازات المحامل اور لیس من اهل القباب بھی استعمال کیا جاتا ہے۔
حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ لیس من اهل القباب یا لیس من جمل المحامل کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ان کی روایت بیان کی جاسکتی ہے لیکن اعتماد نہیں کیا جاسکتا۔

(۶) سداد من عیش (۷) سداد من عوز

ابوبکر بن اعین نے سدید بن سعید کے بارے میں یہ کلمہ استعمال کیا ہے اور کہا ہے کہ ہو سداد من عیش

سداد اس چیز کو کہتے ہیں جس سے کسی خلل کی اصلاح کی جائے، سداد من عیش کا مطلب یہ ہوا

کہ تھوڑی سی ضرورت پوری ہو سکتی ہے یا جیسے اردو زبان کا محاورہ ہے کہ "نہ ہونے سے ہونا بہتر" وہ معنی سداد من عیش کا ہے۔ یعنی متابعت و شواہد میں قابل اعتبار ہو سکتے ہیں۔

(۸) عسی موسی تلقف ما یا فکون

موسیٰ کی لاٹھی ہے ہر گھڑی ہوئی چیزوں کو نگل لیتی ہے۔ یہ جملہ محمد بن عبداللہ مطین نے حافظ محمد بن عثمان بن ابی شیبہ کے بارے میں استعمال کیا ہے، انہوں نے یہ جملہ فرما کر ان پر جرح کی ہے۔ یہ جملہ انہوں نے قرآن کریم کی آیت سے لیا ہے جو موسیٰ اور جادو گروں کے مقابلہ میں وارد ہوئی ہے، جس میں بحکم الہی عصا موسیٰ اتر دہا کی شکل میں نمودار ہوا اور جادو گروں کے خیالی سانپوں کو نگل گیا۔ مطین کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح سے عصائے موسیٰ نے جادو گروں کے وضع کردہ باطل چیزوں کو نگل لیا تھا اسی طرح سے ابن ابی شیبہ باطل اور کذب روایتوں کو نگل لیتے ہیں اور بیان کرتے ہیں۔

گویا کہ یہ جملہ جرح کے بدترین درجہ کے لئے انہوں نے استعمال کیا ہے ان کے اس قول کو محدثین نے کلام الاقران بعضہم فی بعض پر محمول کیا ہے۔

(۹) علی یدی عدل عدل کے ہاتھ میں ہے۔

اس تعبیر کو سب سے پہلے ابو حاتم رازی نے بطور جرح استعمال کیا ہے۔ جبارہ بن مغلس حمانی کے بارے میں انہوں نے کہا کہ ہو علی یدی عدل اس کلمہ کے مدلول کے بارے میں بعض محدثین کو غلط فہمی ہو گئی ہے۔ اس سے وہ راوی کی ثقاہت و عدالت سمجھتے تھے اور اس کو اس طرح پڑھتے تھے ہو علی یدی عدل یعنی وہ میرے نزدیک عادل ہے۔ حالانکہ صحیح عبارت جیسا کہ حافظ ابن حجرؒ نے اشارہ کیا ہے اسی طرح ہے ہو علی یدی عدل یعنی ہا لک

اس کلمہ کا پس منظر جیسا کہ ابن سکیت نے ابن کلبی سے اصلاح منطق میں ذکر کیا ہے کہ جزء بن سعد کی اولاد میں ایک شخص کا نام عدل تھا جو تبع کا پولیس انسپکٹر تھا۔ جب تبع کسی کو قتل کرنا چاہتا تو عدل

کے ہاتھ میں اس کو دے دیتا، یہی سے یہ مقولہ لوگوں کے درمیان مشہور ہو گیا کہ وضع علی یدی عدل یعنی عدل کے ہاتھ میں چلا گیا پھر اس جملہ کو ہر اس شخص کے بارے میں استعمال کیا جانے لگا جو ہلاک ہونے والا ہوتا۔

امام ابو حاتم نے اس کلمہ کو اس معنی میں استعمال کر کے اس سے ہالک مراد لیا ہے، جو جرح کے صیغوں میں سے ایک صیغہ ہے اور بدترین درجہ کا صیغہ ہے۔

(۱۰) کان ممن اخرجت له الارض افلاذا کبادھا

ایسے لوگوں میں سے تھے جن کے لئے زمین نے اپنا خزانہ اگل دیا۔ علامہ ابن حبان نے یہ تعبیر محمد بن عبدالرحمن ہیلمانی پر جرح کے لئے استعمال کی ہے۔

افلاذ من الارض زمینی خزانوں کے لئے بطور مجاز استعمال کیا جاتا ہے، جملہ کا مطلب یہ ہوا کہ یہ ایسے لوگوں میں سے تھے جن کے لئے زمین نے اپنا خزانہ اگل دیا تھا۔ ان کے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ محمد بن عبدالرحمن ہیلمانی نے مشائخ سے حدیثوں کو روایت نہیں کیا بلکہ موضوع اور ضعیف روایتوں کو روایت کیا ہے، جس کی کوئی بنیاد نہیں ہے، گویا کہ زمین ان کے لئے پھٹ گئی اور اپنا خزانہ اگل دیا تھا اور انہوں نے بغیر کسی مشقت کے اس کو حاصل کر لیا یعنی یہ ضعیف اور موضوع روایات نقل کرتے ہیں۔

(۱۱) کذا و کذا: یہ کلمہ امام احمد بن حنبلؒ نے متعدد راویوں پر جرح کے لئے استعمال کیا ہے۔ حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ استقراء سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اس سے لین کی جانب اشارہ کیا ہے۔

(۱۲) لیس من اهل قباب: یہ تعبیر امام مالکؒ کی عطف بن خالد کے بارے میں ہے اور اس سے ضعف کی جانب اشارہ کرنا مقصود ہوتا ہے، جیسا کہ جمازات المحامل میں گذر چکا۔

(۱۳) ما اشبه حدیثہ بشیاب نيسابور: نيسابوری کپڑوں سے ان کی حدیث زیادہ مشابہ ہے، علامہ ابراہیم بن یعقوب جوزجانی نے محدث شام اسماعیل بن عیاش حمصی کے بارے میں یہ کلمہ بطور جرح کے استعمال کیا ہے، انہوں نے کہا کہ ما اشبه اسماعیل بشیاب نيسابور یرقم بايعه علی الثوب مأء ولعله

اشتراہ بعشرة او بدونہا یعنی اسماعیل بن عیاش نیساپوری کپڑوں سے بہت مشابہ ہے کہ ان کا بائع اس کپڑے پر جس کو دس درہم یا اس سے بھی کم قیمت میں خریدا ہوتا ہے، سو درہم کا لیبل لگا دیتا ہے تاکہ مشتری دھوکہ میں پڑ جائے۔

پھر اس جملہ کو محدثین نے بطور جرح استعمال کیا اور ایسے لوگوں کے لئے استعمال کیا ہے جو کذب بیانی اور احادیث میں کمی و زیادتی سے کام لیتے تھے۔ حالانکہ اسماعیل بن عیاش ایسے نہیں تھے۔ بلکہ ان کی روایات اہل شام سے صحیح ہوتی ہیں اور غیر اہل شام سے مختلط ہوتی ہیں۔

(۱۴) میزان (ترازو) : یہ تعبیر امام سفیان ثوریؒ نے عبد الملک بن ابی سلیمان کے لئے استعمال کی ہے۔ اور اس سے انہوں نے ان کی قوت حفظ اور ضبط کی جانب اشارہ کیا ہے۔

(۱۵) یثبج الحدیث

(۱۶) یزرف الحدیث

یہ دونوں کلمات وضع حدیث اور دروغ گوئی کی جانب اشارہ کرتے ہیں۔

(۱۷) یکتب عنہ زحفا

یہ تعبیر امام ابو حاتم نے بعض راویوں کے ضعف بیان کرنے کے لئے استعمال کی ہے۔ مثلاً خالد بن ایاس، عبد الحکیم بن عبد اللہ قسملی، عبد الخالق بن زید، جب ان کے بیٹے عبد الرحمن نے سوال کیا کہ ان کی احادیث تحریر کی جاسکتی ہے؟ فرمایا زحفا۔

علامہ معلیٰ فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص بہ تکلف ان سے حدیث تحریر کرنا چاہتا ہے تو کوئی حرج نہیں ہے جیسے بچہ بہ تکلف سرین کے بل چلتا ہے۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ امام ابو حاتم کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ ان کی روایت قابل تحریر نہیں بلکہ قابل اعتبار ہے۔ (شرح الفاظ التجریح النادرة او قليلة الاستعمال جرح و تعدیل)

حرکات :

حرکات و اشارات مثلاً ہاتھ چلانا، پیر چلانا، منہ بسورنا، چہرہ بگاڑنا وغیرہ یہ بھی بہت کم استعمال کیا گیا ہے۔

ان کی بات کا معنی و مفہوم سمجھنا مشکل ہوتا ہے، جب تک ان کے تلامذہ جنہوں نے ان حرکات کو دیکھا اور سمجھا ہے وہ اس کا مفہوم نہ بتائیں، ویسے تتبع اور جستجو سے پتہ چلتا ہے کہ عموماً یہ اشارات راویوں کے ضعف بیان کرنے کے لئے استعمال کئے گئے ہیں۔ اہ۔

ائمہ جرح و تعدیل نے رِوَاۃ کے مراتب متعین کرنے کے لئے جن کلمات جرح و تعدیل کا استعمال کیا تھا ان کے بیان کے بعد اب نقدِ اسناد کے مراحل میں سے تیسرے مرحلہ کو ذکر کیا جاتا ہے۔

تیسرا مرحلہ :

تیسرا مرحلہ صحت حدیث کی تیسری شرط اتصال کی تحقیق کا ہے۔

اتصال سند کی تحقیق کے لئے ضروری ہے کہ سند کے ہر راوی کا اس کے شیخ سے سماع ثابت ہو سماعِ اخص ہے، ادراک یعنی معاشرت سے جیسا کہ وہ اخص ہے رویت اور لقاء (ملاقات) سے بھی چنانچہ بعض دفعہ راوی اور مروی کے درمیان معاشرت ہوتی ہے مگر رویت کا تحقق نہیں ہوتا بعض دفعہ رویت ہوتی ہے مگر ملاقات نہیں ہوتی اور کبھی ملاقات بھی حاصل ہوتی ہے مگر سماع کا تحقق نہیں ہو پاتا۔

اتصال سند کی شرط کے تحقق کے لئے امام بخاریؒ اور ان کے شیخ علی بن مدینی کے نزدیک یہ ضروری ہے کہ استاد و شاگرد کے درمیان سماع کا ثبوت ہو اور محققین نے اسی کو رائج قرار دیا ہے جب کہ امام مسلم اور بعض دیگر حضرات کے نزدیک معاشرت اور امکانِ لقاء بھی اتصال پر محمول کرنے کے لئے کافی ہوتا ہے بشرطیکہ راوی مدلس نہ ہو۔

جہاں تک اس شرط کے تحقق کی معرفت کا سوال ہے تو ثقہ راوی اگر اپنے شیخ سے حدیثاً، خبرناً، سمعت وغیرہ صریح سماع پر دلالت کرنے والے صیغوں سے روایت کر رہا ہے تو بلاشبہ اتصال کا ثبوت

ہو گیا اور اگر اس نے عنعنہ کے صیغہ سے روایت کیا ہو تو اب تلاش و تتبع کی ضرورت ہوگی ممکن ہے کہ حدیث کے کسی مصدر میں یہ حدیث اسی راوی کے طریق سے مل جائے جس میں سماع کی تصریح ہو تو اتصال کا فیصلہ ہو جائے گا ورنہ اس کے اور اس کے شیخ کے زمانہ اور سنین ولادت و وفات وغیرہ قرائن سے معلوم کیا جاسکتا ہے کہ راوی نے اپنے مروی عنہ کو پایا ہے یا نہیں چنانچہ امام مسلم کے مذہب کے مطابق امکان لقاء کو کافی سمجھتے ہوئے اتصال کا حکم لگایا جاسکتا ہے بشرطیکہ اس کی حدیث منکر و شاذ نہ ہو۔

نیز کتب رجال کی مراجعت سے دونوں کے مابین سماع کا ثبوت معلوم ہو سکتا ہے، خاص طور سے حافظ مزنی کی کتاب "تہذیب الکمال" اس سلسلہ میں اہم رول ادا کرنے والی ہے۔ چنانچہ انہوں نے راوی کے ان شیوخ کی وضاحت کا اہتمام کیا ہے، جن سے اس کو سماع حاصل ہے اور ان تلامذہ کی وضاحت کا بھی جن کو اس سے سماع حاصل ہے، شیوخ و تلامذہ کی فہرست میں حافظ مزنی نے ممکنہ حد تک استیعاب کی کوشش کی ہے، چنانچہ انہیں حروف تہجی کی ترتیب پر مرتب کیا ہے حافظ مزنی نے سماع کے تعلق سے یہ فرق بھی اہتمام سے ظاہر کیا ہے کہ راوی نے اس شیخ سے روایت بھی کیا ہے اور اس کو سماع بھی حاصل ہے یا روایت تو کی ہے مگر اس کو سماع حاصل نہیں۔ اہ

سند پر حکم لگانے کا طریقہ :

ان تین مراحل سے گزرنے کے بعد باعث اس پوزیشن میں آجائے گا کہ حدیث کی صرف سند پر حکم لگاسکے، چنانچہ تیسری شرط اتصال کے تحقق پر اطمینان حاصل ہونے کے ساتھ اگر اس نے "تقریب" کی مدد سے راوی کے مرتبہ کی بحیثیت جرح و تعدیل کے بھی شناخت حاصل کر لی تو اسے درج ذیل ترتیب سے حکم لگانا آسان ہو جائیگا۔

(۱) اگر سند کے تمام رواۃ دوسرے یا تیسرے یا چوتھے مرتبہ سے تعلق رکھتے ہو آپ کہہ سکتے ہیں "اسنادہ صحیح" اس کی سند صحیح ہے۔

(۲) اگر سند میں کوئی راوی پانچویں یا چھٹے مرتبہ کا ہے تو آپ کہہ سکتے ہیں "اسنادہ حسن" اس کی سند

حسن ہے۔

(۳) اگر سند میں کوئی راوی ساتویں یا آٹھویں یا نویں مرتبہ کا ہے تو آپ کہیں گے "اسنادہ ضعیف" اس کی سند ضعیف ہے۔

(۴) اگر سند میں کوئی راوی دسویں مرتبہ کا ہے تو آپ کہیں گے "اسنادہ ضعیف جدا"، اس کی سند بہت ضعیف ہے۔

(۵) اگر سند میں کوئی راوی گیارہویں مرتبہ کا ہے تو آپ کہیں گے "اسنادہ متروک"، اس کی سند متروک ہے۔

(۶) اگر سند میں کوئی راوی بارہویں مرتبہ کا ہو تو آپ کہیں گے "اسنادہ موضوع"، اس کی سند موضوع ہے۔

واضح رہے کہ نتیجہ ہمیشہ ارذل کے تابع ہوتا ہے لہذا اگر کسی سند میں چار ثقہ رجال ہوں اور ایک راوی ضعیف ہو تو حکم ضعیف ہی ہونے کا لگے گا اور ان ثقہ لوگوں کا کوئی اثر نہ ہوگا کیوں کہ اس کو چہ میں ادنیٰ اعلیٰ پر حاکم ہوتا ہے۔

سندوں کے تعلق سے یہ چھ احکام ہوئے ان ہی میں معاملہ دائر و سائر رہتا ہے پھر اگر پانچویں یا چھٹے مرتبہ والے راویوں کو ان ہی جیسے یا ان سے اچھے روایات سے متابعت حاصل ہو جائے تو ان کی سند پر صحیح کا حکم لگ جائے گا یہ صحیح لغیرہ ہوگی اور اس میں بھی وہی فرق مراتب ہوگا جو حسن لذاتہ میں تھا۔

ساتویں، آٹھویں اور نویں مرتبہ والوں کو اگر متابعت حاصل ہو جائے تو ان کی سند ضعیف سے اٹھ کر حسب مراتب حسن لغیرہ تک پہنچ جائے گی لہذا یہ کہا جاسکتا ہے کہ اسنادہ حسن۔

دسویں سے لے کر بارہویں مرتبہ تک کے رجال کو تعدد طرق سے کوئی فائدہ نہیں پہنچتا یعنی ان کی سند میں کوئی قوت نہیں آتی۔ رہا متن تو دسویں مرتبہ والوں کی حدیث جب کہ عواض و متابعات متعدد ہوں تو اس پر حسن لغیرہ کا حکم لگ سکتا ہے جیسا کہ امام ترمذیؒ نے اس طرح کے کئی رجال کی احادیث

پر تعدد طرق کی وجہ سے حسن کا حکم لگایا ہے، البتہ گیارہویں اور بارہویں مرتبہ کے لوگوں کی حدیث کو تعدد طرق سے بالکل فائدہ نہ پہونچے گا۔ (حدیث اور فہم حدیث)

اگر کوئی ایسی سند سامنے آجائے جس کا کوئی راوی کتب ستہ کے رجال میں سے نہ ہو تو اگر وہ راوی طحاوی کا ہو تو "مغانی الاخیار" اور "تراجم الاحبار" جیسی کتابوں کی مراجعت کی جائے اور اگر مؤطا مالک، مسند احمد، مسند شافعی اور مسند ابو حنیفہ کا راوی ہو تو "تعجیل المنفعة" کی مراجعت کرنی چاہیے اور اگر ان کتابوں کا راوی نہ ہو تو کتب عامہ کی مراجعت کرنی چاہیے، اگر اس راوی کے بارے میں ائمہ جرح و تعدیل کے اقوال مختلف ہوں تو حافظ صاحب کے بارہ مراتب میں غور کر کے اندازہ لگائے کہ حافظ صاحب کس طرح کی صورت حال میں کس طرح خلاصہ نکالتے ہیں چنانچہ عام کتب رجال میں اس راوی کے حالات کا جائزہ لے کر مجموعی طور پر ان میں غور کر کے خلاصہ نکال لے اور وہ خلاصہ اس مرتبہ میں سے جس مرتبہ سے میل کھائے اس کے مطابق اس راوی کی حدیث کا درجہ متعین کر لے۔ یہ تینوں مراحل تو صرف نقد اسناد سے متعلق تھے، اب رہا متن حدیث پر حکم لگانے کا : : م ت و ا کے لئے ایک اور مرحلہ سے گزرنا ہوگا۔

چوتھا مرحلہ :

چوتھا مرحلہ صحت حدیث کی چوتھی وپانچویں شرط شدوذ اور علت سے محفوظ ہونے کی تحقیق کا ہے، عام طور سے متأخرین محدثین حدیث کی صحت کے لئے شدوذ اور علت سے محفوظ ہونے کی شرط بھی ضرور لگاتے ہیں۔

شدوذ کی تفسیر یہ کرتے ہیں کہ کوئی ثقہ راوی اپنی روایت میں اپنے سے زیادہ ثقہ یا اپنے جیسے یا اپنے سے فروتر متعدد ثقات کی حدیث کی مخالفت کرے۔

اور علت سے انکی مراد یہ ہے کہ سند کے بظاہر صحیح ہونے کے باوجود اس میں باطنی طور سے کوئی ایسی علت ہو جو حدیث کو ناقابل قبول قرار دے رہی ہو علت کبھی حدیث کی سند میں پائی جاتی ہے کبھی متن

میں اور کبھی دونوں میں یہی حال شذوذ کا بھی ہوتا ہے۔

شذوذ درحقیقت علت ہی کی ایک صورت ہے علت کی شناخت ہو جانے کے بعد اس کی بہت سی ایسی صورتیں بنتی ہیں جن کو الگ الگ نام سے موسوم کیا جاسکتا ہے، مثلاً شاذ، منکر، مرسل، نسی، مزید فی متصل، الاسانید، مقلوب، مصحف، مدرج، مضطرب وغیرہ اور کچھ شکلیں ایسی بھی بنتی ہیں، جن کو کوئی نام نہیں دیا جاسکتا یا یوں کہیے کہ علماء علل کا نتیجہ اس کے معلول ہونے کی شہادت دیتا ہے مگر وہ اس کی نوعیت نہیں بیان کر سکتے اور نہ ہی اسے مدلل کر کے پیش کر سکتے ہیں، اس لئے اسے معلل قرار دیتے ہیں۔

علت کی شناخت ایک جو کھم بھرا عمل :

اس میں شبہ نہیں کہ علت کی شناخت جو کھم بھرا عمل ہے ہر کہہ دمہ کیا بہت سے محدثین کرام نے بھی اس پر کلام کرنے سے گریز کیا ہے، تاریخ میں چند ہی شخصیات پائی جاتی ہیں جنہوں نے ذخیرہ حدیث میں علتوں کی شناخت کا کام انجام دیا ہے، اور آج ہم جیسے کوتاہ علموں کے لئے تو ان کی بہت سی باتوں کو سمجھنا بھی مشکل ہے، تاہم ان حضرات کی کاوشوں کی مراجعت اور ان سے استفادہ ضروری ہے، ان سے بے نیازی بعض نکتہ مضحکہ خیز حد تک علمی غلطیوں کی منتج ہو سکتی ہے۔

علت کی شناخت میں نزاکت اس وجہ سے ہے کہ گزشتہ تینوں شرطیں (راوی کی عدالت، ضبط اور اتصال سند) کا علم تو علم جرح و تعدیل سے ہو جاتا ہے، اس علم کی بدولت راویوں کی دو قسمیں بن جاتی ہیں ایک قسم ثقات اور دوسری قسم ضعفاء اس تقسیم کے بعد اب جرح و تعدیل کا کام صرف ضعفاء کی روایات کی شناخت اور ان کی ظاہری کیوں کی نشان دہی رہ جاتی ہے اور بس۔

جب کہ ثقات کی روایات میں ابھی اور بھی تحقیق و تفتیش کی ضرورت باقی رہ جاتی ہے کیوں کہ ضروری نہیں کہ ثقہ راوی نے جو بیان کیا وہ صحیح ہی ہو اس میں وہ کسی وہم خطا اور نسیان کا بھی شکار ہو سکتا ہے، یہ کام انہی ماہرین کا ہے جو روایات کے اندرونی امراض و علل کو ناکر سکتے ہیں جنہیں ہم علماء علل حدیث سے تعبیر کر سکتے ہیں۔

جیسا کہ معلوم ہوا کہ علم علل کا موضوع ثقہ محدثین کی روایات ہوتی ہیں ثقہ کی حدیث عموماً صحیح ہوتی ہے اس میں خطا و ہم یا کسی گڑبڑی کا پکڑنا اس کا متقاضی ہے کہ اس کی احادیث کو اس کے دیگر ان ساتھیوں کی احادیث سے موازنہ کیا جائے، جنہوں نے اس کے شیخ سے حدیث روایت کی ہے اس موازنہ کو محدثین "اعتبار" کا نام دیتے ہیں ظاہر ہے کہ یہ کام کسی شیخ کے جملہ شاگردوں کے نسخوں کی فراہمی کے بغیر نہیں ہو سکتا تھا یہ ماہرین علل نہ صرف ان نسخوں کو فراہم کر لیتے ہیں بلکہ وہ انہیں اس طرح مستحضر ہوتے تھے کہ ان کی روشنی میں وہ اتنی سرعت سے غلطیوں کو پکڑ لیتے کہ کیا کوئی کمپیوٹر پکڑیگا۔

پھر وہ حضرات نہ یہ کہ صرف ثقہ روایات کی غلطیوں کی گرفت کرتے بلکہ غلطی کا سبب اور سرچشمہ بھی جان جاتے تھے، مثلاً راوی کا ذہول نسیان اپنے نوشتوں سے دور سفر میں ہونا بڑھاپا، یا ظاہری یا معنوی طور پر غیر معمولی جھٹکایا نا جنس کی صحبت وغیرہ۔

معلل کی معرفت کیسے ہو؟

علم علل کے ان ماہرین نے اپنی جودت طبع، صداقت اور نبض شناسی کی خداداد صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے جو کچھ کارہائے نمایاں انجام دئے ہیں، تاریخ نے اپنے سینوں میں انہیں محفوظ اور باقی رکھا ہے۔ علل احادیث پر کلام کرنے والے علماء اگرچہ کم ہیں مگر جو کچھ بھی انہوں نے علمی ورثہ چھوڑا ہے وہ انتہائی بیش قیمت ہے علماء جرح و تعدیل نے اگر ہمارے لئے ضعف رجال کی معرفت کو آسان بنایا ہے تو ان حضرات نے ہمارے سامنے ثقہ روایات کی ان احادیث کو چھانٹ کر رکھ دیا ہے، جن میں انہوں نے غلطی کی ہے دونوں کا فرق واضح ہے، چنانچہ جب آپ سے کہا جائے گا فلاں راوی ضعیف ہے تو آپ اس کی تمام احادیث پر ضعف کا حکم لگا دیں گے چاہے وہ جتنی بھی ہوں اسی طرح جب آپ کو بتایا گیا کہ یہ راوی ثقہ ہے تو اس کی تمام مرویات پر آپ صحت کا حکم لگا دیں گے ان کی تعداد چاہے جتنی ہو علاوہ ان احادیث کے جن کا ماہرین علم علل نے استثناء کر دیا ہو ان ہی استثناءات کو جاننے کی ضرورت ہے اور خدا کا شکر ہے وہ محفوظ اور مدون شکل میں موجود ہیں۔

اس طرح کی احادیث کا سب سے بڑا مجموعہ عجوبہ روزگار امام دارقطنی کی کتاب "العلل الواردة فی الاحادیث النبویة" ہے، ہمارے علم کے مطابق اب تک اس کی گیارہ جلدیں زیور طبع سے آراستہ ہو گئی ہیں۔ ترتیب مسانید صحابہؓ پر ہے، صحابیؓ کے نام کی مدد سے اس میں دیکھا جاسکتا ہے، اگر موجود ہو تو جو بھی علت دارقطنی نے بیان کی ہوگی باعث اسے نقل کر سکتا ہے۔

اگر مطبوعہ حصہ میں اس صحابیؓ کا مسند نہ ملے تو چونکہ کتاب مکمل موجود نہیں ہے اس لئے دوسری کتب علل کی جانب مراجعت کی جائے، اس فن کی دوسری اہم ترین کتاب ابن ابی حاتم کی "علل الحدیث" ہے، جس میں فقہی ترتیب پر احادیث کو جمع کیا گیا ہے اور ابن ابی حاتم نے اپنے والد ابو حاتم رازی سے پوچھ کر احادیث کی علتوں کو اس کتاب میں جمع کر دیا ہے۔

تیسری بہت اہم کتاب امام ترمذیؒ کی کتاب "العلل الکبیر" ہے جس کی اصل ترتیب تو معلوم نہیں، کیا تھی؟ قاضی ابوطالب نے اس کو جامع ترمذیؒ کے ابواب پر مرتب کر دیا ہے جس کی وجہ سے استفادہ آسان ہو گیا ہے، اس میں ترمذیؒ نے خود بھی علتوں پر کلام فرمایا ہے اور عموماً امام بخاریؒ، امام دارمیؒ وغیرہ ماہرین علل کے حوالہ سے علتیں نقل بھی فرمائی ہیں۔

احتیاطاً باعث کو امام احمدؒ کی کتاب "کتاب العلل" امام بخاریؒ کی "التاریخ الکبیر"، ابوبکر بزار کی کتاب "المسند المعلل" اور طبرانیؒ کی "المعجم الاوسط" وغیرہ کی بھی مراجعت کر لینی چاہیے۔

چونکہ کتب تخارج کا اصل موضوع ہی احادیث کے درجات کو بیان کرنا اور ان کی علتوں کو تلاش کر کے ذکر کرنا ہے اس لئے "نصب الراية للزيلعي، تلخیص الحبیر لابن حجرؒ" بلکہ ابن حجر کی حدیثی تحقیقات کا مجموعہ "موسوعة الحافظ ابن حجر الحدیث" کی بھی ضرور مراجعت کرنی چاہیے، اگر ان مصادر میں زیر بحث حدیث کی کوئی علت مل گئی تو ذکر کر دی جائے ورنہ گمان غالب یہ ہے کہ اس حدیث میں کوئی علت نہیں ہے۔

پانچواں مرحلہ :

پانچواں مرحلہ رہ جاتا ہے حاصل نقد کی تشکیل و تدوین کا تو یہ مرحلہ بھی گذشتہ چاروں مراحل کے دوران کافی حد تک طے ہو چکا ہوتا ہے یہاں صرف یہ بتانا مقصود ہے کہ باحث اپنے حاصل جستجو اور نتیجہ بحث کو کاغذ پر کس طرح نقل کرے اس کی تعبیر کیا ہونی چاہیے۔

جیسا کہ یہ بات پوری طرح عیاں ہو چکی کہ حدیث کی اسناد کا درجہ کتب رجال خصوصاً تقریب التہذیب کی مدد سے متعین کرنا آسان ہے البتہ علت اور شذوذ پر واقفیت کا کام بہت مشکل ہے۔ اس لئے مذکورہ بالا مصادر میں تلاش بسیار کے باوجود باحث کی خیریت اسی میں ہے کہ وہ حکم لگاتے وقت جلد بازی سے کام لیتے ہوئے یہ نہ کہے ہذا حدیث صحیح یا حدیث حسن یا حدیث ضعیف بلکہ یوں کہے ہذا حدیث صحیح الاسناد یا اسنادہ صحیح یا ہذا حدیث حسن الاسناد یا اسنادہ حسن یا ہذا حدیث ضعیف الاسناد یا اسنادہ ضعیف

کیونکہ حدیث صحیح یا حدیث حسن کہنے کی صورت میں کبھی ایسا ہو سکتا ہے کہ کوئی حدیث جس کی سند اس سے زیادہ قوی ہو اس کے معارض پیش آجائے، چنانچہ جس حدیث پر صحت کا حکم لگ چکا ہے اب وہ شاذ ہو جائے گی یا ممکن ہے بعد میں کوئی علت ظاہر ہو جائے جو اس کی صحت کے منافی ہو جس پر باحث مطلع نہیں ہو سکا تھا۔

اسی طرح ہذا حدیث ضعیف کہنے کی صورت میں ممکن ہے اسے بعد میں کوئی متابع یا شاہد مل جائے جس سے قوت پا کر وہ سند حسن لغیر بہ تک پہنچ رہی ہو تو ان سب صورتوں میں باحث کو اپنے سابقہ حکم میں تبدیلی کرنی پڑے گی جس سے اس کا علمی وقار مجروح ہوگا۔ (حدیث اور فہم حدیث)

ان جملہ صبر آزمائے عمل، محنت و مشقت کے بعد آپ کسی حدیث پر حکم لگا سکتے ہیں اور یہ بھی یاد رہے کہ خالی کتابوں میں حدیث پر حکم لگانے کا طریقہ پڑھ کر حدیث پر حکم لگانے کی جسارت نہیں کرنی چاہیے جب تک کسی ماہر فن کی ملازمت طویلہ اختیار نہ کر لی جائیں۔

باب چہارم

فقہ الحدیث و معرفة مافیہ من احکام و فوائد و آداب

فقہ حدیث کے متعلق زیادہ عرض کرنے کی ضرورت نہیں ہے، اس لئے کہ فقہ حدیث پر کلام عام طور پر شروعات میں ضرور ہوتا ہے، ہاں یہ بات ضرور یاد رہے کہ احادیث فقہ کے ساتھ ساتھ اخلاق و آداب سے متعلق احادیث پر بھی نگاہ رکھنی چاہیے تاکہ اسلامی آداب اور نبوی اخلاق اپنانے کی ترغیب ملے۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ فن حدیث کی عظمت و توقیر کرنے کی توفیق عنایت فرمادیں اور اخلاص اور امانت داری کے ساتھ اس کی خدمت، اشاعت اور حفاظت کے لئے قبول فرمادیں۔ آمین

اہم مصادر و مراجع

- ۱۔ ترمذی
- ۲۔ ارشاد الساری
- ۳۔ المعجم الاوسط
- ۴۔ لسان المیزان
- ۵۔ حجة الله البالغة
- ۶۔ تاریخ دعوت و عزیمت
- ۷۔ صفحات من صبر العلماء
- ۸۔ مقدمہ ابن صلاح
- ۹۔ المقاصد الحسنہ
- ۱۰۔ الغماز علی اللماز
- ۱۱۔ الاسرار المرفوعہ
- ۱۲۔ کشف الخفاء
- ۱۳۔ تذکرۃ الموضوعات
- ۱۴۔ تنزیہ الشریعۃ المرفوعہ
- ۱۵۔ تناقضات الالبانی
- ۱۶۔ مسند احمد
- ۱۷۔ نہ داؤد
- ۱۸۔ ابن ماجہ
- ۱۹۔ اوجز المسالک

۲۰۔ نزہۃ النظر شرح نخبۃ الفکر

۲۱۔ تصحیفات المحدثین

۲۲۔ الرسالة المستطرفة

۲۳۔ جرح وتعدیل (اردو)

۲۴۔ شذرات الذهب

۲۵۔ فتح المغیث

۲۶۔ المغنی فی ضبط اسماء الرجال

۲۷۔ تدریب الراوی

۲۸۔ غریب الحدیث للخطابی

۲۹۔ ابو عبیدہ قاسم بن سلام

۳۰۔ تذکرۃ المحدثین

۳۱۔ تخریج الحدیث

۳۲۔ حدیث اور فہم حدیث

۳۳۔ معجم البلدان

۳۴۔ تہذیب الکمال

۳۵۔ تہذیب التہذیب

۳۶۔ الکاشف وذیل الکاشف

۳۷۔ خلاصۃ الخرزجی

۳۸۔ معرفۃ علوم الحدیث

۳۹۔ الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب

۴۰۔ الاصابہ

۴۱۔ تاریخ السنۃ المشرفہ

۴۲۔ الکامل فی ضعفاء الرجال

۴۳۔ التقييد والايضاح

۴۴۔ الکفایہ فی علم الروایہ

۴۵۔ الرفع والتکمیل

۴۶۔ شرح الفاظ التجريح النادرة او قليلة الاستعمال

۴۷۔ سير اعلام النبلاء

۴۸۔ شذرات الذهب

۴۹۔ وفيات الاعيان

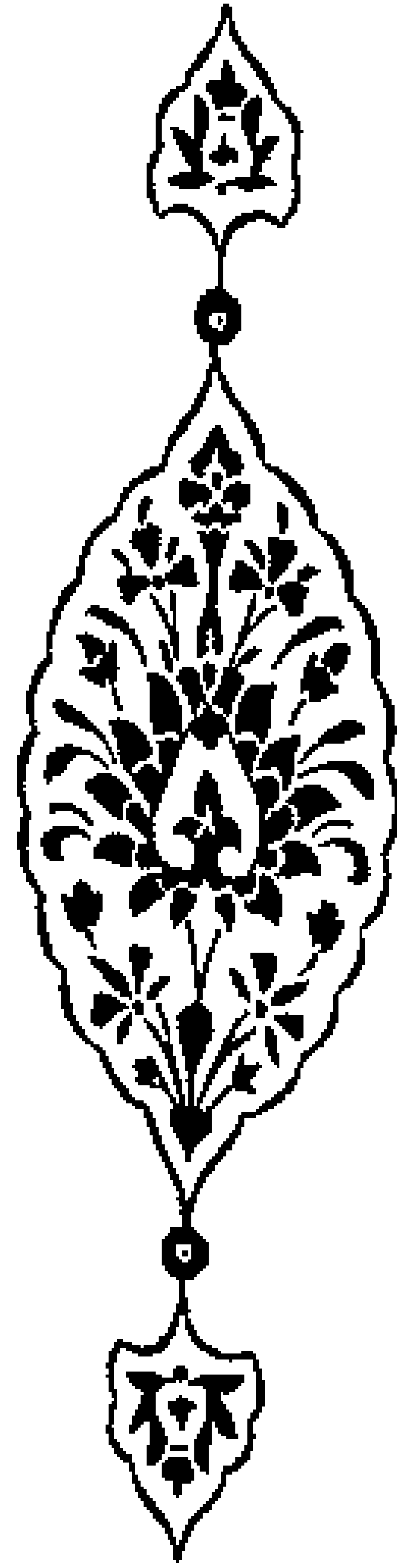
۵۰۔ النجوم الزاهرة

۵۱۔ غريب الحديث ابو اسحاق حري

۵۲۔ كتاب الدلائل

۵۳۔ المجموع المغي

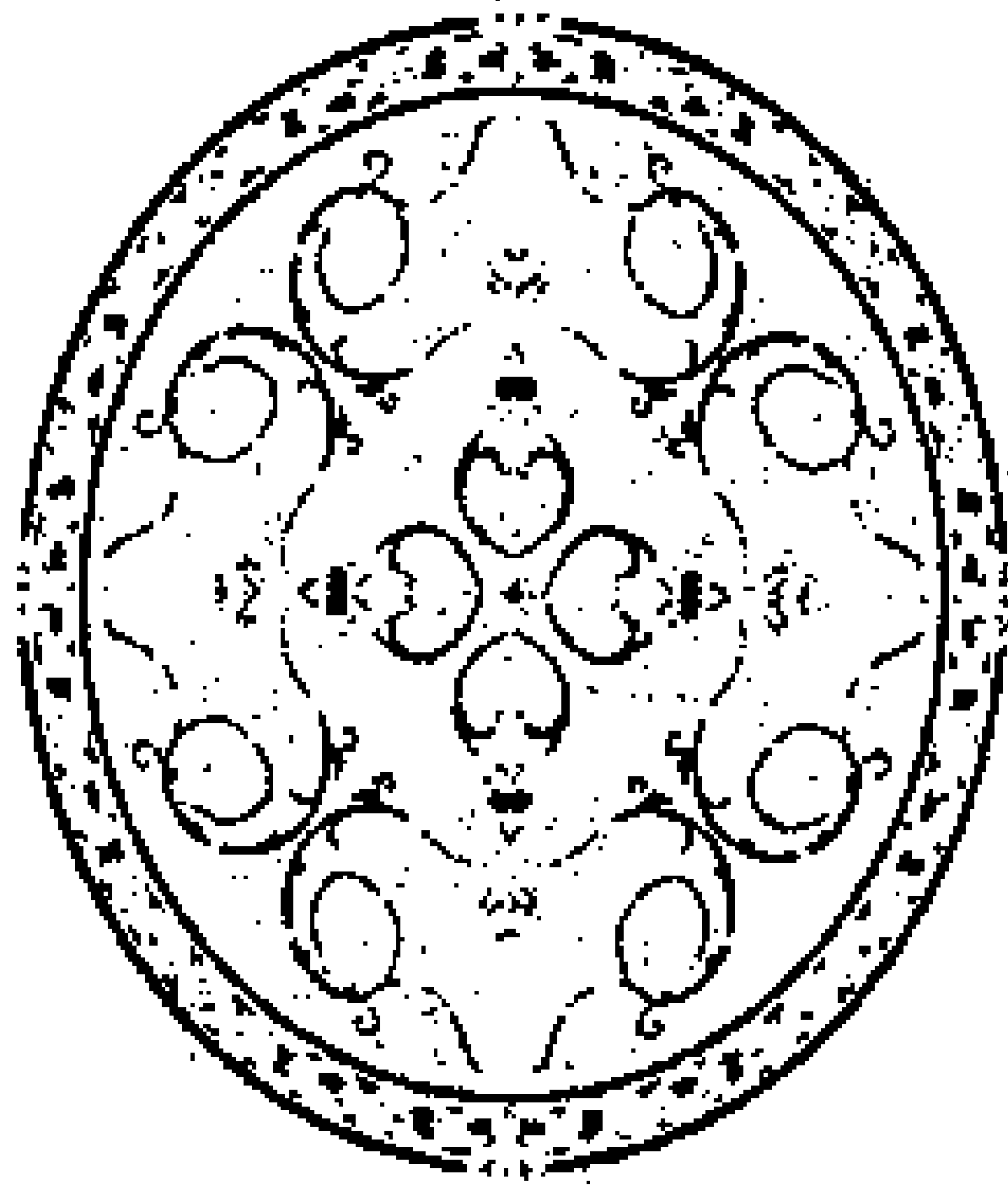
Al-Hamdulilah



طباعت : سید کلیم اللہ خطیب، خطیب افسٹ، جمالیپور، احمد آباد۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ہم علم حدیث کیسے پڑھیں؟



الانوار صلیح

ڈابھیل ضلع نورساری گجرات



محمد ادریس بن محمد یوسف گونیا گودھسروی

جامعہ کبیر العجاوہ خیمہ الپورا احمد آباد

جملہ حقوق بحق مولف محفوظ ہیں

نام کتاب	:	ہم علم حدیث کیسے پڑھیں؟
تالیف	:	محمد ادریس بن محمد یوسف گودھروی
کمپوزنگ	:	قاسمی کمپیوٹر، گودھرا۔ M:09924569399
سن اشاعت	:	۲۰۱۳ء ۱۴۳۴ھ

کتاب ملنے کا پتہ

- (ادارہ صدیق، ڈابھیل : 09913319190)
- (امرین بک ایجنسی، احمد آباد : 08401010786)
- (مکتبہ حرم، احمد آباد : 08401107142)
- (تاجران کتب اس نمبر پر رابطہ کریں : 07698364621)

انتساب

میں اپنی اس حقیر کاوش کو جامعہ رحمانیہ گودھرا، جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل اور جامعہ مظاہر علوم سہارنپور اور ان اداروں کے اساتذہ کرام کی طرف منسوب کرتا ہوں، جنکی خصوصی توجہات، کاوشوں اور دعاؤں کا یہ ثمرہ ہے، اللہ تعالیٰ ان اداروں کے تعلیمی، تربیتی اور اصلاحی معیار کو بلند سے بلند تر فرمائیں اور حضرات اساتذہ کرام کو دارین میں بہترین بدلہ نصیب فرمائیں۔ (آمین)

نمبر شمار	فہرست	نمبر صفحہ
۱	دعائیہ کلمات: حضرت اقدس مفتی احمد صاحب خاں پوری دامت برکاتہم	۱
۲	رائے گرامی: حضرت اقدس مولانا زین العابدین صاحب دامت برکاتہم	۲
۳	رائے گرامی: حضرت اقدس مفتی ابراہیم صاحب آچھودی دامت برکاتہم	۳
۴	تقریظ: مفتی عبداللہ صاحب معروفی مدظلہ العالی	۴
۵	کلمات: فضیلۃ الشیخ محمد طلحہ حفظہ اللہ	۵
۶	تقریظ: مولانا احمد حسین صاحب پٹنی مظاہری مدظلہ العالی	۶
۷	عرض حال	۷
۸	مقدمہ	۸
۹	باب اول: تصحیح اسماء السند	۲۸
۱۰	تصحیف و تحریف کے معنی لفظ و اصطلاحاً	۲۹
۱۱	کتب تصحیفات	۲۹
۱۲	تصحیفات المحدثین	۲۹
۱۳	مؤلف و مختلف کا معنی	۳۱
۱۴	کتب مؤلف و مختلف	۳۲
۱۵	المؤتلف والمختلف فی اسماء نقلة الحدیث: از دکنی	۳۲
۱۶	المؤتلف والمختلف: دار قطنی	۳۳
۱۷	الاکمال: ابن ماکولاً	۳۵
۱۸	اکمال الاکمال: ابن نقطہ	۳۷
۱۹	تکملة اکمال الاکمال: صابونی	۳۷

نمبر شمار	فہرست	نمبر صفحہ
۲۰	المشتبه فی اسماء الرجال وانسابہم: ذہبیؒ	۳۷
۲۱	تبصیر المنتبه بتحریر المشتبه: ابن حجر عسقلانیؒ	۳۸
۲۲	المغنی فی ضبط اسماء الرجال: محمد بن طاہرؒ	۳۹
۲۳	کتب مؤلف ومختلف کی اجمالی فہرست	۴۱
۲۵	باب دوم: تصحیح الفاظ متن الحدیث	۴۳
۲۵	کتب غریب الحدیث	۴۶
۲۶	غریب الحدیث: ابو عبیدہ قاسم بن سلامؒ	۴۶
۲۷	غریب الحدیث: ابن قتیبہ دینوریؒ	۴۹
۲۸	غریب الحدیث: ابن اسحاق الحرلیؒ	۵۰
۲۹	غریب الحدیث: خطابیؒ	۵۰
۳۰	الفائق فی غریب الحدیث: جلال الدین مہرؒ	۵۱
۳۱	النهاية فی غریب الحدیث: ابن اثیر جزریؒ	۵۲
۳۲	مجمع بحار الانوار: محمد بن طاہرؒ	۵۳
۳۳	کتاب الدلائل: ابن حزم سرقسیؒ	۵۸
۳۴	الجموع المغیث: ابو موسیٰ المدینیؒ	۶۱
۳۵	غریب الحدیث: ابو اسحاق حرلیؒ	۶۳
۳۶	کتب غریب الحدیث کی اجمالی فہرست	۶۴
۳۷	باب سوم: تحقیق احوال رجال اسناد	۶۵
۳۸	تخریج حدیث	۶۶

نمبر شمار	فہرست	نمبر صفحہ
۳۹	کتب اصلیہ	۶۶
۴۰	کتب شبہ اصلیہ	۶۷
۴۱	کتب غیر اصلیہ	۶۷
۴۲	تخریج حدیث کے فوائد	۶۸
۴۳	سند سے متعلق فوائد	۶۸
۴۴	متن سے متعلق فوائد	۷۰
۴۵	سند و متن دونوں سے متعلق فوائد	۷۱
۴۶	تخریج حدیث کا پہلا طریقہ	۷۲
۴۷	کلمات غریبہ یا کلمات مہمہ کے ذریعہ تخریج کرنا	۷۲
۴۸	المعجم المفہرس کا تعارف	۷۳
۴۹	طریقہ اول کے محاسن	۷۸
۵۰	طریقہ اول کے معایب	۷۸
۵۱	تخریج حدیث کا دوسرا طریقہ	۸۰
۵۲	متن حدیث کے اول لفظ کے ذریعہ تخریج کرنا	۸۰
۵۳	اول : عام احادیث سے متعلق کتابیں	۸۰
۵۴	جمع الجوامع کا مفصل تعارف	۸۲
۵۵	الجامع الصغیر کا مفصل تعارف	۸۶
۵۶	دوم : زبانِ زرد (مشہور علی الاسنہ) احادیث سے متعلق کتابیں	۸۹
۵۷	محاسن	۹۳
۵۸	عیوب	۹۴

نمبر شمار	فہرست	نمبر صفحہ
۵۹	سوم : موسوعات، مفتاح اور فہارس	۹۴
۶۰	محاسن	۹۶
۶۱	عیوب	۹۶
۶۲	تخریج حدیث کا تیسرا طریقہ	۹۷
۶۳	حدیث کے راوی اعلیٰ (صحابیؓ) کے نام کے ذریعہ تخریج کرنا	۹۷
۶۴	کتب المسانید	۹۷
۶۵	کتب المعاجم	۹۹
۶۶	کتب الاطراف	۱۰۰
۶۷	تحفة الاشراف بمعرفة الاطراف کا مفصل تعارف	۱۰۲
۶۸	اتحاف المہرۃ باطراف العشرة کا تعارف	۱۱۲
۶۹	محاسن	۱۱۳
۷۰	عیوب	۱۱۴
۷۱	تخریج حدیث کا چوتھا طریقہ	۱۱۵
۷۲	حدیث کا موضوع دیکھ کر تخریج کرنا	۱۱۵
۷۳	وہ کتابیں جو تمام ابواب دین پر مشتمل ہیں	۱۱۵
۷۴	مفتاح كنوز السنۃ کا مفصل تعارف	۱۲۵
۷۵	وہ کتابیں جو اکثر ابواب دین پر مشتمل ہیں	۱۲۸
۷۶	وہ کتابیں جن میں ابواب دین میں سے کسی خاص باب سے	
	متعلق احادیث جمع کر دی گئی ہوں	۱۳۴
۷۷	تخریج حدیث کا پانچواں طریقہ	۱۳۹

نمبر شمار	فہرست	نمبر صفحہ
۷۸	سند یا متن میں پائی جانے والی کسی صفت یا معنی کے ذریعہ تخریج کرنا	۱۳۹
۷۹	احادیث قدسیہ سے متعلق کتابیں	۱۴۰
۸۰	احادیث مسلسلہ سے متعلق کتابیں	۱۴۱
۸۱	مہمات سے متعلق کتابیں	۱۴۱
۸۲	علوم حدیث سے متعلق تالیفات	۱۴۲
۸۳	متن میں پائی جانے والی ظاہری صفات سے متعلق کتابیں	۱۴۲
۸۴	اوائل سے متعلق کتابیں	۱۴۲
۸۵	امثال سے متعلق کتابیں	۱۴۲
۸۶	تفسیر سے متعلق کتابیں	۱۴۲
۸۷	مراہیل سے متعلق کتابیں	۱۴۳
۸۸	علوم حدیث سے متعلق کتابیں	۱۴۴
۸۹	متن میں پائی جانے والی مخفی صفات سے متعلق کتابیں	۱۴۴
۹۰	احادیث متواترہ سے متعلق کتابیں	۱۴۴
۹۱	احادیث مشہورہ سے متعلق	۱۴۵
۹۲	سند اور متن میں پائی جانے والی مخفی صفات سے متعلق کتابیں	۱۴۵
۹۳	احادیث معلولہ سے متعلق کتابیں	۱۴۵
۹۴	احادیث موضوعہ سے متعلق کتابیں	۱۴۵
۹۵	تخریج حدیث کا چھٹا طریقہ	۱۴۸
۹۶	تتبع واستقراء کے ذریعہ حدیث کی تخریج کرنا	۱۴۸
۹۷	اجزاء حدیثیہ	۱۴۸

نمبر شمار	فہرست	نمبر صفحہ
۹۸	اربعینیات	۱۴۹
۹۹	افراد	۱۴۹
۱۰۰	امالی حدیثیہ	۱۴۹
۱۰۱	تاریخ الرجال	۱۵۰
۱۰۲	طبقات	۱۵۰
۱۰۳	فوائد	۱۵۰
۱۰۴	المکات الحدیثیہ	۱۵۰
۱۰۵	المشجعات ومعاجم الشیوخ	۱۵۱
۱۰۶	مختلف الحدیث و مشکل الحدیث	۱۵۱
۱۰۷	محاسن	۱۵۲
۱۰۸	عیوب	۱۵۲
۱۰۹	تخریج شدہ مواد کی تشکیل	۱۵۳
۱۱۰	مختصر اسلوب	۱۵۴
۱۱۱	متوسط اسلوب	۱۵۵
۱۱۲	مفصل اسلوب	۱۵۶
۱۱۳	نقد اسناد کی حقیقت	۱۵۸
۱۱۴	نقد اسناد کی نزاکت	۱۵۹
۱۱۵	نقد احادیث کی ضرورت کن احادیث میں؟	۱۶۱
۱۱۶	علم اصول جرح و تعدیل	۱۶۷
۱۱۷	کتب ستہ کے رجال پر لکھی گئی کتابیں	۱۷۰

نمبر شمار	فهرست	نمبر صفحه
۱۱۸	الكمال في اسماء الرجال	۱۷۰
۱۱۹	تهذيب الكمال في اسماء الرجال	۱۷۱
۱۲۰	تذهيب تهذيب الكمال في اسماء الرجال	۱۷۸
۱۲۱	الكاشف في معرفة من رواية في الكتب الستة	۱۸۰
۱۲۲	اكمال تهذيب الكمال في اسماء الرجال	۱۸۰
۱۲۳	ذيل الكاشف	۱۸۱
۱۲۴	تهذيب التهذيب	۱۸۲
۱۲۵	تقريب التهذيب	۱۸۵
۱۲۶	خلاصة تذهيب التهذيب	۱۹۴
۱۲۷	التذكرة برجال العشرة	۱۹۵
۱۲۸	تعجيل المنفعة بزوائد رجال الائمة الاربعة	۱۹۶
۱۲۹	مغانى الاخيار في رجال معانى الآثار	۱۹۷
۱۳۰	كشف الستار عن رجال معانى الآثار	۱۹۸
۱۳۱	تراجم الاحبار من شرح معانى الآثار	۱۹۸
۱۳۲	كتب ثقاة	۱۹۹
۱۳۳	كتب ضعفاء	۱۹۹
۱۳۴	تعارف : ميان الاعتدال	۲۰۱
۱۳۵	تعارف : لسان الميزان	۲۰۳
۱۳۶	كتب مدلسين	۲۰۵
۱۳۷	كتب مختلطين	۲۰۶

نمبر شمار	فہرست	نمبر صفحہ
۱۳۸	مرسل روایت کرنے والوں پر کتابیں	۲۰۶
۱۳۹	کتب ثقات وضعفاء	۲۰۷
۱۴۰	کتب طبقات	۲۰۷
۱۴۱	کتب تاریخ	۲۰۸
۱۴۲	تواریخ بلاد مخصوصہ	۲۱۰
۱۴۳	کتب کنی و اسماء	۲۱۱
۱۴۴	کتب القاب	۲۱۲
۱۴۵	کتب انساب	۲۱۴
۱۴۶	کتب وفیات	۲۱۶
۱۴۷	کتب بلدان	۲۱۸
۱۴۸	صحابہؓ سے متعلق کتابیں	۲۱۹
۱۴۹	الاستیعاب فی معرفۃ الاصحابؓ	۲۱۹
۱۵۰	اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابہؓ	۲۲۰
۱۵۱	تجرید اسماء الصحابہؓ	۲۲۲
۱۵۲	الاصابہ فی تمیز الصحابہؓ	۲۲۴
۱۵۳	نقد اسناد کے مراحل	۲۲۹
۱۵۴	رجال اسناد کی تعیین	۲۲۹
۱۵۵	رواۃ کی عدالت اور ان کے ضابطہ ہونے کی تحقیق	۲۳۰
۱۵۶	مراتب تعدیل اور ان کے کلمات	۲۳۲
۱۵۷	اصحاب مراتب تعدیل کا حکم	۲۳۴

نمبر شمار	فہرست	نمبر صفحہ
۱۵۸	مراتب جرح اور ان کے کلمات	۲۳۴
۱۵۹	اصحاب مراتب جرح کا حکم	۲۳۵
۱۶۰	مخصوص کلمات	۲۳۵
۱۶۱	نادر کلمات	۲۴۱
۱۶۲	تیسرا مرحلہ	۲۴۶
۱۶۳	سند پر حکم لگانے کا طریقہ	۲۴۷
۱۶۴	چوتھا مرحلہ	۲۴۹
۱۶۵	علت کی شناخت ایک جو حکم بھرا عمل	۲۵۰
۱۶۶	معلل کی معرفت کیسے ہو؟	۲۵۱
۱۶۷	پانچواں مرحلہ	۲۵۳
۱۶۸	باب چہارم : فقہ الحدیث و معرفۃ مافیہ من احکام و فوائد و آداب	۲۵۴
۱۶۹	مصادر و مراجع	۲۵۵